

سنہری دھوپ سے چہرہ نگار بیٹی ہوں

itsurdu.blogspot.com

allurdupdfnovels.blogspot.com

ہم چاہتے ہیں کہ اردو کا ہر ناول ہر کتاب ہر افسانہ اور ہر تحریر آپ کی دسترس میں ہو۔ اس کے لئے ہمیں آپ کی ضرورت ہے۔ آپ کچھ بھی لکھیں ہمیں بھیجیں ہم اسے اپنے بلوگ پر اپ لوڈ کر دیں گے۔ کچھ بھی ہو کسی بھی فارمیٹ میں ہو، ہم اسے خود پی ڈی ایف میں کنورٹ کر کے کتابی شکل میں ڈھال لیں گے۔ الحمد للہ ہمارے بلوگ پر ۳۰۰۰ سے زائد بکس کے ایکٹو لنک موجود ہیں، اور ہماری سائٹ ڈیلی آپ ڈیٹ ہوتی ہے۔ تو چلئیے پھر قلم اٹھائیں اور شروع ہو جائیں، اپنی تحریر نیچے دئے گئے ای میل اڈریس پر بھیجیں۔ کیونکہ ہم دیئے گئے ای میل اڈریس پر نہیں کرتے،

khalidjee@hotmail.com

We Offer

- Digital Marketing
- Search Engine Optimization
- Social Media marketing
- Web Development
- Social Media Optimization
- Search Engine Marketing



Location 84-Allama Iqbal Road
Lahore 54000 Pakistan
Email: click4marketing@gmail.com

www.click4marketing.co.uk
[f](#) [click4marketinggroup](#)
[t](#) [click4marketing](#)

بانی و چیف ایڈیٹر ایم جاوید خان	سب ایڈیٹر شریف یعقوب چودھری	ریڈیٹنٹ ایڈیٹر ایم علی قریشی	آن لائن نیوز ایڈیٹر محمد عمر ایوب
ایڈیٹر سید جوہر کاظمی	(مانچسٹر، یو کے) انگلش ایڈیٹر صفیہ نورین عزیز	(پاکستان) ڈپٹی ایڈیٹر فیاض احمد	سرکولیشن منیجر حافظ محمد عامر قریشی
ایگزیکٹو ڈائریکٹر صائمہ قریشی	(یو کے) بیورو چیف یورپ محمد جمیل شیخ	(پاکستان) ایڈیٹر سلیم ہاشمی	(پاکستان) سیلز اینڈ مارکیٹنگ ارشد علی کاظمی
(یو کے، پاکستان) ریڈیٹنٹ ایڈیٹر طاہر جمیل نورانی	بیورو چیف لنکا شائر افتخار احمد نیازی	(پاکستان) ایڈیٹر (پاکستان)	(پاکستان)

[illegible][illegible]

knaibrainmanchester@gmail.com
itsurdu.blogspot.com

دانش مندی اور سلامتی کا راستہ

پاناما کیس کے فیصلے کے پس منظر میں گزشتہ روز دو اہم شخصیات کے بیانات اخبارات اور الیکٹرانک میڈیا کی زینت بنے۔ دونوں سنجیدہ بیانات ملکی سیاست، عدالتی پروسیس اور عوامی سوچ سے براہ راست مخاطب بیانیہ کی حیثیت رکھتے ہیں۔ ترجمان پاک فوج کی جانب سے جاری بیان کے مطابق جنرل ہیڈ کوارٹرز راولپنڈی میں آرمی چیف جنرل قمر جاوید باجوہ کی سربراہی میں 202 ویں کور کمانڈرز کانفرنس ہوئی جس میں اعلیٰ ترین عسکری قیادت نے ملک بھر میں جاری آپریشن رد الفساد کے حوالے سے ہونے والی پیش رفت کا جائزہ لیا۔

اس کے علاوہ کور کمانڈرز کانفرنس میں سپریم کورٹ کی جانب سے پاناما کیس کا فیصلہ بھی تفصیلی طور پر زیر غور آیا اور فیصلہ کیا گیا کہ پاک فوج پاناما کیس کے فیصلے کے تناظر میں تشکیل دی جانے والی مشترکہ تحقیقاتی کمیٹی میں شفاف کردار ادا کرے گی اور جے آئی ٹی میں شامل ادارے کے نمائندے سپریم کورٹ کے اعتماد پر پورا اتریں گے۔ واضح رہے کہ سپریم کورٹ نے پاناما کیس کی تحقیقات کے لیے جے آئی ٹی تشکیل دینے کا حکم دیا ہے جس میں نیب، ایس ای سی پی اور ایف بی آر کے علاوہ آئی ایس آئی اور ایم آئی کے افسر بھی شامل ہوں گے۔

دوسری جانب چیف جسٹس میاں ثاقب نثار نے ایک مقدمے کی سماعت کے دوران بعض چشم کشا معروضات پیش کیں اور پاناما کیس فیصلہ کے وسیع تر تناظر میں سیاست دانوں اور ماہرین قانون سمیت پوری سول سوسائٹی سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا کہ پوری دنیا میں عدالتی فیصلوں میں اختلافی نوٹ لکھے جاتے ہیں لیکن ایسا کہیں نہیں ہوتا جیسا پاناما کیس کے فیصلے کے بعد پاکستان میں ہو رہا ہے۔

اس ایک فقرے کے کوزے میں فاضل منصف اعلیٰ نے ملکی سیاست میں رائج ویدہ دہنی اور دشنام طرازی کا پورا دریا بند کر دیا۔ اس بیان میں درود کی جو تک ہے اسے پیچیدہ قانونی موٹو گائیڈوں اور عدالتی دلائل و براہین سے واقف قانونی و آئینی ماہرین ہی جانتے ہیں، خیال رہے کہ چیف جسٹس کی سربراہی میں فل منچ نے اگرچہ بنی گالہ میں تجاوزات کے بارے میں از خود نوٹس کی سماعت کی اور اس دوران تحریک انصاف کے چیئرمین عمران خان بھی کمرہ عدالت میں موجود تھے تاہم چیف جسٹس نے عمران خان کو مخاطب کرتے ہوئے جن خیالات کا اظہار کیا وہ دراصل اہل سیاست کے لیے چشم کشا معروضات تھیں جن میں حکومت اور اپوزیشن کو باور کرایا گیا کہ اختلاف رائے آزادی اظہار کا طرہ امتیاز ضرور ہے مگر ذاتیات پر مبنی جس سفلی نوعیت کی دل آزار مہم جوئی شروع ہوئی ہے اور ممکنہ سیاسی تبدیلی یا کرپشن سے پاک طرز حکمرانی کے جن دعوؤں سے فضا بوجھل ہے وہ غریب نظری رہے گی اگر سیاست دان ٹھوس انتخابی منشور سے گریز پائی اختیار کرتے اور ایک دوسرے پر کچڑا چھالتے رہے۔

ایسا افسوس ناک سیاسی طرز عمل اور جلسوں جلسوں میں الزامات، کردار کشی اور گھڑے مردے اکھیڑنے کی ریسٹلنگ بے قابو ہوئی تو جمہوریت سب سے بڑی ”کیو وی“ ہوگی جب کہ آنے والے دنوں میں بڑی بھاری ذمے داری سیاسی جماعتوں پر آپڑنے والی ہے، ابھی جے آئی ٹی نے تحقیقات کا آغاز کرنا ہے، دو ماہ اس اعصاب شکن عمل میں گزریں گے، سیاست دان چلے کریں، مگر قانون کو بھی اپنا راستہ بنانے دیں، منفی حربوں اور ذاتی حملوں سے اجتناب کریں، جمہوری ریاستوں کی اساس آزاد عدلیہ، جمہوری سوچ، رواداری اور اختلاف رائے کے احترام پر استوار ہوتی ہے، جن دو بیانات کا حوالہ دیا گیا ہے وہ قول فیصل کی طرح ہیں، سیاست کو بہر حال عدلیہ سے دور رکھنا ہی ملکی مفاد میں ہے۔

چیف جسٹس نے تحریک انصاف کے سربراہ سے جو کچھ کہا اس کا اطلاق آفاقیت کا متقاضی ہے، چیف جسٹس نے کہا کہ قوم کے رہنما ہونے کی وجہ سے آپ سمیت تمام سیاستدانوں کی ذمے داری ہے کہ عدالتوں کا احترام یقینی بنائیں۔ کیا اس اپیل میں کچھ کی ہے؟ منصف اعلیٰ کے مطابق میڈیا میں جو کچھ ہو رہا ہے سب کے سامنے ہے، لوگ قانون سمجھتے نہیں اور میڈیا پر تبصرے کرتے ہیں۔ عدالت کا عزت و احترام ختم نہیں ہونا چاہیے۔ ہمیں ایسے لیڈرز کی ضرورت ہے جن کا صرف یہ مقصد ہونا چاہیے کہ قوم کو آگے لے کر بڑھنا ہے۔

ملکی سیاست میں پاناما کیس کا فیصلہ دور رس نتائج کا حامل ہے۔ پاناما کیس کا فیصلہ رکے ہوئے پانی میں وزنی پتھر کی طرح گرا ہے، یہ ارتعاش طرز حکمرانی میں بنیادی تبدیلیوں کا پیش خیمہ ثابت ہو سکتا ہے۔ یہی راستہ سلامتی اور دانشمندی کا راستہ ہے۔ دعا ہے کہ پاناما کیس کا فیصلہ سیاست دانوں کی اجتماعی سرخروئی کا سبب بنے تاکہ وہ فخر سے کہہ سکیں کہ

سب قتل ہو کے تیرے مقابل سے آئے ہیں
ہم لوگ سرخرو ہیں کہ منزل سے آئے ہیں



فرمان قائد

”میرا پیغام تم نوجوانوں کے لیے یہی ہے کہ وطن اور تنظیم قائم کرو اور ہر قربانی کے لیے تیار ہو جاؤ۔ قوموں کی آزادی کے گلستان خون سے سنبھلے جاتے ہیں اور مسلمان قوم بھی اس سے مستثنیٰ نہیں ہو سکتی۔ قوم کو مصائب سے نہیں گھبرانا چاہیے۔ مصائب سے گزر کر برائیوں کی آلائش دور ہو جاتی ہے اور قوم کے جوہر نکھرتے ہیں۔“



کلام اقبال

اللہ سے کرے دور، تو تعلیم بھی تندر
الماک بھی اولاد بھی جاگیر بھی تندر
ناحق کے لیے اٹھے تو شمشیر بھی تندر
شمسیر ہی کیا نعرۂ شمشیر بھی تندر



اے ابو محمد!
کوئی اور حاجت؟
عطائی: ہاں اور حاجت بھی ہے۔

اے امیر المومنین، سرحدوں پر رہنے والے لوگ
تمہارے دشمن کے منہ میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ یہ لوگ ہر
ان شخص سے لڑتے ہیں جو مسلمانوں کی طرف برے
ارادے سے آنے کی کوشش کرے۔ اگر یہ لوگ ختم ہو
گئے تو سلطنت کی سرحدیں غیر محفوظ ہو جائیں گی۔ آپ
ان کے لئے اس قدر غلہ کی فراہمی کا حکم دے دیں کہ ان
کی خست حالی دور ہو سکے۔

ہشام: درست جناب!

اے غلام! سرحدات پر آباد لوگوں کے لئے بھی غلہ کا
حکم لکھ دو۔

اے ابو محمد! کوئی اور ضرورت؟

عطائی: ہاں، امیر المومنین اور ضرورت بھی ہے۔
سلطنت کے ذمی لوگوں سے جزیہ اس قدر وصول نہ
کرو جس کے ادا کرنے کی ان میں طاقت نہیں۔ آپ کو
ان سے جو بھی مل جائے وہ تمہارے دشمن کے خلاف
تمہارے لئے مددگار رہی ہے۔

ہشام: سر تسلیم خم جناب!

اللہ کی قسم! مجھے بھی ان
کی وجہ سے داخلہ نصیب ہوا ورنہ
میں تو وہاں داخل نہ ہو سکتا تھا۔ جب ہشام
نے عطاء کو دیکھا تو ان الفاظ کے ساتھ استقبال
کرنے لگا: موصحبا موصحبا، خوش آمدید! خوش آمدید
حصصا حصصا تشریف لائے! تشریف لائے!

ہشام مسلسل حصصا حصصا کے الفاظ کہے جا رہا تھا۔ حتیٰ
کہ عطاء بن ابی رباح کو اپنے ساتھ تخت پر بٹھالیا اور ان
کے ساتھ بیٹھ کر ان کے گھٹنوں سے اپنے گھٹنے ملا لیے۔
اس وقت مجلس میں بڑے بڑے معزز لوگ بھی بیٹھے
تھے وہ گفتگو میں مصروف تھے مگر فوراً خاموش ہو گئے۔

ہشام نے عطاء بن ابی رباح رحمۃ اللہ علیہ کی طرف
موجہ ہو کر پوچھا:

اے ابو محمد! کیا تشریف لائے؟

عطاء بن ابی رباح: اے امیر المومنین! مکہ و مدینہ
کے باشندے اللہ اور اس کے رسول کے پڑوسی ہیں۔

عبدالرحمن رافت پاشا

دنیا نے عطاء بن ابی رباح رحمۃ اللہ علیہ
کے قدموں میں ڈھیر ہوتا چاہا لیکن اس
مرد عظیم نے اسے سختی کے ساتھ ٹھکرا دیا اور
ہرگز کوئی اہمیت نہ دی۔ ساری عمر جو فیض پہنچے رہے اس
کی قیمت پانچ درہم سے زائد نہ ہوتی تھی۔

خلفائے بنو امیہ نے انہیں اپنی مصاحبت کی دعوت
دی لیکن انہوں نے اس خوف سے کہ خلفاء کی دنیا داری
کے باعث میرا دین تباہ ہو جائے گا، اس دعوت کو قبول نہ
کیا لیکن اس کے باوجود جب وہ مسلمانوں اور اسلام کا
کوئی فائدہ دیکھتے تو چل کر ان خلفاء کے پاس جاتے۔

عثمان بن عطاء خراسانی رحمۃ اللہ علیہ نے ایسا ہی
ایک واقعہ بیان کیا ہے وہ کہتے ہیں:

میرے والد اور میں ہشام بن عبدالملک سے
ملاقات کے لئے جا رہے تھے۔ جب دمشق کے قریب
پہنچے تو سیاہ رنگ کے گدھے پر سوار ایک بزرگ ہمیں ملے،
وہ مومن سی کھردری قمیض، بوسیدہ ساجہ اور سرچٹھی ہوئی
ٹوپی پہنے ہوئے تھے۔ پاؤں میں کھڑکی کے جوتے تھے۔
میں انہیں دیکھ کر بے پرواہی سے ان کے والد سے کہا: یہ
کون ہے؟

والد نے کہا: خاموش رہو، یہ فقہائے حجاز کے سردار
عطاء بن ابی رباح ہیں۔

جب یہ بزرگ ہمارے قریب پہنچے تو میرے والد
اپنے بچے سے بچے اتر آئے۔ وہ بھی اپنے گدھے سے اتر
پڑے۔ ان دونوں بزرگوں نے باہم معائنہ کیا اور ایک
دوسرے کا حال احوال دریافت کیا۔ پھر دونوں اپنی اپنی
سواریوں پر سوار ہو گئے اور چل پڑے یہاں تک کہ ہم
ہشام بن عبدالملک کے محل پر پہنچے۔ تھوڑے سے انتظار
کے بعد انہیں اندر آنے کی اجازت دے دی گئی۔

جب ملاقات کر کے یہ دونوں واپس آئے تو میں
نے اپنے باپ سے پوچھا:

مجھے بھی سنا ہے کہ خلیفہ کے ساتھ آپ کی کیا بات
چیت ہوئی ہے؟

والد نے جواب دیتے ہوئے کہا: جب ہشام کو معلوم
ہوا کہ عطاء بن ابی رباح دروازے پر کھڑے ہیں تو اس
نے فوراً اندر آنے کی اجازت دے دی۔

حضرت عطاء بن رباح رحمۃ اللہ علیہ کی دنیا سے بے رغبتی

وفات کے وقت قلیل سا سامان ان کی گل کائنات تھا

اے غلام! لکھ دو کہ ذمیوں سے طاقت و برداشت
سے بڑھ کر جزیہ وصول نہ کیا جائے۔

اے ابو محمد! اس کے علاوہ کوئی اور حاجت؟

عطائی: ہاں ایک اور حاجت ابھی باقی ہے۔
سنئے! اے امیر المومنین، اپنے بارے میں اللہ سے
ڈرتے رہیے۔

آپ ان میں ان کا غلہ اور دیگر وظائف وغیرہ تقسیم کرنے کا
حکم جاری کیجیے۔

ہشام بن عبدالملک نے کہا: ٹھیک ہے جناب!

اور کا تب کو مخاطب کرتے ہوئے کہا، اے غلام! اہل
مکہ و مدینہ کا غلہ اور دیگر عطیات ایک سال کے لئے انہیں
جاری کرنے کا حکم لکھو!

خلفائے بنو امیہ نے انہیں اپنی مصاحبت کی دعوت دی لیکن انہوں نے اس خوف سے کہ خلفاء کی دنیا داری کے باعث میرا دین تباہ ہو جائے گا، اس دعوت کو قبول نہ کیا

آپ کو معلوم ہونا چاہئے کہ آپ تنہا پیدا ہوئے تھے،
تنہا ہی مر گئے، تنہا ہی قیامت کے روز اٹھائے جائیں
گے اور تنہا ہی آپ سے حساب لیا جائے گا، جن کو آپ
اپنے ارد گرد دیکھتے ہیں ان میں سے کوئی بھی اس وقت
آپ کے ساتھ نہ ہوگا۔

ہشام نے یہ الفاظ سنے تو سر جھکا لیا، زمین کرید رہے
تھے اور روتے جا رہے تھے۔

پھر ہشام نے پوچھا: ابو محمد! اس کے علاوہ کوئی اور مسئلہ؟
عطاء نے کہا: ہاں! امیر المومنین اور مسئلہ بھی ہے۔

اہل حجاز اور اہل نجد اصل عرب اور اسلام کی قیادت ہیں
ان لوگوں کو انہی کے صدقات کا زیادہ حصہ واپس کر دیجیے!

ہشام: کر دیتے ہیں جناب!

اے غلام! اہل حجاز و نجد کے لئے ان کے صدقات
کی واپسی کا حکم لکھ دو۔



(عطاء خراسانی رحمۃ اللہ علیہ جو عطاء بن ابی رباح
رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ تھے، کہتے ہیں)

عطاء بن ابی رباح اٹھ کھڑے ہوئے تو میں بھی ان
کے ساتھ ہی اٹھ گیا۔ جب ہم دروازے پر پہنچے تو وہاں
ایک آدمی تھا جس نے اپنے پیچھے ایک تھیلی چھپا رکھی تھی۔
مجھے نہیں معلوم کہ اس تھیلی میں کتنے درہم و دینار تھے۔
اس شخص نے عطاء کی طرف یہ تھیلی بڑھاتے ہوئے کہا، یہ
لے لیجئے امیر المومنین نے آپ کے لئے بھیجی ہے۔

عطاء نے کہا: اے مجھ سے دور لے جاؤ! وما
استلکم علیہ من اجر ان اجری الا علی رب
العالمین (الشعرائ: 109) "میں اس (خیر خواہی) پر تم
سے کسی اجر کا مطالبہ نہیں کرتا میرا اجر و بدلہ تو اللہ رب
العالمین کے ذمے ہے۔"

اللہ کی قسم عطاء خلیفہ کے پاس گئے، بیٹھے اور وہاں آ
گئے لیکن پانی کا ایک قطرہ تک نہ پیا۔

عطاء بن ابی رباح رحمۃ اللہ علیہ نے سو سال عمر
پائی جسے انہوں نے علم و عمل کی برکات اور خیر و تقویٰ سے
بھر دیا۔ اس عمر کو انہوں نے اس متاع دنیا سے بچا کے رکھا
جو لوگوں کے پاس تھی۔ اس لیے کہ انہیں اس متاع کثیر
میں رغبت تھی جو اللہ کے ہاں موجود ہے!

115ھ جب انہیں موت آئی تو دنیا کا تھوڑا سا
سامان ان کی گل کائنات تھا۔ مگر اعمال آخرت کا بھترین
اور کثیر ذخیرہ ان کے پاس موجود تھا۔

انہوں نے علم و فضل و تقویٰ اور عمل کی اس زندگی میں
سزج کیے تھے اور ان مواقع پر وہ ستر مرتبہ عرفات میں
ٹھہرے جہاں انہوں نے اللہ سے اس کی رضا اور جنت کا
ی سوال کیا اور اس کی ناراضی و آگ سے پناہ ہی مانگی!



ہور ہے تھے۔

ان کی حکمت عملی سادہ تھی۔ مزاحمت کارگروہوں نے عراق میں ایک دن امن قائم نہیں ہوا۔ خوف کے بادل مسلسل گہرے ہو رہے تھے۔ ایسی صورت میں اتحادی افواج اگر عراق میں امن قائم کیے بغیر اخلاکاً فیصلہ کرتیں تو اسے انہیں گروہوں کی فتح تصوری کیا جاتا۔ دوسری جانب افواج کا قیام جاری رکھنے کی صورت میں بھی یہ گروہیں چھوٹی چھوٹی کارروائیوں سے انہیں مالی و جانی نقصان پہنچا رہے تھے جو کسی بھی مزاحمتی جنگ جو کے لیے مکمل فتح جیسی کامیابی ہی ہوتی ہے۔ اس پر مزید یہ کہ ایسی کارروائیوں کے خلاف امریکیوں کے شدید رد عمل سے ہونے والے نقصانات اور المیوں سے انہیں مزید ہم درد میسر آئے۔ مزاحمت کاروں کی بڑھتی ہوئی کارروائیوں کے جواب میں امریکا نے جہاں گن آرٹیلری کا آغاز کیا۔ فوج پر ہونے والے ایسے ہی ایک حملے کی خبر اس سرخی کے ساتھ سامنے آئی "امریکا شہر کو راکھ کے ڈھیر میں بدل کر اس پر اتحادی عمارت کھڑی کرنا چاہتا ہے۔" سوشل میڈیا پر القاعدہ نے امریکیوں کی ان کارروائیوں کے مناظر اور تصاویر کو پھیلا دیا۔

دوسری جانب واشنگٹن میں مزاحمت کاروں کی کارروائیوں کو بھی بڑھا چڑھا کر پیش کیا جا رہا تھا۔ اس پراپیگنڈے کے نتیجے میں امریکا میں یہ خیال زور پکڑنے لگا کہ طاقت میں اضافہ کر کے اس مزاحمت کو کچلا جاسکتا ہے۔ پہلے سے زیادہ افرادی قوت اور شدت کے ساتھ ہمہ کار آغاز ہوا۔ القاعدہ پہلے ہی حکمت عملی ترتیب دے چکی تھی۔ سوچے سمجھے منصوبے کے تحت پسپائی اختیار کی گئی۔ اس پسپائی کو امریکی اپنی پیش قدمی سمجھتے رہے اور 2008 میں القاعدہ عراق کے خلاف امریکا کی "فتح" کا اعلان ہو گیا۔ امریکی سمجھ رہے تھے کہ اہداف حاصل ہو گئے جب کہ جنگجو شام میں اپنی پناہ گاہوں

عراق میں مزاحمت کو شروع ہوئے

چار برس ہو چکے تھے اور مٹی بھر سابق فوجیوں اور جہادوں نے امریکیوں کو محصور ہونے پر مجبور کر دیا اور نوبت یہاں تک آچکی کہ امریکی فوجی بیت الخلاء جاتے ہوئے بھی پورا جنگی لباس پہنتے تھے۔ دنیا بھر میں عراق کی آزادی، قیام امن اور فتح کے امریکی دعوؤں پر پھبتیاں کسی جارہی تھیں اور فردوس اسکوائر میں صدام کا مجسمہ گرا کر امریکی جس فتح پر سرشار تھے رفتہ رفتہ یہ کیفیت جھنجھلاہٹ میں تبدیل ہو رہی تھی۔ ان کا ہر ہینٹر الحاد پڑ رہا تھا۔

2006 میں امریکیوں کی جھنجھلاہٹ کا ایک اور نمونہ دنیا کے سامنے آیا جب ابو غریب جیل میں عراقی قیدیوں کے ساتھ امریکیوں کے سفاکانہ سلوک کی تصاویر اور ویڈیوز منظر عام پر آ گئیں۔ امریکی فوج کی اس درندگی کو دنیا نے عراق جنگ کے بلا جواز ہونے کے ایک اور ثبوت کے طور پر دیکھا۔ کیوں کہ اس سے پہلے اتحادی فوج پورے عراق میں کمانڈر سسٹم قائم کرنے کے باجود بڑے پیمانے پر تباہی پھیلانے والے ہتھیاروں کی موجودگی کا کوئی ایک ثبوت بھی سامنے لانے میں کامیاب نہیں ہو سکے۔ نو گیارہ حملوں میں ملوث افراد اور صدام حسین کے مابین تعلق کا الزام بھی جھوٹ ثابت ہوا۔ ان سب حالات نے اس تاثر کو مزید مضبوط کیا کہ دراصل یہ جنگ عراق کے بجائے مسلمانوں پر مسلط کی گئی ہے کیوں کہ امریکا عراق پر اپنے حملے کے لیے پیش کی گئی کسی ایک وجہ کو بھی ثابت کرنے میں ناکام ہو چکا تھا اور اب مقامی آبادی اور جنگی قیدیوں کے ساتھ بدسلوکی اس کے خلاف پائی جانب والی نفرت کو مزید شدید بنا رہی تھی۔ القاعدہ نے اس صورت حال کا بھرپور فائدہ اٹھایا اور

☆ ابو مصعب الزرقاوی القاعدہ عراق کی قیادت کے لیے کیوں موزوں ترین قرار پایا؟

☆ مالکی حکومت کی مغربی صوبوں میں کارروائی پر القاعدہ کی خاموشی کی اصل وجہ کیا تھی؟

تک حفاظت کے ساتھ پہنچ چکے تھے۔ امریکی القاعدہ کے بچائے ہوئے جال میں پھنس گئے۔ وہ مزاحمت کاروں کی تیزی سے ہونے والی پسپائی کو کامیابی تصور کر رہے تھے، مختلف محاذوں پر انہیں بہت کم تعداد کا مقابلہ کرنا پڑا، امریکی انہیں باقی ماندہ قوت تصور کر رہے تھے۔ امریکیوں کو کامیابی کا یقین ہو چلا تھا لیکن کامیابی کا دور دورہ کوئی نشان نہ تھا۔ 2007 میں عراق سے امریکی فوج کی واپسی کا مطالبہ زور پکڑنے لگا۔ امریکی عوام بٹل کے سیاسی بیانات سے بیزار ہوتے جا رہے تھے۔ اس فضا کو دیکھتے ہوئے نیشنل انتظامیہ نے عراق سے افواج کے اخلا کے اشارے دینا شروع کر دیے۔ عراقی سکیورٹی کی خود انحصاری کا چرچا ہونے لگا، مبہم بیانات میں ان کی تربیت کی تکمیل کے اعلانات کیے

اسے عراق میں امریکا کے خلاف جنگ کے لیے غیر ملکی جنگ جوؤں کی نئی کھپ میسر آ گئی۔ یہ افغان جنگ کے بعد امریکیوں کے لیے بڑھتی ہوئی نفرت کی نئی اور مزید شدید لہر تھی جو عراق میں داخل ہو چکی تھی۔ نو گیارہ کے بعد امریکی سیاست داں اپنے عوام پر مسلسل خوف طاری کرنے میں مصروف تھے اور انہیں بڑی حد تک اس بات پر قائل کرنے میں کامیاب ہو گئے تھے کہ امریکا اور اس کے عوام کو درپیش خطرات کے خاتمہ صرف اور صرف طاقت کے استعمال سے ہو سکتا ہے۔ وہ اپنی بے پناہ طاقت کو فتح کی ضمانت تسلیم کر چکے تھے۔ دوسری جانب عراق میں مزاحمت کار غیر روایتی جنگ کی ایک ایسی حکمت عملی پر کار رہے تھے جس میں بہر صورت ان کے مقاصد پورے



"دشست کا جنم"، دنیا میں خوف کی علامت بننے والی تنظیم "داعش" کے پس منظر قیادت، حکمت عملی اور مستقبل کے بارے میں ایک انکشاف انگیز سلسلہ



مختلف ناموں سے کام کرتی رہی تھی۔ اسامہ بن لادن ان تمام گروہوں کو ایک نظام کے تحت لاکر عراق میں حکومت قائم کرنا چاہتا تھا۔ ابتداً اس کا نام "اسلامی امارات عراق" (IEI) رکھا جانا تھا، لیکن بعد میں یہ نظم "دولت اسلامیہ عراق" (ISI) کے نام سے سامنے آیا۔ 7 جون 2006 کو الزرقاوی کی موت کے بعد القاعدہ عراق نے ایک دوہرا کمانڈ سسٹم متعارف کروایا۔ ابو ایوب المصری اور عراق کے عمر البغدادی اس کی قیادت کر رہے تھے۔ اس کے علاوہ "مجاہدین شوریٰ کونسل" کا قیام بھی کیا گیا۔ نئے تنظیمی ڈھانچے کو خفیہ رکھا گیا تاہم امریکی خفیہ اداروں کو ان دونوں قائدین کی ایک عمارت میں موجودگی کی خبر مل گئی اور ایک ہی فضائی حملے میں یہ دونوں لیڈر ہلاک کر دیے گئے۔ اس کے بعد ان دونوں کے ایک نائب ابو بکر البغدادی نے اس تنظیم کی قیادت سنبھالی اور باقاعدہ طور پر دولت اسلامیہ عراق (ISI) کا نام اپنایا۔ القاعدہ کے مقابلے کے لیے انبار کے علاقے میں قبائلی ٹائمن "ابناء العراق" کے نام سے ایک اتحاد بنا چکے تھے۔ 2007 میں بغدادی نے "ابناء العراق" کا مقابلہ کرنے کے لیے ہم خیال گروہوں کو جمع کیا اور "Coalition of the Nobility" کے نام سے اتحاد تشکیل دیا۔



جہادوں کے گروہ انصار الاسلام کے رہنماؤں سے اس کی ملاقات ہوئی۔ یہ تجربات بعد میں الزرقاوی کے لیے منصوبہ بندی کرنے میں مددگار ثابت ہوئے۔ وطن واپس آنے کے بعد الزرقاوی نے مختلف سرگرمیاں جاری رکھیں۔ حکومت نے اس پر نظر رکھنا شروع کر دیا۔ بعد ازاں اردن میں الزرقاوی کے گھر سے دھماکا خیز مواد اور ہتھیار برآمد ہوئے جس کے بعد اسے جیل بھیج دیا گیا۔ یہ قید اس کے لیے سزا سے زیادہ اپنے منصوبوں کا آگے بڑھانے کا موقع ثابت ہوئی۔ جیل میں اس نے "جماعت التوحید والہدایہ" کے نام سے ایک گروہ قائم کیا۔ اس کے دماغ سے ابھی تک افغان جنگ کا رومان ختم نہیں ہوا تھا، یہی وجہ تھی کہ وہ اور اس کے ساتھی افغانوں کے لباس میں رہا کرتے تھے۔ جیل میں الزرقاوی نے جب اچھی خاصی تعداد اپنی ہم خیال بنائی تو اب مختلف منصوبوں پر عمل درآمد کے لیے کام شروع کیا گیا۔ یہ گروہ اپنی حکمت عملی میں بہت واضح تھے۔ وہ اردن میں عالمی جہادی تحریک کے لیے ماحول ہموار کرنا چاہتے تھے جس کے لیے اس ملک کو دینی سطح پر غیر مستحکم کرنا پہلا قدم تھا۔ القاعدہ میں گزرے ابتدائی دور کی وجہ سے الزرقاوی اس کے نظریات اور حکمت عملی ترتیب دینے کے طریقوں سے بہت متاثر ہوا۔ اردن میں تو وہ اپنے عزائم کی تکمیل نہیں کر سکا لیکن وہاں اس کی سرگرمیاں جہادی نیٹ ورکس کی نظر میں آچکی تھیں۔ عراق کے پڑوسی ملک سے اس کا تعلق، مقامی سطح پر رسوم حاصل کرنے کی صلاحیت اور اس سے بھی اہم الزرقاوی کی ذہانت وہ خصوصیات تھیں جس کی وجہ سے عراق میں جاری مزاحمت کی



الصحوۃ تحریک

عراق کے شمالی صوبے کو کردستان کہا جاتا ہے۔ مغربی صوبے انبار میں سنی قبائل کی اکثریت ہے۔ ان قبائل کی اکثریت بنیادی طور پر ”الدیم“ نامی قبیلہ کی شاخیں ہیں۔ صدام حکومت کے خاتمے سے یہ قبائل اپنے مستقبل کے متعلق عدم تحفظ کا شکار ہو چکے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ امریکی قبضے کے خلاف شروع ہونے والی مزاحمت میں ان قبائل نے ابتدائی طور پر امریکی جارحیت کے بعد قائم ہونے والی عراقی حکومت اور امریکی فوج کے خلاف مشترکہ مقاصد کے حصول کے لیے القاعدہ عراق کا ساتھ دیا۔ ان قبائل میں باہمی اختلافات بھی وقتاً فوقتاً سر اٹھاتے رہے اور انھیں القاعدہ کے طریقہ کار اور بعض سخت گیر نظریات سے بھی اختلاف رہا۔ 2003 میں امریکا کے خلاف مزاحمت کے لیے تشکیل دیے گئے اس اتحاد میں دراڑیں پڑنا شروع ہو گئیں۔ امریکی 2005 سے اس صورت حال کا جائزہ لے رہے تھے۔ کچھ قبائلی شیوخ القاعدہ کے علاقے میں امریکیوں سے تیار ہو چکے تھے۔ ان قبائل کے معاشی مسائل، عراقی حکومت اور القاعدہ عراق سے ان کی بددیوباری کو دیکھتے ہوئے، انھیں القاعدہ کے خلاف منظم کرنے کا منصوبہ بنایا گیا، جس کے مطابق ”الصحوۃ“ یعنی ”بیداری“ مہم کا نقشہ تیار کیا گیا۔ 2006 میں جب القاعدہ عراق ”دولت اسلامیہ عراق“ میں تبدیل ہو گئی، اس کی قیادت میں زیادہ تر افراد غیر ملکی تھے۔ ان کی سخت گیری کے باعث مقامی قبائل اور ان کے مابین تکیہ بڑھتی چلی گئی۔ ان حالات نے امریکی منصوبے پر عمل درآمد کے لیے ماحول مزید سازگار بنادیا اور 2006 میں ”انجلس الوطنی للافقاۃ الانبار“ اور بعد ازاں ”مجلس الصحوۃ“ تشکیل دی گئی۔ قبائلیوں کا یہ اتحاد ”انبار العراق“، ”حرکت الصحوۃ“ اور ”وہبہ جیسے ناموں سے بھی پہچانا گیا۔ قبائلیوں کو منظم کرنے کی حکمت عملی یہ تھی کہ ان کے ذریعے القاعدہ کا خاتمہ کروایا جائے تاکہ امریکیوں کو عراق سے اخلاکاً مضبوط جواز میسر آجائے۔ امریکا نے ان قبائل کو مالی مدد اور اسلحہ فراہم کیے، اس کے جنگ جوں کے لیے باقاعدہ تنخواہوں کا نظام بنایا گیا۔ ایک اندازے کے مطابق ان قبائل کے 80 ہزار جنگ جو القاعدہ سے مقابلے کے لیے میدان میں اترے۔ عراقی حکومت نے بادل خواستہ اس ہندوستان کو قبول کیا۔ 2007 کے وسط تک الصحوۃ نے تیزی سے پیش قدمی کی، قلعہ اور رماہی کے علاقوں میں القاعدہ اور اس کے حامیوں کا خاتمہ کر دیا۔ 2009 میں جب عراق سے امریکی فوجوں کا اخلاکاً مکمل ہوا تو قبائلیوں کو القاعدہ کے جوابی حملوں کا سامنا کرنا پڑا۔ بعد ازاں داعش بھی قبائلی جنگجوؤں کو نشانہ بناتی رہی۔ 2009 سے 2013 کے عرصے میں داعش نے الصحوۃ کے 13 سوازیہ جنگ جو مختلف کارروائیوں اور حملوں میں قتل کر ڈالے۔ نوری المالکی کی حکومت پہلے ہی الصحوۃ کو اپنے لیے خطرہ تصور کرتی تھی۔ امریکا کے درمیان سے ہتھے ہیں حکومت نے قبائلی جنگ جوں کے ساتھ بے دلی کے ساتھ تعاون کیا اور کچھ عرصے بعد اس سے بھی ہاتھ کھینچ لیا۔ 2013 میں الصحوۃ میں شامل قبائل نے بھی رفتہ رفتہ قدم پیچھے ہٹنا شروع کر دیے۔



اگلے برس ہی قبائلی جنگجوؤں کو داعش کے خونیں حملوں کا سامنا کرنا پڑا۔ عراقی حکومت نے ایک بار پھر سنی قبائل کی مدد سے داعش پر قابو پانے کی کوشش کی لیکن تنخواہوں کی فراہمی میں تھقل اور مالکی دور میں برقی گئی بے اعتنائی کے باعث قبائلی جنگ جو بڑی تعداد میں اس جنگ سے لاقطع ہو گئے۔ بظاہر تو عراق میں امریکا نے الصحوۃ کو عراق میں جاری خانہ جنگی ختم کرنے کے لیے منظم کیا تھا لیکن اس کے نتیجے میں مزید خون ریزی ہوئی۔ امریکی پالیسی ساز حلقوں نے یہ حکمت عملی افغانستان اور پاکستان میں بھی اپنانے کی کوشش کی لیکن یہاں بھی یہ نتیجہ خیر ثابت نہیں ہوئی۔ ماہرین کا کہنا ہے کہ الصحوۃ مہم جوئی وقتی اہداف کو مد نظر رکھ کر بنائی گئی تھی، وقت نے جسے ناقص اور بدترین منصوبہ ثابت کیا۔ قبائلی جھنڈ بند یوں کے بجائے اگر جمہوری قومی تشکیل نو پر توجہ دی جاتی تو نتائج مختلف ہوتے۔ بنیادی طور پر امریکا کو عراق کے داخلی امن سے کوئی دلچسپی نہیں تھی، مقصد صرف فوج کے اخلاک کے لیے جواز تراشنا تھا۔ امریکا نے عراق سے واپسی کا راستہ بنانے کے لیے جو فتنے کھڑے کیے، عراق آج تک انہی فتنوں کا شکار ہے۔



نوگیارہ جیسے حملے کرنے کے قابل ہو جائے گی۔ عام طور پر ماہرین داعش کو القاعدہ ہی کا فکری وارث سمجھتے ہیں لیکن طریقہ کار، پھیلاؤ، اہداف اور تنظیم سازی کے اعتبار سے دیکھا جائے تو یہ محض تسلسل نہیں۔ سوویت یونین کی شکست کے بعد اسامہ بن لادن کے ذہن میں یہی تصور تھا کہ اب امریکا کو بھی ایسی ہی مزاحمت سے معاشی اور فوجی محاذوں پر شکست دی جاسکتی ہے۔ اس مقصد کے لیے القاعدہ نے پہلے ان ممالک کا رخ کیا جہاں انہیں اس مزاحمت کے آغاز کے لیے بہ آسانی میسر آنے کا امکان نظر آیا۔ افغانستان میں طالبان حکومت کے قیام نے اسامہ بن لادن کو اپنا مطلوبہ نیٹ ورک کھڑا کرنے کا موقع فراہم کیا۔ القاعدہ 1993 سے امریکی اور مغربی مفادات کو نشانہ بنانے کی منصوبہ بندی شروع کر چکی تھی۔ یہ حکمت عملی ایمن الظواہری کی ترتیب دی ہوئی تھی۔ 1997 سے 2003 تک یہ کارروائیاں ایک نئے مرحلے میں داخل ہو گئیں۔ مالے اور تنزانیہ میں امریکی سفارت خانوں کو نشانہ بنایا گیا۔ ان کارروائیوں کے بعد اسامہ بن لادن نے امریکا کے خلاف جنگ کا باقاعدہ اعلان کر دیا۔ ورلڈ ٹریڈ سینٹر پر نوگیارہ حملوں نے دنیا تبدیل کر کے رکھ دی۔ افغانستان اور پھر



عراق پر امریکی جارحیت نے مسلم دنیا کو شدت سے متاثر کیا اور القاعدہ جیسی تنظیموں نے ان حالات کا بھرپور فائدہ اٹھایا۔ عراق میں داعش کے بڑھتے ہوئے اثر و رسوخ کو دیکھتے ہوئے ایمن الظواہری نے خود کو یمن، صومالیہ اور صحارا کے ریگستانوں تک محدود کر لیا۔ 2014 میں داعش

عراق پر امریکی جارحیت نے مسلم دنیا کو شدت سے متاثر کیا اور القاعدہ جیسی تنظیموں نے ان حالات کا بھرپور فائدہ اٹھایا۔ عراق میں داعش کے بڑھتے ہوئے اثر و رسوخ کو دیکھتے ہوئے ایمن الظواہری نے خود کو یمن، صومالیہ اور صحارا کے ریگستانوں تک محدود کر لیا۔ 2014 میں داعش

نے جب ”دولت اسلامیہ“ کے قیام کا اعلان کیا اور ابوبکر البغدادی کی ”خلافت“ کا اعلان کیا گیا تو مصر، نائیجیریا، یمن، افغانستان اور لیبیا میں مختلف گروہوں نے اس کی حمایت کا اعلان کیا۔ ایک نیا اتحاد تشکیل پایا، جنھیں بالواسطہ مضبوط کرنے والی قوت اب انھیں براہ راست نشانہ بنانے کے لیے بے چین تھی۔ مشرق وسطیٰ میں بھڑکانی گئی آگ میں اسے تیار کرنے والوں کے ہاتھ بھی جھلنے والے تھے۔



مسکلی تعصبات کو قوت کے حصول کا ذریعہ بنایا۔ ان علاقوں کے قبائلیت کو بھرپور طریقے سے اپنے حق میں استعمال کیا۔ انھوں نے بے پناہ کی طرز پر خفیہ اطلاعات کا ڈھانچا کھڑا کیا۔ اس کی مدد سے وہ تیزی سے اپنے مخالفین کا خاتمہ کرتے رہے۔ فوری سزاؤں کا نظام تشکیل دے کر داعش نے مقامی آبادی پر پناہ دے دیا۔ یہ طرز عمل صدام حسین سے ملتا جلتا تھا۔ بڈر جنگجو، صدام دور کے خفیہ اداروں کے اہل کار اور ترتیب یافتہ کمانڈوز مل کر ایک ایسی تنظیم کی شکل اختیار کر گئے جو مشرق وسطیٰ کے قلب میں دہشت کی علامت بن گئی۔ اس کے مقاصد عراق تک محدود نہیں تھے، اس کی منزل پوری مسلم دنیا کو فتح کرنا تھا۔ داعش کیا ہے؟ کیا سوچتی ہے؟ اس کی قیادت اور جنگجو کون لوگ ہیں اور کیا چاہتے ہیں؟ ان بنیادی سوالوں کا واضح جواب حاصل کرنے کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ یمن اسٹریٹ میڈیا ہے۔ عالمی میڈیا نے داعش کی کارروائیوں اور اس کے قیدیوں کے ساتھ بہیمانہ سلوک ہی پر توجہ مرکوز رکھی۔ یہ دراصل داعش کے منصوبوں کو کامیاب کرنے کے مترادف ہے۔ داعش نے سوشل میڈیا کا بھرپور استعمال کر کے اپنی جو دہشت ناک تصویر بنائی، عالمی میڈیا اسے دنیا کو دکھاتا رہا۔ یہ ایسی منظر کشی ہے جو دیکھنے والے کو خنجر بکھڑا کر دیتی ہے۔ داعش القاعدہ کی طرح منظم نہیں۔ یہ تنظیم کے بجائے قاتلوں کا ایک غول ہے جو ہر وقت اپنے راستے میں آنے والے ہر اپنے پرانے کو ذبح کرنے کے جنون میں مبتلا ہے۔

عراق پر امریکی حملہ ہر اعتبار سے ایک بہت بڑی ناکامی ثابت ہوا۔ اس کے نتیجے میں خطے سے شورش اور دہشت گردی کا خاتمہ تو کیا ہوتا، اس جنگ نے دہشت کی نئی فصل لگا دی۔ اگر عراق پر امریکی حملے سے وہاں قرن باقرن سے قائم سیاسی، سماجی اور قبائلی ڈھانچہ بکھر گیا ہوتا تو داعش کا جنم نہ ہوتا۔ رہی القاعدہ، تو یہ کوسہاڑوں سے سر پٹ پٹک کر اپنے انجام کو پہنچ جاتی۔

عراق پر کیمیائی ہتھیاروں اور نوگیارہ واقعات میں ملوث ہونے کا الزام لگا کر جن عالی دماغوں نے جنگ کا جواز قبول کیا تھا وہ آج اپنے موقف سے دست بردار ہو چکے ہیں۔ گزشتہ

ایک دہائی انہوں نے صفائیاں دیتے گزاری اور اب وہ عراق کے ساتھ ساتھ شام میں بھی ایک نئی جنگ لڑنے کی فکر میں ہیں۔ اس جنگ کا مقصد مشرق وسطیٰ کو القاعدہ اور داعش جیسی تنظیموں سے پاک کرنا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ نوگیارہ حملے میں قتل ہونے والے 3000 افراد کا انتقام عراق پر حملے کا سب سے بنیادی مقصد تھا۔ اگر یہ بات درست بھی مانی جائے تو اس میں امریکا کو ناکامی ہوئی۔ داعش جس چیز سے اپنی صلاحیت بڑھا رہی ہے، بے حد نہیں کہ جلد ہی وہ

عراق کے ساتھ ساتھ شام میں بھی ایک نئی جنگ لڑنے کی فکر میں ہیں۔ اس جنگ کا مقصد مشرق وسطیٰ کو القاعدہ اور داعش جیسی تنظیموں سے پاک کرنا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ نوگیارہ حملے میں قتل ہونے والے 3000 افراد کا انتقام عراق پر حملے کا سب سے بنیادی مقصد تھا۔ اگر یہ بات درست بھی مانی جائے تو اس میں امریکا کو ناکامی ہوئی۔ داعش جس چیز سے اپنی صلاحیت بڑھا رہی ہے، بے حد نہیں کہ جلد ہی وہ



گئے۔ حقیقت یہ تھی کہ عراقی فوج کے صرف دو ہلالین لڑائی کے قابل تھے جب کہ امریکی صدر نے نیا کو بتا رہے تھے کہ 2 لاکھ فوجی مزاحمت کھینچنے کے لیے امریکی فوج کے ساتھ کھڑے ہیں۔ دوسری جانب حال یہ تھا کہ 2008 تک نیشنل انتظامیہ سروسز کوکوشوں کے باوجود عراقی حکومت اس بات پر آمادہ کرنے میں کامیاب نہیں ہو سکی کہ وہ امریکا کے ساتھ امریکی فوج کے تحفظ کے لیے عراقی سکیورٹی فورس کی خدمات دینے کے لیے باقاعدہ معاہدے پر دستخط کر دے۔ 2006 میں وزارت عظمیٰ کا عہدہ سنبھالنے والا نوری المالکی عراق میں امریکی فوج کے قیام کا حامی نہیں تھا۔ مالکی کا دعویٰ تھا کہ عراق پر امریکی حملے کے بعد عراق میں ایک نئی خود مختار ریاست وجود میں آ چکی ہے اور یہ ریاست اپنے مستقبل کے فیصلے کرنے کی اہلیت رکھتی ہے۔ دراصل یہ اصرار اپنی اہلیت پر نہیں تھا بلکہ مالکی کے نزدیک پالیسی سازی اور جنگی حکمت عملی میں امریکی مداخلت کم کر کے ہی سنی اکثریت اور اس سے تعلق رکھنے والے مزاحمتی گروہوں کے گرد گھیرا نگ کیا جاسکتا تھا۔ عراق میں آزادی صرف خاص طبقے کے لیے تھی اور مالکی کے نزدیک یہی امریکی حملے کے واحد مقصد تھا۔

دسمبر 2011 میں امریکی فوج کے آخری بڑے پونٹ 24 گھنٹے کے مختصر وقت میں خاموشی سے سمندری راستے کے ذریعے وطن واپسی کے لیے کویت پہنچ چکے تھے۔ اس نکل و حرکت میں اسلامک اسٹیٹ عراق کے لیے انھیں نشانہ بنانے کے لیے بڑے مواقع تھے لیکن اس اخلاک میں کوئی رخنہ نہیں ڈالا گیا۔ امریکا عراق سے جا چکا تھا اور انہیں حقیقی معنوں میں کھلا میدان میسر آ گیا۔

مالکی حکومت نے امریکیوں کے جاتے ہیں سارے وعدے بھلا دیے اور سنی اور گرد آبادیوں اور ان کے تئیں سے تعلق رکھنے والے مختلف گروہوں کو سختی سے چکنا شروع کر دیا۔ 2011 میں امریکی فوج کے اخلاک کے وقت ”القاعدہ عراق“ اور اس کے اتحادی گروہ جاں بلب ہو چکے تھے۔ قیادت میں سے اکثر قتل کیا جا چکا تھا اور افرادی قوت بھی تقریباً نابود ہو چکی تھی۔ باقی ماندہ قوت کے ساتھ یہ گروہیں شام منتقل ہو چکے تھے۔ انہوں نے اپنی کارروائیاں صرف آسان اور کم زور اہداف کو نشانہ بنانے تک محدود کر دیں۔ وہ مالکی حکومت کی جانب سے سنی آبادی اور صدام کے سابق حامیوں کے خلاف کارروائیوں کے تماشا بنیے اس وقت

☆ امریکا کس طرح عراق میں اپنے ہی خلاف لڑنے والے غیر ملکی جنگ جوں کی نئی کھپ فراہم کرنے کا سبب بنا؟

☆ شمالی اور مغربی علاقوں میں القاعدہ کے خلاف لڑنے والوں سے عراقی حکومت کیوں خطرہ محسوس کرتی تھی؟

☆ افواج کے اخلاک کے لیے ماحول سازگار بنانا ضروری تھا، اس مقصد کے لیے فتنے کے کیسے کیسے بچے ہوئے گئے جن کا سامنا آج تک عراق کر رہا ہے۔

ایک دہائی انہوں نے صفائیاں دیتے گزاری اور اب وہ عراق کے ساتھ ساتھ شام میں بھی ایک نئی جنگ لڑنے کی فکر میں ہیں۔ اس جنگ کا مقصد مشرق وسطیٰ کو القاعدہ اور داعش جیسی تنظیموں سے پاک کرنا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ نوگیارہ حملے میں قتل ہونے والے 3000 افراد کا انتقام عراق پر حملے کا سب سے بنیادی مقصد تھا۔ اگر یہ بات درست بھی مانی جائے تو اس میں امریکا کو ناکامی ہوئی۔ داعش جس چیز سے اپنی صلاحیت بڑھا رہی ہے، بے حد نہیں کہ جلد ہی وہ



گی۔ لیکن پولینڈ میں ابھی بہت سردی ہے، آپ کہہ سکتے ہیں کہ میں سہولت پسند صحافی ہوں۔

سوال: آپ کے خیال میں کیا ناول وہ کام کر سکتا ہے جو صحافت میں نہیں ہو سکتا؟

مارکیز: نہیں، میرا نہیں خیال کہ ان دونوں میں کوئی فرق ہے، ذرا کچھ ایک ہیں، مواد ایک ہے، وسائل اور زبان ایک ہیں۔ ڈسٹیکل ڈیفو کا The Journal of the Plague Year ایک عظیم ناول ہے اور "ہیروشیما" صحافت کا عظیم کارنامہ۔

سوال: کیا تخیل اور سچائی کے درمیان توازن برقرار رکھنے کے حوالے سے صحافی اور ناول نگاری ذمہ داریاں مختلف ہیں؟

مارکیز: صحافت میں ایک جھوٹ سارے کام کو متعصبانہ بنا سکتا ہے جبکہ اس کے مقابلے میں فکشن میں ایک اکیلا سچ سارے کام کو وقار بخش دیتا ہے۔ بس اتنا سافرق ہے اور اس بات کا تعلق لکھنے والے کی اپنے کام سے وابستگی سے ہے۔ ایک ناول نگار

ریکارڈ استعمال نہیں کی؟

مارکیز: بطور صحافی میں نے اس کا کبھی استعمال نہیں کیا، میں اسے موسیقی سننے کے لیے استعمال کرتا ہوں، اور دوسری بات یہ کہ میں نے کبھی کوئی انٹرویو کیا ہی نہیں، میں رپورٹس تو بنا تا رہا ہوں لیکن سوال جواب والا انٹرویو کبھی نہیں کیا۔

سوال: میں نے آپ کے ایک مشہور انٹرویو کے بارے میں سنا ہے، جو ایک ملاح کے بارے میں تھا، جسے ایک بحری حادثہ پیش آیا تھا۔

مارکیز: وہ سوال جواب کا سلسلہ نہیں تھا۔ وہ ملاح مجھے اپنے لٹریچر کی کہانی سنا گیا اور میں اس کی باتیں اسی کے الفاظ میں صرفہ واحد شکم میں لکھتا گیا، گو یا وہ خود یہ سب کچھ لکھ رہا ہو۔ یہ کام ایک اخبار میں دو ہفتوں تک قسط وار چھپتا رہا اور اس پر اسی ملاح کے مخطوطے میرے نہیں۔ یہ تو میں برس بعد جب دوبارہ شائع ہوا تو لوگوں کو



صحافت نے میری فکشن کو حقیقت کے قریب رکھا ہے

معروف ناول نگار، افسانہ نگار اور صحافی گیبریل گارسیا مارکیز کا ایک نایاب انٹرویو

ترجمہ و تخیص: سجاد بلوچ

انہیں 1982 میں ادب کا سب سے بڑا اعزاز نوبل پرائز ملا

جب تک لوگوں کو اس کا یقین دلا سکے اس وقت تک جو جی چاہے کر سکتا ہے۔

سوال: آپ نے لکھنے کا آغاز کیسے کیا؟

مارکیز: مصوری ہے، کارٹون بنانے سے۔ اس سے پیشتر کہ میں کچھ لکھ پڑھ سکتا، سکول اور گھر میں میں نے کارٹون بنائے۔ مجھے اب ایک بات عجیب محسوس ہوتی ہے، جب میں ہائی سکول میں تھا تو ایک لکھاری کی شہرت رکھتا تھا، حالانکہ میں نے اس وقت تک کچھ بھی نہیں لکھا تھا۔ وہاں اگر کوئی پمفلٹ یا کوئی مقدمہ کی درخواست لکھتا ہوتی تو صرف میں ہی لکھا کرتا تھا کیونکہ میں ایک مصنف سمجھا جاتا تھا۔ اس لیے میں جب کالج میں داخل ہوا تو اپنے دوستوں کے مقابلے میں میرا ادبی پس منظر بہتر تھا۔ بگونا بونیورسٹی میں میں نے نئے دوست بنانے شروع کیے جنہوں نے مجھے اس عہد کے نامور لکھاریوں سے متعارف کروایا۔ ایک رات میرے ایک دوست نے مجھے کاڈکا کے افسانوں کا مجموعہ دیا۔ میں اپنی قیام گاہ میں واپس آیا اور "مینامورفوسس" کا مطالعہ کرنے لگا، پہلے ہی جملے نے مجھے

بڑا کام تھا۔ ایسے تیار ہونے والے سانسے کی نظر میں یہ کوئی عمدہ کام نہ تھا۔

سوال: اب صحافت کے بارے میں ہو رہی ہے تو یہ بھی بتائیے کہ دوبارہ صحافت کا طرہ آنا کیا لگ رہا ہے، طویل عرصہ تک تنے زیادہ ناوں لکھنے کے بعد کیا آپ اسے نئے انداز یا احساس کے ساتھ کر رہے ہیں؟

مارکیز: میں ہمیشہ اس بات کا قائل رہا کہ میرا اصلی پیشہ صحافت ہی ہے۔ آغاز میں مجھے صحافت کا ماحولی ناپسند تھا، دوسرا مجھے اپنے خیالات اور سوچ کو اخباری مفادات کے رنگ میں رنگنا پڑتا تھا، اب ایک ناول نگار کے طور پر کام کر کے اور معاشی طور پر آزاد ہو کر میں اپنی مرضی کے موضوعات چن سکتا ہوں اور اپنے من پسند خیالات پر بات کر سکتا ہوں۔ میں ہمیشہ صحافت کے کام سے لطف اندوز ہوتا ہوں۔

سوال: آپ کے نزدیک سب سے بڑا صحافتی کارنامہ کیا ہے؟

مارکیز: جان ہرسے کا "ہیروشیما" ایک غیر معمولی کام ہے۔

سوال: کیا آج کوئی ایسی شوری ہے جو آپ کرنا چاہتے ہوں؟

مارکیز: بہت ہیں اور میں نے کئی لکھی ہیں، میں نے پرتگال، کیوبا، انگولا اور ویت نام کے بارے میں لکھا ہے۔ میں پولینڈ کے بارے میں لکھنا چاہتا ہوں، میرے خیال میں جو آج کل وہاں ہو رہا ہے اگر اس کی صحیح تصویر کشی کر سکا تو یہ بہت اہم شوری ہو



کی چھاپی ہوئی ہے۔ وہ میری زندگی کا ایک لمحہ ہے، وہ میری زندگی کا ایک لمحہ ہے، وہ میری زندگی کا ایک لمحہ ہے۔

سوال: ٹیپ ریکارڈ کے استعمال کے بارے میں آپ کیا محسوس کرتے ہیں؟

مارکیز: مسئلہ یہ ہے کہ جو ٹیپ آپ کو معلوم ہوتا ہے کہ اب آپ کا انٹرویو لیا جا رہا ہے آپ کا رویہ تبدیل ہو جاتا ہے۔ میں اپنے معاملے میں یہ کرتا ہوں کہ فوراً دفاعی رویہ اختیار کر لیتا ہوں۔ بطور ایک صحافی میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہم نے ابھی تک انٹرویو کے لیے ٹیپ ریکارڈ کے استعمال کا مناسب طریقہ سیکھا ہی نہیں۔ میرے خیال میں بہترین طریقہ یہ ہے کہ صحافی بغیر کوئی لمحہ چوڑے نوٹس لیے ایک طویل مکالمہ کرے۔ اس کے بعد سوچ سمجھ کر اس گفتگو سے جو تاثر ابھرے اس تاثر کو کاغذ پر اتار لے، یعنی ہو بہو وہی الفاظ نقل

(بقولہ جس ریویو، انٹرویو، پینٹر ایچ سنون، شمارہ نمبر 19812) گیبریل گارسیا مارکیز کو لیبیا سے تعلق رکھنے والے معروف ناول نگار، افسانہ نگار اور صحافی تھے، انہیں لاطینی امریکہ میں گلیو اور گلیو کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ مارکیز کا شمار بیسویں صدی کے عظیم مصنفین میں ہوتا ہے اور ہسپانوی زبان کی تو پوری تاریخ میں ایسے تخلیق کار محدودے چند ہوں گے۔ انہیں 1982 میں ادب کا سب سے بڑا اعزاز نوبل پرائز ملا۔ انہوں نے صحافت سے اپنے کیریئر کا آغاز کیا اور ادب کے علاوہ کئی دوسرے موضوعات پر بے شمار تحریریں لکھیں، لیکن ان کی اصل پہچان ان کے شہرہ آفاق ناول ہی سے ہے جن میں "تنبہائی کے سو سال" کو سب سے زیادہ شہرت ملی۔

یہ نایاب انٹرویو "ان سین اینگل ان" میں ان کے گھر کے پچھواڑے قائم سٹوڈیو میں کیا گیا جسے وہ دفتر کے طور پر استعمال کرتے تھے۔ یہ چلی چمت والی ایک لمبی عمارت ہے جو کبھی مہمان خانہ ہوا کرتا تھا۔ انٹرویو کرنے والے صحافی سنون کے مطابق وہ جب کمرے میں داخل ہوا تو جس چیز نے اسے سب سے پہلے اپنی طرف متوجہ کیا وہ دیوار پر آویزاں مارکیز کی ایک قد آدم تصویر تھی جس میں وہ ایک سائیکس ٹوپی پہنے کھڑے تھے، وہ سٹوڈیو کے بالکل آخری کونے میں اپنی میز پر موجود تھے۔ وہ وہاں سے اٹھے، تیز قدموں سے چلتے ہوئے آئے اور مجھ سے مصافحہ کیا، وہ ایک مضبوط جسامت کے مالک، پانچ فٹ آٹھ یا نو انچ قد کے ساتھ ایک پہلوان لگتے تھے، ان

نہیں سمجھا تھا۔

یہ افسانے بگونا بگونا ایک اخبار El Espectador کے ادبی ایڈیشن میں شائع ہوئے اور انہیں کافی سراہا گیا۔ اس کی وجہ شاید یہ تھی کہ اس وقت کولمبیا میں کوئی بھی ایسے افسانے نہیں لکھ رہا تھا۔ جو اس وقت لکھا جا رہا تھا وہ زیادہ تر سماجی اور دہائی زندگی کے بارے میں تھا۔ میں نے جب افسانوں کی پہلی کتاب لکھی تھی مجھے بتایا گیا کہ ان پر جائے سین کے اثرات ہیں۔

سوال: کیا آپ نے اس وقت جائے سین کو پڑھ رکھا تھا؟
مارکیز: میں نے نہیں پڑھا تھا، سو میں نے 'یولیسز' پڑھنا شروع کر دی، میں نے صرف ہسپانوی میں میسر آنے والا ایڈیشن پڑھا۔ بعد ازاں انگریزی زبان میں پڑھا اور پھر فرانسیسی میں ایک بہت اچھا ترجمہ پڑھنے کے بعد مجھے محسوس ہوا کہ ہسپانوی میں کیا گیا ترجمہ بہت برا تھا، لیکن اس کتاب سے میں نے اپنی مستقبل کی تحریروں کے حوالے سے جو ایک بہت کارآمد بات سیکھی وہ اندرونی خود کلامی کی تکنیک تھی۔ بعد میں ورجینیا وولف کے ہاں بھی مجھے یہ ہنرمندی نظر آئی اور مجھے یہ اچھا لگا کہ وہ جو اس سے بھی بہتر انداز میں اس کا استعمال کرتی ہے۔ اگرچہ بعد میں مجھ پر یہ کھلا کہ اس تکنیک کے موجد لازار یلو دی نورمز ہیں۔

سوال: کیا آپ وہ چند نام بتا سکتے ہیں جن سے آپ اپنے

لگ رہا تھا کہ میں نے جو کچھ دیکھا وہ پہلے سے لکھا جا چکا ہے، اور مجھے بس اتنا کرنا ہے کہ بیٹھ کر اس کو پڑھنا ہے۔ اور یوں میرا گھر، لوگ اور یادیں، سب کچھ ادب میں ڈھل گیا۔ میں یقین سے نہیں کہہ سکتا کہ اس وقت تک میں فوکلنر کو پڑھ چکا تھا یا نہیں لیکن میں جانتا ہوں کہ فوکلنر جیسی کسی تکنیک نے مجھے اس قابل بنایا کہ میں جو دیکھ رہا ہوں، سب لکھ سکوں۔ یہ کیوں کے باغات کا علاقہ تھا، جس میں زیادہ تر امریکی آباد تھے، ان کا تعلق فروٹ کینیوں سے

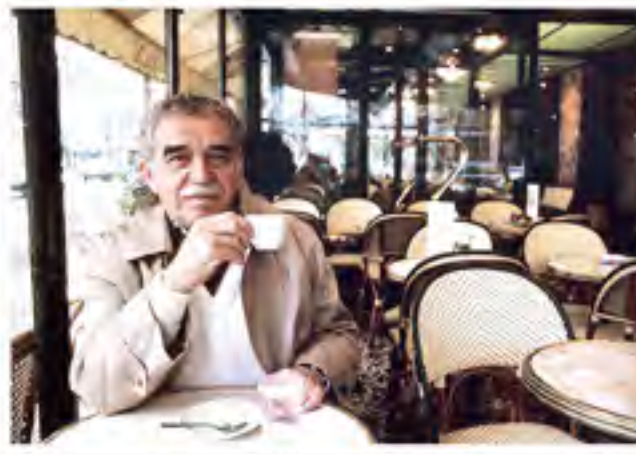
تھا اور وہ اسی طرح کا ماحول بنائے بیٹھے تھے جو میں نے جنوب کے لکھاریوں کی تحریروں میں دیکھا تھا۔ نقادوں نے فوکلنر کے اثرات کا ذکر کیا ہے لیکن یہ محض اتفاق ہے۔ میرے خیال میں اس کی وجہ یہ ہے کہ مجھے اور فوکلنر کو ایک جیسا مواد میسر آیا اور اس مواد کے ساتھ ایک جیسا سلوک کرنا پڑا۔ سو میں نے گاؤں سے واپس آنے کے بعد اپنا پہلا ناول 'لیف سٹورم' 'پتے کا طوفان' لکھنا شروع کر دیا۔

سوال: کیا آپ سمجھتے ہیں کہ نئے لکھاری اپنے بچپن کے واقعات کی اہمیت سے انکاری ہیں اور آپ کے آغاز کی طرح فکری تحریروں ہی لکھنا چاہتے ہیں؟

میں نے لکھنے والوں کو یہی مشورہ دوں گا کہ صرف اس بارے میں لکھو جو تمہارے ساتھ پیش آچکا ہو، یہ بات تو آسانی سے پکڑی جاتی ہے کہ مصنف نے جو لکھا وہ خود اس پر بیٹا ہے یا وہ سنی سنائی اور کسی کی بتائی ہوئی باتیں لکھ رہا ہے

سفر کے آغاز میں متاثر ہوئے؟

مارکیز: جن لکھنے والوں نے فکری انداز سے نجات حاصل کر کے افسانے کی طرف آنے میں میری صحیح معنوں میں مدد کی وہ امریکی لوٹ جزییشن کے لکھاری تھے۔ میں نے محسوس کیا کہ ان کے ادب کا زندگی سے گہرا رشتہ ہے جو میری کہانیوں میں ناپید ہے اور پھر اس حوالے سے ایک اہم واقعہ پیش آیا۔ یہ 9 اپریل 1948 کا دن تھا، جب ایک سیاسی لیڈر گئین کو گولی لگی، بگونا بگونا لوگ گلیوں میں وحشیوں کی طرح گھوم رہے تھے۔ اس وقت میں اپنی رہائش گاہ پر تھا اور دن کا کھانا کھانے لگا تھا، میں اس مقام کی طرف بھاگا، گئین کو گلیسی میں ڈال کر اسپتال لے جایا جا چکا تھا۔ واپسی پر میں نے دیکھا کہ لوگ سڑکوں پر نکل آئے تھے اور احتجاج کر رہے تھے، وہ دائیں لوٹ رہے تھے اور عمارتوں کو آگ لگا رہے تھے۔ میں ان کے ساتھ شامل ہو گیا۔ اس دوپہر سے شام تک مجھے کچھ آگیا کہ میں کیسے ملک میں رہ رہا ہوں اور میری کہانیوں کا اس سب ماحول سے کتنا کم تعلق ہے۔ بعد میں مجھے واپس کیرتیرین بھیج دیا گیا جہاں میں نے اپنا بچپن گزارا تھا۔ میں نے وہاں جا کر محسوس کیا کہ یہ وہ زندگی ہے جو میں نے بسر کی ہے، جسے میں جانتا ہوں اور جس کے بارے میں مجھے لکھنے کی خواہش ہے۔ 1950 یا 1951 میں ایک اور واقعہ رونما ہوا جس نے میرے ادبی رجحانات کو متاثر کیا۔ میری ماں نے مجھے اپنے ساتھ اریکیلیہ کا جانے کہا۔ اس کا ارادہ وہ گھر پہنچے گا تھا جہاں میں پیدا ہوا تھا اور بچپن کے پانچ سال گزارے تھے۔ جب میں وہاں پہنچا تو مجھے دھچکا لگا کیونکہ میں نے اسے آخری بار آٹھ سال کی عمر میں دیکھا تھا اور اب میں بائیس برس کا تھا۔ کچھ بھی تو نہ بدلتا تھا، مجھے یوں محسوس ہوا جیسے میں گاؤں کو دیکھ نہیں رہا بلکہ اسے پڑھ رہا ہوں۔ ایسا



سوال: صحافت کے فکشن پر اثرات کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے۔

مارکیز: میرے خیال میں اثر دونوں طرف ہے، میری فکشن نے صحافت کی مدد کی ہے کیونکہ اس نے اسے ادبی قدر عطا کی ہے اور صحافت نے میری فکشن کی مدد کی ہے کیونکہ اس نے مجھے حقیقت کے قریب رکھا ہے۔

سوال: آپ بہت دلکش پارکی سے واقعات کو کچھ ایسے بیان کرتے ہیں کہ انہیں نئی حقیقت سے آشنا کر دیتے ہیں، کیا آپ نے یہ صحافت سے سیکھا ہے؟



مارکیز: یہ وہ صحافتی چال ہے جو آپ ادب میں بھی استعمال کر سکتے ہیں، مثال کے طور پر اگر آپ کہیں کہ فضا میں ہانگی اڑ رہے ہیں، لوگ اس پر یقین نہیں کریں گے، لیکن اگر آپ کہیں کہ چار سو بچوں ہانگی اڑ رہے ہیں تو لوگ شاید یقین کر لیں، تنہائی کے سوسال اس طرح کی باتوں سے بھرا ہوا ہے۔ یہ وہ تکنیک ہے جو میری داوی استعمال کرتی تھیں، مجھے وہ کردار یاد ہے جسے چلی تیلیوں نے گھیرا ہوا تھا۔ جب میں چھوٹا تھا ایک الیکٹریشن ہمارے گھر آتا تھا، میں بہت متحسب ہو جاتا تھا کیونکہ اس کے پاس ایک

بیلٹ ہوتی تھی جس سے وہ خود کو بجلی کے کھمبوں سے لٹکا رہا تھا۔ میری داوی کبھی تھیں کہ یہ بندہ جب بھی آتا ہے گھر تیلیوں سے بھر جاتا ہے۔ جب میں یہ لکھ رہا تھا تو مجھے پر یہ عقدہ وا ہوا کہ اگر میں یہ نہ لکھتا کہ تیلیاں پہلی ہوتی تھیں تو لوگ اس بات کا یقین نہ کرتے۔

سوال: تنہائی کے سوسال میں بے خوابی کی وبا کی بنیاد کیا تھی؟

مارکیز: آغاز سے ہی، اوڈیٹس کے وقت سے مجھے دباؤں میں اور طاعون میں دلچسپی تھی۔ میں نے بڑے بڑے طاعونوں کے بارے میں پڑھا تھا۔ کئی برس تک مجھے ڈیفو کا ناول لندن کے طاعون کی کہانی نظر آتا رہا۔ لیکن یہ راز بہت بعد میں کھلا کہ یہ ایک ناول ہے، وہ یوں کہ جب لندن میں وبا پھیلی تھی اس وقت ڈیفوسات برس کا بچہ تھا۔ طاعون کی وبا ہمیشہ میرا اہم موضوع رہا، بہت سال تک میرا یہ خیال رہا کہ کولمبیا کے تشدد کے واقعات اور طاعون کی مابعد الطریعات ایک ہی ہے۔ تنہائی کے سوسال سے پہلے میں نے ایک کہانی میں سب پرندوں کو مارنے کے لیے بھی طاعون کو استعمال کیا، البتہ اس ناول میں بے خوابی کی وبا کا ادبی ہنرمندی کے طور پر استعمال کیا حالانکہ یہ سوئے کی بیماری کے مفقود تھی۔ آخر کار ادب "مستری پنے" کے سوا کیا ہے۔

صحافت میں ایک جھوٹ سارے کام کو متعصبانہ بنا سکتا ہے جبکہ اس کے مقابلے میں فکشن میں ایک اکیلا سچ سارے کام کو وقار بخش دیتا ہے۔ بس اتنا سا فرق ہے اور اس کا تعلق لکھنے والے کی اپنے کام سے وابستگی سے ہے

ایک بہترین مشورہ ملا کہ مجھے باقاعدہ تکنیک سیکھ لینی چاہیے۔ یوں تو اس طرح کام کرنا بھی ٹھیک ہے لیکن یہ سب اس وقت تک ہے جب تک انسپائریشن مل رہی ہے، جب یہ انسپائریشن چلی جائے گی تو اس وقت تکنیک کام آئے گی۔ سڑک پر ایک ٹیکنیکل مسئلہ ہی ہے اور آپ اگر اب نہیں سیکھیں گے تو کبھی نہیں سیکھ سکیں گے۔

سوال: پلیئر سینڈرز کہتا ہے کہ لکھنا کئی دوسرے کاموں کے مقابلے میں ایک آسان کام ہے اور یہ کہ لکھاری اپنے دکھوں کو بڑھا چڑھا کر پیش کرتے ہیں، آپ کیا کہتے ہیں؟
مارکیز: میرے خیال میں لکھنا بہت مشکل کام ہے۔ لیکن ہر وہ کام جو ٹھیک طرح سے کیا جائے مشکل ہی ہوتا ہے۔ البتہ اپنی ذاتی تسکین کے لیے کوئی کام کرنا ایک طرح کی سہولت ضرور ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ میں خود سے بہت زیادہ کام لیتا ہوں، کیونکہ میں لفظی برداشت نہیں کرتا۔ میں سمجھتا ہوں کہ کسی کام کو درجہ کمال تک درست طریقے سے کر لینا ایک آسانی ہی تو ہے۔ اگرچہ یہ ایک حقیقت ہے کہ لکھاری اکثر احساس برتری کا شکار ہو جاتے ہیں۔ لیکن میں ہمیشہ کچھ بہتر کرنے والوں کو داد دیتا ہوں۔ سفر کے دوران جب مجھے معلوم ہوتا ہے کہ یہ پائلٹس اس سے کہیں بہتر پائلٹس ہیں جتنا میں لکھاری ہوں تو میں خوش ہوتا ہوں۔

سوال: آپ کا کام کرنے کا بہترین وقت کیا ہے، کیا آپ نے اوقات مقرر کر رکھے ہیں؟

مارکیز: میں جب پروفیشنل لکھاری تھا تب میں نے وقت مقرر کر رکھا تھا۔ ایک صحافی ہونے کا مطلب ہے رات کو کام کرنا۔ جب میں نے ہمہ وقت لکھنا شروع کیا تو میں چالیس برس کا ہو چکا تھا، میرا لکھنے کا وقت صبح 9 سے دوپہر 2 بجے تھا اور تب تک میرے بچے سکول سے آ جاتے تھے۔ مجھے افسوس ہوتا تھا کہ میں صرف صبح کے وقت کام کرتا ہوں، سو میں نے دوپہر میں کام شروع کر دیا، لیکن میں نے محسوس کیا میں دوپہر میں جو کرتا ہوں۔



مرہون منت تھی۔ باقی جو کچھ بھی حاصل ہوتا، وہ میرے خیال میں محض حادثاتی تھا۔ پیکر کرکٹ کی وجہ سے کھیل کی دنیا میں کئی انقلابی تبدیلیاں آئیں۔ کھلاڑیوں کی حفاظت کے سامان کی صنعت میں ترقی ورلڈ سیریز کرکٹ میں تیز باروں کی بھرمار کا براہ راست نتیجہ تھا۔ بینسیمنوں کا ڈنچی ہونا معمول بن گیا اور اس امر کی اشد ضرورت تھی کہ جلد از جلد انہیں حفاظت مہیا کی جائے۔ ایک روزہ انٹرنیشنل میچوں کی تعداد بھی ڈرامائی حد تک بڑھ گئی۔ سڈنی میں کھیلے گئے پہلے ٹیسٹ میچ سے قبل کھلاڑی اور منتظمین اس بات کا انتظار کر رہے تھے کہ اس عجیب و غریب کھیل کو کیا رد عمل موصول ہوتا ہے۔ ٹیسٹ کرکٹ کو اس قدر کامیابی ہوئی جس کا کسی نے سوچا بھی نہ تھا۔ میدان میں ایک ایک سیٹ بک گئی تھی اور تماشا بینوں کا ذوق و شوق دیکھنے سے تعلق رکھتا تھا۔ ورلڈ سیریز کرکٹ کی وجہ سے کرکٹ کا کھیل بھی دوسرے کھیلوں کے تجارتی تقاضوں کے اپنائے مطالبے کے کر سارے آئے۔ کھلاڑیوں کی تنخواہیں ڈرامائی طور پر بڑھ گئیں اور صرف ٹیسٹ کھلاڑیوں کے لیے ہی نہیں بلکہ دوسرے فرسٹ کلاس کھلاڑیوں کے لیے بھی کھیل سے زیادہ آمدنی ہونے لگی کیونکہ پیسہ لگانے والے اور اشتہار دینے والے لوگوں کو اس کی تجارتی اہمیت کا احساس ہوا۔ کھیل میں پیسے کی آمد سے یہ بھی فائدہ ہوا کہ نوجوان باصلاحیت کھلاڑی اب کرکٹ کو اپنا کیریئر بنانے کے بارے میں سوچنے لگے۔ کیریئر پیکر نے کئی برس پہلے کرکٹ کے کھیل کو ”سرکس“ میں تبدیل کر کے اس کھیل کو جس نئی ہیئت سے شہساز کیا وہ جادو اب سرچڑھ کر بول رہا ہے۔ کرکٹ پر

اس نے کلائو لائیڈ سے بات کی اور کلائو لائیڈ نے یہ پیش کش اینڈریو رابرٹس، مائیکل ہولڈنگ اور میرے سامنے رکھی۔ ہمیں بتایا گیا کہ آسٹریلیا کے ایک چینل کے مالک نے غیر معمولی معاوضوں کی پیش کش کی ہے۔ اس مالک کا نام کیریئر پیکر ہے۔ مجھے اس وقت 75 ہزار آسٹریلیوی ڈالر کی پیش کش کی گئی۔ ہم نے اس پیش کش کو کلائو لائیڈ پر اعتماد کا اظہار ثابت کر دیا۔ تمام خفیہ دستاویزات پر دستخط کر دیے اور دو کاغذات کپتان کے حوالے کر دیے۔ مجھے صرف یہ ڈر تھا کہ کیریئر پیکر ان دستاویزات کو میڈیا کے حوالے نہ کر دے۔ اس صورت میں میری کاؤنٹی سریسٹ نہ سخت رد عمل دینا تھا۔ لیکن ایسا کچھ بھی نہ ہوا۔ معاہدہ طے پا گیا اور اس کی بجائے اخبارات کو مہینوں بعد پڑی۔ کیریئر پیکر نے ورلڈ سیریز کرکٹ کا یہ خوبصورت اور رنگین منصوبہ کرکٹ کی محبت میں نہیں بنایا تھا بلکہ یہ تو اس پھندے کا نتیجہ تھا جو پیکر کے چینل ٹائن اور آسٹریلیوی براڈ کاسٹ کمیشن کے درمیان ہوا تھا۔ کچھ آسٹریلیوی کھلاڑیوں کو یہ اندازہ ہو گیا تھا کہ پیکر کرکٹ کی پہلی سیریز دنیا کے کرکٹ میں ایک توشیح ناک اختلاف رائے کا پیش خیمہ ثابت ہوگی مگر ویسٹ انڈین، پاکستانی یا انگریز کھلاڑی اس بارے میں کسی قسم کے شکوک و شبہات میں مبتلا نہیں تھے۔ آسٹریلیین کرکٹ بورڈ یہ کس طرح برداشت کر سکتا تھا کہ اس کی سر زمین پر ایک متوازی ٹیسٹ سیریز کھیلی جائے۔ ہم میں سے بیشتر کا خیال تھا کہ کوئی ایسا معاہدہ طے پا جائے گا جس کے تحت کیریئر پیکر کے آسٹریلیا بہ مقابلہ ورلڈ الیون کے منصوبے کو بھی قبول کر لیا جائے گا۔ ہمیں اس بات کا قطعاً خدشہ نہیں تھا کہ عنقریب

عبدالستار ہاشمی

متنازعہ کیریئر پیکر نے جو کچھ کیا اس پر الگ سے بحث کی جاسکتی ہے، لیکن کرکٹ کی دنیا کو جو رنگینیاں اس نے فراہم کر دیں، وہ قابلِ تعریف ہیں۔ اس نے اس کھیل کو ایک نئی جدت دی۔ یہ وہ تبدیلیاں ہیں جن پر آج کی کرکٹ کی عمارت کھڑی ہے۔ اس زمانے میں کیریئر پیکر نے کھلاڑیوں کو جو مراعات اور پرنسپل معاوضے آفر کر دیئے تھے وہ ناقابلِ یقین تھے، کرکٹ کا ایک نیا باب بھی تھا۔ یہ معاملہ اس وقت شروع ہوا تھا جب مارچ 1977 میں پاکستان کے خلاف سیریز ہو رہی تھی۔ ٹونی گرینگ نے یہاں ورلڈ سیریز کرکٹ کے قائم مقام ایجنٹ کا کردار ادا کیا۔ اس نے کئی معروف کھلاڑیوں اور کپتانوں کے رابطے کروائے۔

ویوین رچرڈز کی کتاب ”سرویوین“ سے ماخوذ

کیریئر پیکر کی یادیں



صرف انگریزی زبان میں کنٹری نشر ہوتی تھی جبکہ اس میں جدت پیدا کرنے اور عوام کی توجہ حاصل کرنے کیلئے پاکستان اور بھارت میں بائیس اردو اور ہندی زبانوں میں بھی کنٹری کا رواج ڈال دیا گیا تو عام لوگوں کی دلچسپی بھی بڑھ گئی۔ اس دوران میں دنیا کی کئی ملٹی نیشنل کمپنیوں نے ان کھیلوں کو فروغ دینے کیلئے آگے بڑھ کر سرمایہ کاری شروع کر دی، خصوصاً دنیا کی مشہور مشروبات اور سگریٹ بنانے والے بین الاقوامی برانڈز نے ان کھیلوں کی سرپرستی کے نام پر اپنی پراڈکٹس کو ترقی دینا شروع کر دی جس کے بعد کھلاڑیوں کے معاوضوں میں بھی اضافہ کرنے کا رجحان بڑھ گیا۔ تاہم مغربی دنیا میں تو یہ معاوضے خاصے حوصلہ افزا ہوتے تھے مگر پاکستان اور بھارت میں معاوضے بڑھنے کی رفتار سست روی کا شکار رہی پھر منظر یوں بدلا کہ کیریئر پیکر نام کے ایک شخص نے، جس کے بارے میں بتایا جاتا ہے کہ وہ یہودی تھا، کرکٹ کو پیسے کا کھیل بنا دیا۔ اس نے دنیا کے مختلف ملکوں کے چوٹی کے کرکٹ کھلاڑیوں کو مرویہ معیار

کرکٹ کی دنیا ایک بھیا تک جنگ سے دوچار ہونے والی ہے۔ جہاں تک میری بات ہے پیکر کرکٹ کا مجھے کافی فائدہ ہوا۔ پیکر کی انتظامیہ نے کھلاڑیوں کو انفرادی طور پر متعارف کروانے کے ایسے ایسے طریقے اپنائے جن کا استعمال پہلے بھی نہ ہوا تھا۔ انہوں نے اپنا کام کیا اور میں نے اپنے میدان میں کارکردگی کے ذریعے۔ اس وقت سے میڈیا کے ذریعے کھلاڑیوں کی تشہیر، چاہے اس کا اثر اچھا ہو یا بُرا، نئی بلندیوں کی طرف گامزن رہی ہے۔ اس تشہیر کی بنیاد کھلاڑیوں کی کامیابیوں ہی کی

ہو جاتیں۔ میں نے ایک دو میٹ میجر کھیل کر جو شاید وہ یہ تھا کہ بدوں ہارنے پر شک بہت تیز ہیں لیکن مائیکل ہولڈنگ جیتے نہیں۔ یہ اور بات ہے کہ کینگز وراپے اٹاٹوں کو حفاظت سے رکھتے ہیں۔ وہ باؤلرز پر اتنا بو جھٹک ڈالتے تھے کہ ان کا کیرئیر ہی ختم ہو جائے۔ ان کے برعکس ہمارے ہاں اگر کوئی باؤلر تیز گیندیں کروا رہا ہو اور عروج کو چھو رہا ہو تو ہم چاہتے ہیں کہ یہی موقع ہے اس ہارے جو کچھ کما سکتے ہیں کما لو۔ کینگز وراپے فیکل فٹنس کا خیال رکھتے اور ہم باؤلرز کی کارکردگی کا۔ اس دورے نے نہ صرف میں نے بلکہ میری ٹیم انتظامیہ نے بھی یہی سیکھا کہ فاسٹ باؤلرز کا استعمال کیسے کرنا ہے اور ان کی حفاظت کیسے کرنی ہے۔

اسی دورے میں گرگ پچیل نے مجھے بتایا کہ میں ہمہ وقت مقابلے کے لیے تیار رہتا ہوں اور کسی قسم کے باؤلر کو خاطر میں نہیں لاتا اور دھلائی کر دیتا ہوں۔ اس موقع پر اس نے لی کے خلاف کھیلے گئے میرے چند اسٹروکس کی تعریف بھی کی لیکن ساتھ میں نصیحت بھی کی آخری وقت تک گیند سے نظر نہ ہٹاؤ ورنہ یہ خطرناک ہو سکتا ہے۔ لا پر وائی کوئی بہادری نہیں۔ پچیل نے کہا کہ ایک گلاس پانی کی خاطر کسی کو قتل کر دینا بہادری نہیں بلکہ بزدلی اور خوف ہے۔ اس طرح کی بزدلی اور خوف سے ہمیشہ بچنا۔

پھر وہ وقت بھی آیا جب لی نے میرے دل کے نیچے گیند ماری اور مجھے سانس لینے میں شدید دشواری ہوئی۔ دراصل قدر زیادہ تھا کہ اپنا ہوش جم ہوتا نظر آیا۔ مجھے بس روڈ مارش کی آواز سنائی دے رہی تھی، ”رچرڈ، آپ ٹھیک ہو“ میری تو آواز اپنی نہیں نکل رہی تھی یہاں تک کہ میں اپنا سر بھی ہلانے سے قاصر تھا۔ اس مشکل گھڑی میں لی بالکل سپاٹ کھڑا تھا اور اس نے میرے ساتھ کسی قسم کی بہدردی کا اظہار نہ کیا۔ جب میں نے اسے دیکھا تو وہ اپنے باؤلنگ مارک تک جا چکا تھا۔ میں دروے کراہ رہا تھا اور لی نئی گیند کروانے کے لیے تیار کھڑا تھا اور تماشا شانی اسے مار دو اسے مار دو کے نعرے لگا رہے تھے۔ اس واقعہ کے برسوں بعد 1989 میں ہم لوگ آسٹریلیا میں ساؤتھ ویلز میں کھیل رہے تھے۔ اٹین ہارڈر پکٹان تھے۔ میرے خلاف وکٹوں کے پیچھے آؤٹ ہونے کی زوردار اپیل ہوئی جسے امپائر نے مسترد کر دیا۔ اسی دوران میرے خلاف کچھ آوازیں سنائی دیں۔ سٹیون اکیٹن آسٹریلیوی وکٹ کپرنے مجھے ”کلی باسٹرف“ کہہ ڈالا۔ یہ تکلیف دہ تھا۔ حد تو یہ ہوئی کہ اٹین ہارڈر گالیاں بکتا میری طرف آیا تو میں نے اسے روکا کہ تم لوگ کیا رو یہ اختیار کئے ہوئے۔ لیکن وہ لوگ تو مجھے کیا سوچ کر بات کو بڑھا رہے تھے۔ یہاں تک کہ مجھے یہ بھی کہنا پڑا، ”اٹین، تمہیں تو میں اس کھیل کے بعد نہیں گا۔“ اس پر اس نے شعلے برساتی آنکھوں کے ساتھ جوابی حملہ کیا ”جو دل کرتا ہے کر لینا“ پھر مجھے سمجھ آئی کہ یہ لوگ کیا چاہ رہے ہیں۔ یقیناً وہ میرا دھیان بنا کر مطلوبہ نتائج چاہ رہے تھے۔

کھیل ختم ہوا تو میں ڈرینگ روم آیا۔ اپنی کاپی پر تویہ لپیٹا اور ان کے ڈرینگ روم کی طرف نکل گیا۔ میں نے دروازہ کھٹکھٹایا، دروازہ کھولا تو اخبار نویس وہاں موجود تھے۔ غالباً اٹین ہارڈر ان کو بتا چکا تھا کہ رچرڈ نے کچھ کرنے والا ہے۔ میں تو رنگے ہاتھوں پکڑا گیا اور اگلے روز کے اخبارات میں جس کے من میں جو آیا لکھا اور مجھے نہایت ہی جھگڑا لکھنے والے کے طور پر پیش کیا گیا۔

میں نے آسٹریلیا کے خلاف جو بھی سیریز کھیلی وہ سوشل ہی ری۔ میں ہمیشہ تیاری کر کے ہاں گیا۔ غالباً اس کی وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ میں پہلی مرتبہ اپنی ٹیم کے ہمراہ وہاں گیا تو یہ سیریز ہم لوگ 1-5 سے ہارے تھے۔ ڈینس لی نے 25 وکٹیں حاصل کیں اور جیف تھامسن کے حصے میں 29 وکٹیں آئیں۔ ان میں لی نے مجھے 5 مرتبہ آؤٹ کیا۔ اس وقت آسٹریلیا دنیا کی بہترین ٹیم تھی۔ ان کا باؤلنگ سکواڈ بہت ہی جارحانہ تھا۔ یہاں سے ٹیسٹ کرکٹ شروع ہوئی تو پھر چھپے مڑ کر نہ دیکھا۔ بس کھیلنا ہی چلا گیا۔

اور اپنی مشکلات کا تذکرہ کیا۔ میں نے ان سے درخواست کی کہ کچھ ایسا بتائیں کہ میری توجہ کھیل پر مرکوز رہے اور میں اچھے رنز بنائوں۔ روڈی نے مجھے کچھ پس دیں ان میں سے ایک یہ تھی کہ انگلز کے دوران اپنی سبیل بازی کو بہتر بنانے کے بارے میں سوچا کریں۔ جو بھی کھیلیں اس کا تجربہ ساتھ ساتھ کریں تا کہ خامیوں کا ادراک ہو سکے اور انہیں خوبیوں میں بدلنے کے لیے ہوم ورک کیا جائے۔ آسٹریلیا کا دورہ جیسے گزرتا جا رہا تھا، میری کارکردگی میں بہتری آتی جا رہی تھی۔ ادھر گورڈن گرٹش آؤٹ آف فارم تھا اور برٹین ٹیسٹ کی دونوں انگلز میں بغیر کوئی رن بنائے آؤٹ ہو گیا تھا۔ تیسری انگلز تک تبصرہ نگاروں نے دبے لفظوں میں اس خدشے کا اظہار کرنا شروع کیا کہ گرٹش فاسٹ باؤلرز سے گھبرا رہے ہیں، لیکن کسی کو یہ نظر نہیں آیا کہ وہ امپائر کے متنازع فیصلوں کا شکار ہو رہا تھا اور اگر کسی بھی کام کی شروعات خرابی سے ہو تو اس کا انجام بھی ایسا ہی ہوتا ہے۔ ادھر سلیکٹرز نے بھی سوچنا شروع کر دیا کہ گرٹش اعتماد کھو چکا ہے، لہذا کسی اور سے اوپننگ کروانی چاہیے۔ میں نے اپنی خدمات پیش کر دیں۔ یہ رول میجرز تھے۔ تسمانیہ کے خلاف میں نے دو پچریاں بڑ کر اپنے اعتماد کو پختہ کر لیا لیکن ایڈیلیڈ ٹیسٹ میں صرف 30 رنز بنایا۔ مجھے تھامسن نے آؤٹ کیا جبکہ دوسری انگلز میں یہ کارنامہ لی نے سرانجام دیا۔ لیکن میں کرکٹ کے پند قوتوں کو 101 رنز بنا کر یہ پیغام دے چکا تھا کہ اب میری باری شروع ہو چکی ہے اور



آنے والا وقت میرا ہے۔ لی نے مجھے میلبورن ٹیسٹ کی دونوں انگلز میں اپنا شکار بنایا۔ جہاں میں نے 50 اور 98 رنز بنائے تھے۔ میرا اعتماد بڑھ رہا تھا۔ ان دنوں مجھے یہ سمجھ نہ آئی کہ بطور اوپنر میرا کیرئیر جلد اختتام پزیر ہو سکتا ہے۔ شاید یہ جوانی کا دور تھا اور ہر کوئی ہم جو ہوتا ہے۔ اب میں کہتا ہوں کہ یہ جنون آپ کو ہیرو بنا سکتا ہے اور ہیرو سے زیادہ بننے میں دیر بھی نہیں لگتی۔

آسٹریلیا میں اپنی بیٹنگ کو نکھارنے کا موقع تو ملا لیکن اس کے ساتھ ساتھ دیگر کئی ایسے ایٹمز بھی تھے جو میری سمجھ سے ہمیشہ بالاتر رہے، لیکن یہاں ان کی بابت سے کئی دھندلے تصورات واضح ہوئے۔ میں نے یہاں پچیل برادرز سے ملنے پھلتی گفتگو میں کافی کچھ سیکھا، میں ہمیشہ کھینے کے عمل سے خود کو گزرتا رہا۔ مجھے ان کے رویوں سے بہت متاثر کیا۔ یہاں لی اور تھامسن سے ملاقاتیں ہوئیں۔ یہ دونوں تیز بالر تھے۔ بہت ہی تیز لیکن جس بلے باز نے اپنی انگلز کو مستحکم کر لیا پھر اس کے سامنے ان کی تیزیاں بے کار

کھلاڑیوں نے بہت کچھ کما کر بھی کچھ کھو یا نہیں۔ انہیں بین الاقوامی کرکٹرز کے جھرمٹ میں اپنا آپ منوانے کا موقع ملا اور اچھے بھی کما لیا کہ وہ ساری عمر نہ کما پاتے۔

میں اور ٹیسٹ کرکٹ

1974 میں 22 برس کی عمر میں مجھے ٹیسٹ کیپ

کیری پیکر کرکٹ کی وجہ سے کھیل کی دنیا میں کئی انقلابی تبدیلیاں آئیں، کھلاڑیوں کی حفاظت کے سامان کی صنعت میں ترقی ورلڈ سیریز کرکٹ میں تیز بالروں کی بھرمار کا براہ راست نتیجہ تھا

سڈنی میں کھیلے گئے پہلے ٹیسٹ میچ سے قبل کھلاڑی اور منتظمین اس بات کا انتظار کر رہے تھے کہ اس عجیب و غریب کھیل کو کیا ردعمل موصول ہوتا ہے، ٹیسٹ کرکٹ کو اس قدر کامیابی ملی جس کا کسی نے سوچا نہ تھا

دے دی گئی۔ میرا ڈیو بھارت کے خلاف تھا۔ سفر پر روانگی سے قبل میرے والد نے مجھے بتایا کہ جس ویس میں تم جا رہے ہو وہاں کاسپن ایک نہایت ہی مؤثر ہے اور دنیا بھر میں ان سپن بالرز کی کوئی نظیر نہیں۔ اس لیے سپن باؤلنگ کے خلاف اپنے ہتھیار تیز کر کے جانا۔ میرے والد کرکٹ کو خوب سمجھتے تھے اور بھارتی روایتی پرانہوں نے ایک اور پتے کی بات کہی کہ بھارت کی سپن وکٹوں سے لوگوں کو تمہارا نیا امتحان آسٹریلیا کی تیز وکٹیں ہوں گی۔ دراصل ان کا یہ کہنا تھا کہ سپن باؤلنگ کے فوراً ہی بعد آپ آسٹریلیا کی تیز وکٹوں پر تیز باؤلرز کا سامنا کرنا ہوگا۔

پہلے ہی دورے میں بھارتی سپن باؤلرز کا سامنا کر کے 76-1975 میں آسٹریلیا آئے تو یہ ایک عجیب سا تناسب تھا۔



یہاں میرا سامنا ڈینس لی، تھامسن، گیری گھور اور میکس وانکر سے تھا۔ بھارت میں شروع میں تو مجھے خاصی مشکلات کا سامنا رہا۔ پہلی تین ٹیسٹ انگلز میں میرے رنز کی ترتیب یوں تھی، 12، 0، 12 اور 12 آسٹریلیا میں میرا خیال تھا کہ یہاں کی بارڈر تیز وکٹیں میرے لیے مددگار ثابت ہوں گی۔ یہی وہ دور تھا جہاں میں نے بیک فٹ پر جا کر کھیلنا شروع کیا۔ اس پریکٹس سے مجھے گیند کو بھننا آسان ہو گیا۔ میری اگلی تینوں انگلز میں بہتری کی طرف سفر تھا، میں نے 36، 41 اور 44 رنز بنائے تھے۔ یہ بہتری دوسروں کے لیے تو اچھی ثابت ہوئی جیسے سلیکٹرز کو میرا چناؤ کرنا آسان ہو گیا لیکن خود کو تو میں جانتا تھا اور تین ٹیسٹ کے بعد کوئی بڑا کارنامہ سرانجام دینے کا خواہاں تھا۔ مجھے تو اپنی کمزوریاں صاف نظر آ رہی تھیں۔ ان میں سے ایک یہ تھی کہ بلڈ آف دی بیٹ سے شارٹ کھیتا جو فیلڈر پکڑ لیتا۔ اس موقع پر میں نے اپنی بلے بازی کو جارحانہ بنانے کا سوچ لیا۔ میں اپنی ٹیم کے ہمراہ سفر کرنے والے ماہر نفسیات روڈی ویسٹر سے ملا

بلک ہوں گی۔ رنگین یونیفارم کے ساتھ ساتھ سفید گیند متعارف ہوگی۔

اس پر جس طرح دنیا بھر کے کرکٹ بورڈز نے ردعمل کا اظہار کیا، اسی طرح ویسٹ انڈیز کی کرکٹ انتظامیہ نے جانے والے کھلاڑیوں کو آؤٹ سے ہاتھوں لیا۔ سب سے پہلے

ڈیرک مرے، ڈیمینڈ میجر اور رچرڈ ہسٹن کو ٹیم سے فارغ کیا تو کلائیو لائیڈ نے کپتانی سے استعفیٰ دے دیا۔ جول گارنر جنہیں مذاکرات کے فن سے آگاہی تھی، نے

کھلاڑیوں کی جانب سے کرکٹ بورڈ سے طویل نشستیں کیں۔ اس وقت میں اور اینڈی رابرٹس ایٹنی گوا میں مقیم تھے اور میں یہاں جانا چاہتا تھا لیکن جول نے مجھے اور رابرٹس کو یہاں ہی قیام کا مشورہ دیا۔

ادھر یہ بات چیت چل رہی تھی اور ادھر کیری پیکر خود سیڈی لین ہول بار باؤس آپیچا اور اس نے ویسٹ انڈیز کے کھلاڑیوں کو فٹ پر مدعو کر لیا۔ یہاں تک کہ تمام کھلاڑیوں کو اکٹھا کرنے کے لیے اس نے اپنا ٹی ٹیوٹیاہ بھی دے دیا۔ ویسٹ انڈیز کے کھلاڑیوں کے لیے یہ بات بڑی ہی خوش آئند تھی کہ اس میلے میں



جنوبی افریقہ سے کسی کھلاڑی کو شامل نہیں کیا گیا تھا۔ انہی مذاکرات اور لڑائیوں میں کیری پیکر سیریز شروع ہو گئی۔ یہ خالصتاً مقابلوں کو فروغ دینے والی کرکٹ تھی۔ طے شدہ معاوضے تو پہلے ہی ادا کئے جا چکے تھے البتہ انعامی رقومات جیتنے والی ٹیم کو ملتی تھیں اور یہ رقومات بھی بہت پرکشش تھیں۔ کیری پیکر نے دنیا بھر سے کرکٹرز کی شاندار کریم اکٹھی کر لی تھی۔ میری ذاتی رائے یہ ہے کہ کیری پیکر سے مشکل کوئی دوسری سیریز نہیں ہے۔ تین برس تک یہ سیریز جاری رہی۔ تمام کرکٹ بورڈز اس صورت حال سے نکل نہیں رہے تھے۔ آئی سی سی اور پیکر کے مابین درجنوں میٹنگز ہو چکی تھیں۔ کیری پیکر کو ان کی شرائط پر تمام سہولیات فراہم کرنے کا وعدہ کیا گیا۔ دس برس کے معاوضے جیتنے والے ٹیم کے نام ہوئے اور سب سے بڑی بات یہ کہ کیری پیکر نے یہ شرط منوائی کہ اس کے ساتھ جن کھلاڑیوں کے معاوضے کئے گئے تھے ان میں سے کسی کو بھی نشان نہیں بنایا جائے گا۔

ون ڈے کرکٹ سنے دور میں داخل ہو گئی اور

سے کئی گنا زیادہ معاوضوں پر بیک کیا اور ان کی کئی ٹیمیں ترتیب دے کر ہر ٹیم کو مختلف رنگوں کا لباس پہنا کر ان کے مابین میچز کروانے کا سلسلہ شروع کیا، اس منصوبے کو موصوف نے ”کیری پیکر سرکس“ کا نام دیا کیونکہ کھلاڑیوں کو جو لباس پہنا دیا گیا وہ بالکل سرکس میں کام کرنے والوں کی طرح کا تھا۔ آج یہ جو مختلف ملکوں میں پیرلیگ کھیلتے ہوئے کھلاڑی رنگ رنگ لباس میں ملیں نظر آتے ہیں یہ اسی کیری پیکر کی اختراع ہے، کیری پیکر کے ساتھ معاوضے کرنے والے کھلاڑیوں کو ان کی قومی ٹیموں سے ٹکالنے کی نہ صرف دھمکیاں دی گئیں بلکہ کئی ملکوں میں اس پر عمل درآمد بھی کیا گیا۔ مگر کھلاڑیوں کے معاوضے اس قدر زیادہ تھے کہ انہوں نے ان دھمکیوں کی کوئی پرواہ نہیں کی لیکن اس سے پوری دنیا میں ایک بوجھ بھرا ہوا

ہوا کیا تھا؟ براؤن ٹیمیں نے جیتل ٹائم کی بڑی بڑی پیش کشوں کو مسترد کر کے مقامی چیمپئن اور سیریز کے حقوق دے دیے۔ جس پر کیری پیکر نے دنیا بھر کی کرکٹ کو اپنی ٹیم میں لینے کا فیصلہ کر لیا تھا۔ اس نے دنیا کے پانچ مختلف ممالک سے 35 سے زائد کھلاڑیوں سے تین سالہ معاوضے کئے۔ ہمیں بتایا گیا کہ پہلے سیشن میں 54 دن کرکٹ کھیلنی ہے جس میں ون ڈے اور ٹیسٹ میچ شامل ہوں گے۔ اس شیعہ دل نے پاکستان اور آسٹریلیا کی قومی ٹیموں کو امتحان میں ڈال دیا۔ اس دوران پاکستان نے نیوزی لینڈ اور آسٹریلیا نے بھارت کا دورہ کرنا تھا اور اس کے بعد انہوں نے ویسٹ انڈیز میں سیریز کھیلنی تھی۔ کیری پیکر نے آسٹریلیا کے 17 معروف کھلاڑیوں میں سے 13



کو اپنے ساتھ ملا لیا۔ یہ وہ کھلاڑی تھے جنہوں نے حال ہی میں انگلینڈ کا دورہ کیا تھا۔ انگلینڈ کے جو کھلاڑی کیری پیکر کی چمک کا شکار ہوئے ان میں سے گرگ کو تو انگلش بورڈ نے فوراً اپنی ٹیم سے نکال دیا جبکہ اٹین ناٹ، جان سنو اور ڈیرک انڈر ووڈ کو بھی شوکار نوٹس دے دیے گئے۔

چیمپئن ٹائم اور آسٹریلیوی براڈ کاسٹنگ ٹیم کے مابین لندن میں بے نتیجہ مذاکرات ہوئے اور یہ لڑائی عروج کی طرف بڑھنے لگی۔ اس پر انٹرنیشنل کرکٹ کانفرنس کے نمائندے نے وہاں اعلان کیا کہ جو کھلاڑی اکتوبر 1977 کے بعد کسی نئی ٹیم کی لیے کرکٹ کھیلے گا اس کے لیے انٹرنیشنل کرکٹ کے دروازے بند کر دیے جائیں گے اور یہ کھلاڑی اپنے اپنے ممالک میں ڈومیسٹک کرکٹ کھیلنے کے بھی اہل نہیں ہوں گے۔ اس پر کیری پیکر کی طرف سے رچی بینو کے بیان نے دنیا کی کرکٹ اسٹیبلشمنٹ کو پریشان کر دیا کہ کھیل کے بیان کے آغاز میں دفاعی فیلڈ کھڑی ہونے پر پابندی ہوگی۔ ٹیسٹ میچز کا انعقاد ہوگا جس پر سائنس سکرین

حیران کن ایجادات

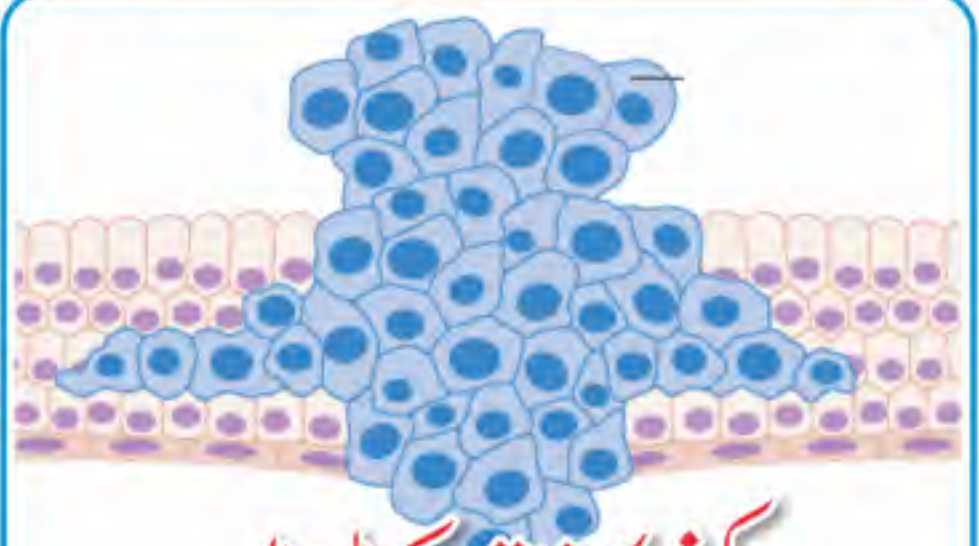
محمد اختر



کیمو تھراپی اور بالوں کا تحفظ

سے مریض کے بالوں کا اتنا نقصان نہیں ہوتا کہ اسے انہیں چھپانے کے لیے وگ یا سکارف کا استعمال کرنا پڑے۔ چنانچہ کینسر کے مریضوں کے علاج کے دوران جو بھی چیز ان کی مدد کرے وہ ایک پلس پوائنٹ ہے۔

کیمو تھراپی کے دوران بالوں کا اڑ جانا ایک تکلیف دہ عمل ہے لیکن اب ایک ایسی خصوصی ٹوپی تیار کر لی گئی ہے جو اس عمل کے دوران بالوں کو بچا سکتی ہے۔ ایک تحقیق کے مطابق یہ ٹوپی کھوپڑی کی جلد کو ٹھنڈا رکھتی ہے اور 80 فیصد مریضوں میں ان کو عارضی سچے پن سے بچانے میں کامیاب ہے۔ یہ ٹوپی ایشیا اور یورپ میں فروخت ہو رہی ہے اور اسے ڈی کیپ کا نام دیا گیا ہے، اس میں ایک سیلیکون کیپ اور دو کوئلز ہوتی ہیں جو ٹھنڈک کو سرکولٹ کر کے زیریں کھوپڑی کی جلد کے درجہ حرارت کو کم کرتی ہے۔ مریض جب اس کیپ کو پہنتا ہے تو کھوپڑی کی جلد میں خون کی شریانیں سکڑتی ہیں، خون کا بہاؤ کم ہوتا ہے اور اس کے ساتھ ہی کیمو تھراپی سے بالوں کا جھڑنا بھی کم ہو جاتا ہے۔ تحقیقی ماہر سوسن میلن کا کہنا ہے، ”نفسیاتی طور پر کیمو تھراپی کے باعث بالوں کا گرنا سب سے تکلیف دہ حقیقت ہوتی ہے اس سے زندگی کا مجموعی معیار متاثر ہوتا ہے۔“ انہوں نے مزید کہا کہ اس ٹوپی کا نمبر ایک فائدہ یہ ہے کہ اس



کینسر کا خاتمہ سیکنڈز میں

چھاتی کے سرطان کو ختم کرنے کے لیے عام طور پر کئی ماہ کی سرجری ہوتی ہے اور اس کے بعد کیمو تھراپی اور ریڈیو تھراپی کا مرحلہ شروع ہوتا ہے۔ لیکن اب ایک ایسا نیا طریقہ تیار کر لیا گیا ہے جس سے کینسر کے خلیوں کو سیکنڈز میں ختم کیا جاسکتا ہے۔ اس طریقے میں کینسر کے خلیوں کو بال کرچا کر دیا جاتا ہے۔ اس طریقے میں ایک الیکٹروڈ ٹیومر کے مرکز میں داخل کیا جاتا ہے اور اس کو نوے ڈگری سلسیوس تک گرم کر کے کینسر کے خلیوں کو جلا دیا جاتا ہے۔ سویڈن میں کی گئی تحقیق کے مطابق یہ طریقہ بہت کامیاب رہا ہے خاص طور پر غیر جارحانہ ٹیومرز کے لیے جن کا ڈی ایمٹر دو سینٹی میٹر سے کم ہو۔ ایک ماہر کے مطابق اس طریقے میں کینسر کے قریب واقع ٹشو اور فٹنی ٹشو متاثر نہیں ہوتے۔ (سٹینس: سویڈن میں یہ طریقہ ابھی تجرباتی مراحل میں ہے تاہم برطانیہ اور امریکہ میں اس سے ملنا چلا ایک طریقہ پہلے ہی استعمال ہو رہا ہے)۔

شوگر لیول جانچنے کے لیے ریڈالرٹ



اگر آپ خدا نخواستہ شوگر کے مریض ہیں اور آپ کو بلڈ شوگر جانچنے کے لیے بار بار پیرے کے عمل سے گزرنا پڑتا ہے تو آپ اس نئی ایجاد کو سراہیں گے۔ ماہرین نے بلڈ شوگر میں اضافے کو جانچنے کے لیے ایک ایسا کھلیٹ لینز تیار کر لیا ہے جو شوگر کی سطح بڑھنے پر سرخ ہو جاتا ہے۔ اس لینز میں نانو پارٹیکلز استعمال کیے گئے ہیں جو آنسوؤں کے پانی میں شوگر کی سطح کو مانٹریں کرتے ہیں اور لیول کے بدلنے پر اپنا رنگ بھی بدل لیتے ہیں۔ چنانچہ جب آنسوؤں میں شوگر کی سطح بلند ہوتی ہے تو یہ سرخ ہو جاتا ہے اور اس عمل میں نظر پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ اگرچہ آنسوؤں میں شوگر کی سطح کو خون میں شامل ہونے میں نصف گھنٹہ زیادہ لگتا ہے تاہم شوگر کے مریض چیرے کے عمل میں کئی گھنٹے ضائع کر دیتے ہیں اور یوں لینز کا طریقہ زیادہ بہتر آپشن ہے۔ (سٹینس: طبی تجربات شروع نہیں ہوئے)۔

ایک تیر سے دو شکار

ایک دوا ہے جس کا نام Etanercept ہے اور اس کا تجارتی نام Enbrel ہے۔ بنیادی طور پر یہ دوا آٹو ایمن (Autoimmune) کے عارضے کے لیے تیار کی گئی تھی تاہم اب مینی ڈوائز انٹر کے مریضوں کے لیے بھی مفید پائی گئی ہے۔ ایک رپورٹ کے مطابق یہ دوا عارضی طور پر الزائمر کی علامات کو دور کر سکتی ہے۔ یہ دوا ایک مریض TNF (tumour necrosis factor) کو نارگٹ کرتی ہے جس کی سطح الزائمر کے مریضوں میں معمول کی سطح سے زیادہ ہوتی ہے۔ اس دوا کو کروڑوں میں انجیکٹ کیا گیا تو اس نے چند منٹوں میں ہی کام دکھانے ہوئے الزائمر کے مریض کی یادداشت اور توجہ مرکوز کرنے کی قابلیت کو بہتر بنادیا۔ (سٹینس: اس وقت یہ دوا امریکہ میں ایک ٹھیکہ پر دی جا رہی ہے جبکہ ایک آسٹریلیوی یونیورسٹی میں بھی اس کے تجربات کیے جا رہے ہیں)۔



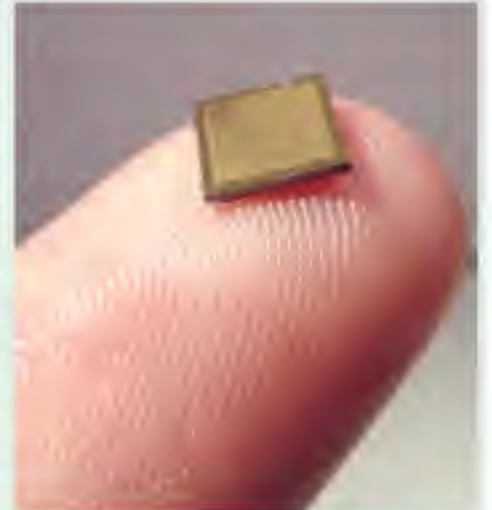
ٹیکسٹ جزیشن پی

کسی زخم میں انفیکشن کو دیکھنا ہوتا تو ہر بار مریض کی پٹی اتارنی پڑتی ہے جس سے زخم ٹھیک ہونے کا عمل سست پڑ جاتا ہے اور جراثیم زخم میں داخل ہو سکتے ہیں۔ اس مسئلے کا حل ایک نئی قسم کی پٹی تیار کر کے ڈھونڈا گیا ہے جس کے ذریعے پٹی کو اتارے بغیر ہی شاف کو پتہ چل جاتا ہے کہ زخم میں انفیکشن ہے یا نہیں۔ بس انہیں پٹی پر موجود رنگدار سٹرپ کو دیکھنا ہوتا ہے جو پٹی کے باہر ہوتی ہے۔

اس پٹی کی تیاری نیلے ایک ڈائی استعمال کی گئی ہے جو جلد میں انفیکشن ہونے پر رنگ بدل لیتی ہے۔ رپورٹ کے مطابق صحت مند جلد اور ٹھیک ہو چکے زخم میں پی ایچ وٹیلو پانچ سے کم ہوتی ہے لیکن اگر یہ وٹیلو ساڑھے چھ سے ساڑھے آٹھ کے درمیان ہو تو اس کا مطلب ہے کہ انفیکشن پھیل رہا ہے۔ یہ دوا اس صورت میں پٹی پر موجود سٹرپ کارنگ لگانی ہو جاتی ہے۔ (سٹینس: تجارتی بنیادوں پر فروخت کے بارے میں سوچا جا رہا ہے)۔

ایک ننھا پھاہا، کام کریگا بڑے بڑے.....

پچ (nanopatch) کو استعمال کرتے ہوئے جلد کی بالائی تہ میں واقع مدافعتی خلیات کو ویکسین براہ راست پہنچائی جاسکتی ہے۔ جانوروں پر کیے گئے تجربات میں یہ پھاہا بہت کامیاب ثابت ہوا ہے اور اس کے ذریعے ایک نارمل سرنج کی ڈوز کا ایک سو پچاسواں حصہ بھی موثر رہا ہے۔ اس میں ٹنگ ویکسین کو بھی استعمال کیا جاسکتا ہے جس سے اخراجات کی بچت ہوتی ہے کیونکہ اس کے لیے ریفریجریٹر کی ضرورت نہیں ہوتی جبکہ اس کی نقل و حمل بھی آسان ہے۔ ماہرین کے مطابق افریقہ میں سرخانوں کا مناسب نظام نہ ہونے کی وجہ سے نصف فیصد ویکسین موثر نہیں رہ پاتی چنانچہ افریقی خطے میں ویکسین کی ترسیل کے لیے یہ نانو پچ بہت مفید رہے گا اور دوا کی صورت میں اس کی ترسیل جلد سے جلد ممکن ہو سکے گی۔ (سٹینس: انسانوں پر تجربات جلد شروع ہوں گے)۔



ایک ننھا سا پھاہا تیار کر لیا گیا ہے جو کہ ویکسین کی مدافعتی نظام کو براہ راست ترسیل میں بہت کامیاب ثابت ہوا ہے۔ سرنج کو پچوں میں لگایا جاتا ہے جس میں مدافعتی خلیوں کی تعداد کم ہوتی ہے تاہم اس ننھے پھاہے یعنی نانو

وین فائڈر یعنی نس تلاش کرنے والا آلہ

بعض اوقات بہت تجربہ کار شاف کے لیے بھی انفیکشن لگانے یا خون کا نمونہ لینے کے لیے کسی مریض کی نس تلاش کرنا بہت مشکل ہو جاتا ہے بالخصوص جب مریض ڈی ہائیڈریٹیشن کا شکار ہو یا بہت کم عمر ہو۔ نس تلاش کرنے کی صرف پچاس فیصد کوششیں ہی کامیاب ہو پاتی ہیں۔ تاہم اب ایک ایسا آلہ تیار کیا جا چکا ہے جس کے ذریعے نس کو تلاش کرنے کی کامیابی کی اس شرح کو اسی فیصد تک لایا جاسکتا ہے۔ اس آلے میں ایک ٹیم اغزار یڈروشی کو استعمال کرتے ہوئے جلد کی سطح سے دس ملی میٹر نیچے واقع نسوں کو تلاش کیا جاسکتا ہے تاکہ ان میں سوئی ڈالی جاسکے۔ اس آلے کے ذریعے علاج کا عمل شروع کرنے کے



وقت کو 65 فیصد تک کم کیا گیا ہے۔ بچوں کے ہسپتالوں میں اس آلے کی وجہ سے کم مریضوں میں خوف اور درد کی کمی بھی دیکھی گئی ہے کیونکہ بزرگ کو دیکھتے ہوئے بچے خوش ہو جاتے ہیں اور اسی دوران سوئی نس میں ڈال دی جاتی ہے۔ (سٹینس: سنگاپور کے ہسپتالوں میں اس کو پہلے ہی استعمال کیا جا رہا ہے)۔



واسیڈا یونیورسٹی کے محققین نے تیار کیا ہے۔ اس عینے میں سسر لگائے گئے ہیں جو کہ خراؤں کی آواز اور خون میں آکسیجن کو ناپتے ہیں۔ جب خراؤ بہت بلند ہو جاتا ہے یا خون میں آکسیجن کی سطح گر جاتی ہے تو قسطی ریچھ کا روبوٹک پچہ نری سے آپ کے چہرے پر گدگدی کرتا ہے جس کے نتیجے میں آپ کروت بدل لیتے ہیں اور نارمل سانس بحال ہوتے خراؤ بھی بند ہو جاتا ہے اور دوسرے لفظوں میں آکسیجن کی کمی کے باعث سانس رکنے کے نتیجے میں آپ کی آنکھ بھی نہیں کھلتی۔ (سٹینس: پانچ سے دس سال میں مارکیٹ میں آسکتا ہے)۔

انوکھا تکیہ

میڈیکل سائنس میں تحقیق کے حوالے سے اب جاپان بھی پیچھے نہیں رہا۔ وہ صرف کاریں اور ٹیلی وژن بنانے والا ملک ہی نہیں رہا بلکہ طبی آلات بھی تیار کر رہا ہے۔ آئیے آپ کو ایک انوکھے عینے کے بارے میں بتاتے ہیں جو سوتے میں آپ کی مدد کرتا ہے۔ اگر آپ خراؤ لیتے ہیں اور ساتھ ہی آپ کو کھلونوں جیسے پیارے عینے سر کے نیچے لینے کا شوق ہے تو قسطی ریچھ کی شکل کا ’جو کوئی کن نامی تکیہ آپ کے لیے ہے۔ یہ تکیہ یو کیو کی

لندن حملہ: مسلمانوں پر تنقید کیوں؟

برطانیہ کے دس سرکردہ مسلمان جنہیں مغرب میں خوب سراہا جا رہا ہے

م۔ الف

لندن کے مشہور علاقے ویسٹ منسٹر میں دہشت گردی کے حملے میں ملوث شخص کے مہذب طور پر اسلامی نظریات سے متاثر ہونے کی خبروں کے بعد یورپ میں آباد مسلمانوں پر تنقید بڑھ رہی ہے اور انہیں بحیثیت مجموعی طعن و تشنیع کا نشانہ بنایا جا رہا ہے۔ دھماکے میں حملہ آور سمیت چار افراد اپنی جانوں سے ہاتھ دھو بیٹھے جبکہ 30 کے قریب افراد زخمی ہوئے۔ سات افراد کے بارے میں بتایا جاتا ہے کہ وہ شدید زخمی ہوئے۔

یورپ کے اہم مرکز میں دھماکے کے بعد نہ صرف مسلمانوں کو تنقید کا سامنا ہے بلکہ لندن کے مسلمان ممبر صادق خان کو بھی تنقید کا نشانہ بنایا جا رہا ہے اور کہا جا رہا ہے کہ یہ ان کا موقف ہی ہے جس کی وجہ سے اس قسم کے حملے کیے جا رہے ہیں۔ دہشت گردی کے واقعات کے بعد کسی خاص گروپ کو نشانہ بنانے کا یہ لگا بندھا نمونہ ہے جو ایک طویل عرصے سے چل رہا ہے۔

لیکن حقیقت یہ ہے کہ حملے سے صادق خان کے علاوہ

میں ایسے ہی مسلمان اکثریت میں پائے جاتے ہیں:

1۔ صادق خان، ممبر لندن

2016 میں صادق خان لندن کے پہلے مسلمان ممبر بنے۔ صادق خان نہ صرف ایک مقبول سیاست دان ہیں بلکہ ملک میں دیگر غیر سفید فام اقوام کے خلاف پائی جانے والی نفرت اور تعصب کے خلاف ایک موثر اور دانا کی پڑی آواز بھی ہیں۔ یاد رہے کہ دنیا کے طاقتور ترین شہروں میں سے ایک شہر کے رہنما ہونے کی وجہ سے صادق خان دنیا کے ایک بااثر مسلمان بھی ہیں۔

2۔ سعیدہ وارثی، رکن پارلیمنٹ

ہیڈ سکارف (Love in a Headscarf)۔ انہیں برطانیہ کی سواٹر ترین خواتین کی فہرست میں بھی شامل کیا گیا ہے۔

5۔ زین ملک، گلوکار

زین ملک کو کون نہیں جانتا؟ میوزک بینڈ "اون ڈائریکشن" One Direction کا سابق رکن فخر کے ساتھ اپنے مسلمان ہونے کا اقرار کرتا ہے۔ "اون ڈائریکشن" چھوڑنے کے بعد اب تک دو کئی ہٹ نغے دے چکا ہے جو کہ برطانیہ کے علاوہ دنیا بھر میں میوزک



مہدی حسن



مین حسین



صادق خان



سعیدہ وارثی



شیلپا جان محمد



زین ملک



ماریہ ادریسی



مشال حسین



زیناب قیوم



امجد حسین

سے برطانوی مسلمان میں رواداری اور فہم کے کوشاں ہیں۔

10۔ ڈینا توکیو فیشن آئیڈیل

ڈینا توکیو فیشن کے حوالے سے تازہ ترین رجحانات کو سامنے لانے کے حوالے سے برطانیہ بھر میں معروف ہیں۔ وہ سوشل میڈیا پر بہت مقبول ہیں اور انسٹاگرام، ٹویٹر اور دیگر پلیٹ فارمز کے ذریعے سرگرم رہتی ہیں۔ یہ صرف دس نمایاں مسلمان ہیں تاہم ایسے مسلمانوں کی تعداد تین لاکھوں میں ہے جو وطن کے طور پر برطانیہ کی خدمت میں مشغول اور برطانوی معاشرے کا اثاثہ انگ ہیں۔

چارلس پرکلی ہٹن چل چکے ہیں۔

6۔ ماریہ ادریسی، ماڈل، مقرر

ماریہ ادریسی نے اس وقت شہرت حاصل کی جب وہ 2015 میں ایچ اینڈ ایم، گلوز دی لوپ H&M's Close the Loop کی مہم میں شامل ہوئیں۔ انہیں پہلی مسلمان ماڈل کا اعزاز حاصل ہے جو کسی بڑے فیشن شو میں حجاب کے ساتھ جلوہ گر ہوئی۔ ڈیو کے ساتھ سے اب تک وہ کئی بڑی ماڈلنگ ایجنسیوں کے ساتھ معاہدے کر چکی ہیں۔ ایک اخباری انٹرویو میں ان کا کہنا تھا: "میں مشرق اور

جیسے پروگرام شامل ہیں۔ وہ ایک مصنف ہونے کے ساتھ ساتھ ہفت کلن پوسٹ کے یو کے ایڈیشن کے پولیٹیکل ایڈیٹر بھی ہیں۔

4۔ شیلپا جان محمد، ادیب

شیلپا ایڈورننگ کے شعبے سے منسلک ہونے کے ساتھ ساتھ ادیب اور انگریزی نور (Oglivy Noor) کی نائب صدر بھی ہیں۔ وہ دو کتابوں کی مصنف ہیں جن میں ایک "جنریشن ایم: یگ مسلمان چیلنج" (Generation M: Young Muslims Changing the World) اور لون دی

2009 میں گارجین اخبار نے بیرونی سعیدہ وارثی کو برطانیہ کی سب سے طاقتور مسلمان خاتون قرار دیا تھا۔ سعیدہ وارثی اس وقت ایک سیاست دان، قانون دان، پروفیسر اور برطانیہ کے دارامراہ کی رکن بھی ہیں۔ اس کے علاوہ برطانیہ میں اہم سرکاری عہدوں پر بھی فائز رہی ہیں خارجہ و دولت مشترکہ امور کی سینئر وزیر کے علاوہ دیگر عہدے شامل ہیں۔

3۔ مہدی حسن، سیاسی تجزیہ نگار اور صحافی

مہدی حسن الجوزیہ بی بی سی کے متعدد انگریزی پروگراموں کے میزبان رہے ہیں جن میں دی کیف، ہیڈ لائن اور اپر فرائٹ

برطانیہ کے دیگر تمام مسلمان بھی صد سے دو چار ہوئے ہیں۔ مسلمان صدیوں سے برطانوی معاشرے کی خدمت کر رہے ہیں اور برطانیہ کو آج بھی ایک طاقتور قوم بنانے میں اپنا کردار ادا کر رہے ہیں۔

فیل میں برطانیہ کے دس اہم مسلمانوں کے بارے میں مختصر احوال پیش خدمت ہے جو برطانیہ کی خدمت کر رہے ہیں۔ ان مسلمانوں کی برطانیہ میں موجودگی سے پتہ چلتا ہے کہ مسلمان دہشت گرد نہیں بلکہ یہ کہنا ہے جانتا ہوگا کہ لندن

* بچوں میں قائدانہ صلاحیتیں پیدا کرنے * کیلئے والدین کیا کر سکتے ہیں؟

لیڈر پیدا نہیں ہوتے بلکہ بنائے جاتے ہیں



لیڈر وہ ہوتا ہے جو دوسروں میں تحریک پیدا کرتا ہے، ایسے فیصلے کرتا جو اس کے ساتھیوں پر مثبت اثرات ڈالتے ہیں۔ لوگ سمجھتے ہیں شاید لیڈر بننے نہیں بلکہ پیدا کئے جاتے ہیں یہ بات درست نہیں۔ مانا کہ بعض افراد پر فطرت مہربان ہوتی ہے وہ اپنی صلاحیتوں کو بروئے کار لا کر خود کو دوسروں سے ممتاز بنا لیتے ہیں، اپنا الگ مقام بنا لیتے ہیں لیکن کوئی بھی پیدا کئے لیڈر نہیں ہوتا بلکہ اس کے لئے خود سے کوشش کرنا پڑتی ہے۔ ہر بچہ الگ خصوصیات کے کردار یا میں آتا ہے ہر کوئی لیڈر بن سکتا ہے لیکن یہ صرف اسی صورت میں ممکن ہے جب نوعمری ہی سے اس کی مشق کروائی جائے۔



قائدانہ خصوصیات کے حامل لوگ دوسروں سے مختلف ہوتے ہیں

(3) پیڑروں کے انتقاب میں

(2) دوستوں کے انتقاب میں

(1) اپنے مقاصد میں

حنانور

1 بہترین انتخاب مکرنا سکھائیں

کچھ لوگ بغیر سوچے سمجھے کسی بھی چیز کا انتخاب کر لیتے ہیں جبکہ کچھ لوگ ہر قائد سے نقصان کو سامنے رکھتے ہیں اور پھر فیصلہ کرتے ہیں۔ اپنے بچے کو سکھائیں کہ کوئی بھی فیصلہ کرنے سے پہلے اس کے ممکنہ اثرات کا موازنہ کرنا اہم ہوتا ہے۔

لیڈر آرام سے بیٹھ کر دوسروں کو موقع نہیں دیتے کہ وہ ان کیلئے فیصلہ یا انتخاب کریں۔



3 مثبت رویوں کے حامل

ہمارے بچے کو کسی مشکل کا سامنا ہوتا تو ہم چاہتے ہیں کہ وہ کہے "ہاں میں کر سکتا ہوں۔" ایک لیڈر یہ جانتا ہے کہ اس کی زندگی میں ایسے کئی لوگ آئیں گے جو اس کی صلاحیتوں پر یقین نہیں کریں گے لیکن اسے ان سب کو نظر انداز کر کے مثبت رویہ اپنانا ہوگا۔

لیڈر ہمیشہ مثبت رویہ اپناتے ہیں۔



2 با اعتماد رہنا

بچوں کو یہ سکھانا ناگزیر ہے کہ جب وہ دوسروں سے اختلاف رائے رکھتے ہوں تو ضرور پولیس اور پورے وثوق سے اپنی بات کہیں مگر دوسروں کی بات سننے کیلئے برواشت بھی پیدا کریں۔ ہو سکتا ہے آپ کا بچہ ہر کام اپنی خواہش کے مطابق نہ کر سکے لیکن کم از کم بول کر اپنی رائے کا اظہار تو کر ہی سکتا ہے۔

لیڈر وثوق سے اپنی بات کرتا ہے۔



4 پرعزم رہتے ہیں

کسی بھی موقع پر جب آپ کا بچہ ہمت ہارنے لگے تب اس کا حوصلہ بڑھائیں اور اسے یاد دلائیں کہ اس نے وعدہ کیا تھا کہ وہ اس کام کو انجام تک پہنچائے گا۔ شروع شروع میں بچوں کو چھوٹی چھوٹی سرگرمیوں میں شامل کریں تاکہ انہیں یہ سیکھنے میں مدد ملے کہ انہیں شروع کئے ہوئے کام کو مکمل کرنا ہے اور درمیان میں نہیں چھوڑنا۔ اسی طرح بعد میں طویل پروگراموں کو شامل کیا جاسکتا ہے۔



5 غلطیوں سے سیکھنا

غلطیاں ہمیں سیکھنے اور آگے بڑھنے کے مواقع فراہم کرتی ہیں۔ اپنے بچے کو اپنی غلطیاں ماننا سکھائیں۔ جب وہ اپنی غلطیوں کو کھلے دل سے مانا سیکھ لیں گے تو یقینی طور پر دوبارہ ان سے وہی غلطی سرزد نہیں ہوگی۔ لیڈر اپنی غلطیوں کو اپنے مقاصد کی راہ میں حائل نہیں ہونے دیتے۔ لیڈر کامیابی سے بعد بھی سیکھنے کا عمل جاری رکھتے ہیں۔



ہمیشہ سے مشرقی کپڑوں کی مغربی طرز کے ساتھ فیوژن کی جاتی ہے لیکن ان میں سے کچھ ہی ڈیزائن اتنے کامیاب ہوتے ہیں کہ انہیں عام لوگوں کی جانب سے بھی نہ صرف پذیرائی ملتی ہے بلکہ انہیں اپنایا بھی جاتا ہے۔ میکسی کو بھی ہمارے ہاں پسند کیا جاتا ہے لیکن اس میں مشرقی تزکا ضرور لگایا جاتا ہے۔ ہماری آج کی لگ آف دی ویک میں ہمارا انتخاب ایمان علی ہیں۔ حال ہی میں ہونے والے فیشن ویک میں فائزہ عظیم کی ڈیزائن کردہ میکسی پہن کر انہوں نے ریپ پرواک کی۔ جس کی خوبصورتی کو نیٹ کے بازوؤں اور ویسٹ بیلٹ نے چار چاند لگا دیے ہیں۔ آپ بھی یہ لگ اپنا سکتی ہیں کیسے تو وہ ہم بتاتے ہیں۔

XXXXXX

لگ آف ہیک

ہینر کلر

گولڈن بلونڈ، گولڈن براؤن، اور لائٹ براؤن



جوتے

سکس سٹریپس ویج سینڈلز



ہینر سٹائل

لیئرڈ میں کئے بالوں پر لانگ کرلز

لپ اسٹک

سرخ رنگ میرون کی آمیزش کے ساتھ



ایئرنگز

موتیے یا سفید رنگ کے موتیوں والے لمبے جھمکے



لپ اسٹک لگانے کے چند اہم اصول

- 1) صفائی سے شروع کریں لپ اسٹک لگانے سے پہلے ہونٹوں کو گیلیے کپڑے سے ہلکا سا رگڑ کر صاف کر لیں۔
- 2) فارمولہ معلوم ہے نہ! میٹ لپ اسٹک تادیر قائم رہتی ہے لیکن ہو سکتا ہے ہونٹوں کو خشک کر دے۔ البتہ کرمی لپ اسٹک ہونٹوں کو مطلوبہ نمی پہنچاتی رہتی ہے لیکن یہ اثر جلدی جاتی ہے۔ آپ کو معلوم ہونا چاہئے آپ کون سا فارمولا استعمال کر رہی ہیں۔ اگر میٹ استعمال کرتی ہیں تو لپ اسٹک لگانے سے پہلے اور اتارنے کے بعد ہونٹوں پر پام لگائیں تاکہ مطلوبہ نمی ملتی رہے۔
- 3) لپ فیل کا استعمال اگر آپ چاہتی ہیں کہ لپ اسٹک پھیلے نہ تو لپ اسٹک کی ہم رنگ فیل کا استعمال کریں۔
- 4) برش تازگی برقرار رکھتا ہے اگر آپ چاہتی ہیں کہ لپ اسٹک جلدی اترے نہ اور اس کی تازگی تادیر قائم رہے تو برش کی مدد سے لپ اسٹک لگائیں۔
- 5) درست نشان لگائیں لپ اسٹک لگا کر ٹوہچے کو ہونٹوں پر رکھ کر لپ اسٹک سے وجہوں کی صورت نشان لگائیں۔ ٹشو کو ہونٹوں میں رکھ کر ہونٹوں سے دبائے کی صورت میں لپ اسٹک کہیں کہیں سے اتر جاتی ہے۔
- 6) دانتوں پر نہ لگنے دیں بعض اوقات لپ اسٹک لگاتے ہوئے دانتوں پر لگ جاتی ہے جو بعد ازاں شرمندگی کا باعث بنتی ہے۔ لپ اسٹک لگا کر آنکھوں میں یہ ضرور چیک کر لیں۔ لگی ہوئی آنکھ یا ٹشو سے صاف کر لیں۔

فرنٹ بریڈ سٹائل کان لچ جانے والی لڑکیوں کیلئے بہترین

گر میوں میں عموماً کان لچ جاتی لڑکیوں کا سب سے بڑا مسئلہ یہ ہوتا ہے کہ وہ اپنے بالوں کا کیا کریں۔ کیونکہ کھولنے سے گرمی لگتی ہے اور باندھنے سے انہیں اپنا سٹائل ہونا خطرے میں پڑتا دکھائی دیتا ہے۔ اسی لئے آج آپ کے بالوں کیلئے ایک خاص سٹائل لے کر آئے ہیں۔ اسے بنانے کیلئے آپ کو سائز ماٹنگ کا نا ہوگی۔ پھر جس طرف زیادہ بال ہیں اس جانب بالوں کو پکڑ کر

چھینا کرنا شروع کریں۔ لیکن ماتھے کی جانب کچھ بال چھوڑ دیں۔ چھینا کرتے کرتے اگلے بالوں کو شامل کرتی جائیں اور چھینا کا رخ کان کی طرف لے جاتی جائیں۔ جب چھینا مکمل ہو جائے تو سارے بالوں کو پونی کی صورت پکڑ لیں۔ چھینا کے باقی بالوں کو بھی اس میں شامل کر لیں۔ اب اوپنی پونی بنائیں۔ آپ سے زیادہ سٹائلش پورے کان لچ جانے کوئی نہیں ہوگا۔



بہترین ویکس کیلئے ان باتوں کا خیال رکھیں



- 1) ویکس سے پہلے اور بعد میں جلد کو سکرپ سے ایکسٹرا سٹ ضرور کریں۔
- 2) ایسے بال جو بے حد چھوٹے یا بہت زیادہ بڑے ہوں انہیں ویکس نہ کریں۔ بہترین نتائج کیلئے ویکس کیلئے بال 1/4 اور 3/4 انچ کے درمیان ہونے چاہئے۔
- 3) یقین دہانی کر لیں کہ جلد صاف، خشک اور کسی بھی قسم کی چکنائی سے پاک ہو۔
- 4) سٹریپس یا گرم ویکس لگانے کے بعد اسے تین سے چار بار بالوں کی مخالف سمت ضرور دبا لیں تاکہ ویکس بالوں پر اچھی طرح لگ جائے۔
- 5) جلد کو ایک ہاتھ سے کھینچ کر رکھیں اور بالوں کی مخالف سمت میں پٹی کو کھینچیں۔
- 6) ایک جگہ کو ایک ہی بار ویکس کریں، دوسری دفعہ اسی وقت ویکس نہ لگائیں۔ کیونکہ دوسری بار لگانے سے جلد پھٹنے کا اندیشہ رہے گا اور رد بھی ہوگا۔
- 7) بہترین نتائج کیلئے آگلی کلینر کے ساتھ صاف کریں۔



itsurdu.blogspot.com

STYLE



سنہری دھوپ سے چہرہ نکھارتی ہوں



itsurdu.blogspot.com





itsurdu.blogspot.com

کون سی جوڑی ٹولی، کس کی فلم چھوٹی اور کس کی قسمت پھوٹی

بالی وڈ: اندر کی باتیں

فلموں کی کمائی سے لے کر فلمی ستاروں کے راز

غلام مجاہد

بچے لیا بھنسا لی اپنی نئی فلم ”گستاخیاں“ بنانے کے لیے پر تول رہے ہیں۔ یہ فلم ساحر لدھیانوی اور امرتا پریتم کی زندگی پر فلمائی جا رہی ہے۔ فلم میں امرتا پریتم کے کردار کے لیے آخر پر پانکا چوپڑا کو دی گئی ہے جبکہ اس کے مقابل ساحر کا کردار ادا کرنے کے لیے شاہ رخ خان کو چنا گیا تھا۔ اس سے پہلے کہ شاہ رخ خان پر پانکا کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر لدھیانوی کے رومانس کی جھلک محسوس کرتے فلم سے انہیں آؤٹ کر کے ان کی جگہ ابھیشک بچن کو کاسٹ کر لیا گیا ہے۔ اس طرح بالی وڈ کے ٹنگ کی جگہ بی کے سپوٹ پر پانکا کے ساتھ رومانس کا مزا لیں گے۔ پر پانکا چوپڑا کچھ دن قبل ہی امریکا سے واپس آئی ہیں جہاں وہ اپنی بالی وڈ فلم میں مصروف تھیں۔ امید ظاہری جا رہی ہے کہ پر پانکا جلد ہی



”موم“ جولائی میں سینما گھروں کی زینت بنے گی

شری دیوی کی فلم ”موم“ کے ٹریلر نے شائقین کو خوب متوجہ کیا ہوا ہے۔ ویسے بھی شری دیوی نے کافی عرصہ کے بعد فلموں میں ڈیو کیا ہے تو شائقین کا رش لگنا نئی بات نہیں تھی۔ فلم میں شری دیوی اپنی بیٹی کو انصاف دلانے کے لیے جنگ لڑتی ہے۔ اس فلم میں شری دیوی کے ساتھ نواز الدین صدیقی اور اکشے کھننا نے بھی کام کیا ہے۔ توقع کی جا رہی ہے کہ فلم سکرین پر خوب رش لگائے گی۔ فلم کی کمائی کے لیے عید کا مہینہ چنا گیا تھا یعنی رواں سال جولائی کی 14 تاریخ کو ”موم“ نے سینما گھروں کی زینت بننا تھا۔ لیکن اتفاق کی بات یہ ہے کہ اسی ڈیٹ کو سیف علی خان کی فلم ”شیف“، شروہا کپور کی ”حسینہ“، جبکہ رنبیر کپور اور کترینہ کایف کی ”چکا جاسوس“ بھی ریلیز ہونے جا رہی ہیں۔ اتنی ساری فلموں کی ایک ساتھ ریلیز پر شری دیوی اپنی فلم کے حوالے سے تجسس ہو گئیں اور انہوں نے 14 کے بجائے 7 جولائی کو فلم ریلیز کرنے کا عندیہ دے دیا ہے۔ اس سے انہوں نے یہ ظاہر کیا ہے کہ دیگر فلموں سے ایک ہفتہ قبل ریلیز ہونے کا فائدہ یہ ہوگا کہ باقی فلموں کے درمیان ان کی فلم دب نہیں جائے گی۔

میں ہوں ڈان دیپکا پٹوکان

ڈان کے کردار کے لیے دیپکا کو آفر مل گئی جو کہ اس نے قبول بھی کر لی۔ اس فلم میں دیپکا کے ساتھ ایک چھوٹے ڈان کے طور پر عرفان خان بھی کام کریں گے۔ ”دیپکا“ فلم کے بعد عرفان خان کی دیپکا پٹوکان کے ساتھ یہ دوسری فلم ہوگی۔ دیپکا کا کہنا ہے کہ وشال نے جب مجھے فلم کا سکرپٹ سنایا تھا تو مجھے بہت اچھا لگا اس لیے میں نے فوراً سے فلم میں کام کرنے کے لیے ہاں کر دی تھی۔ فلم میں دیپکا ”سپنڈیدی“ کا کردار ادا کریں گی جو اپنے شوہر کے

بالی وڈ کی بانی کے کیا کہنے۔ دیپکا کا ستارہ بالی وڈ کے آسمان پر خوب چمک رہا ہے۔ بالی وڈ میں اب تو بالی وڈ میں بھی دیپکا کے چرچے ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ دیپکا ایک ورثہ اداکارہ ہے اور اپنی ایکٹنگ سے فلم میں جان پیدا کر دیتی ہے۔ دیپکا کسی بھی فلم میں کام کرتے ہوئے انتہائی ایمانداری اور خوب جوش و جذبے سے کام کرتی ہے یہی وجہ ہے کہ بالی وڈ کے پروڈیوسرز اور ڈائریکٹرز دیپکا کو اپنی فلموں میں کاسٹ کرنے کے لیے لائن بنائے کھڑے ہوتے ہیں۔ دیپکا ابھی بالی وڈ کی فلم ایگزیکٹو ریجنسٹری میں پائی تھی کہ بچے لیا بھنسا لی کی شوٹنگ کا شیڈول شروع کر دیا گیا۔ اور ابھی بھنسا لی کی فلم پدموتی کی شوٹنگ رہتی ہے کہ وشال بھرواج کی فلم میں ایک فی میل



ابھیشک نے شاہ رخ خان کی چھٹی کرا دی

بچے لیا بھنسا لی کی فلم ”گستاخیاں“ کی شوٹنگ کے شیڈول کا اعلان کریں گی۔ ابھیشک بچن اور پر پانکا چوپڑا کی اگر بات کی جائے تو یہ دونوں 9 سال بعد کسی فلم میں ایک ساتھ نظر آئیں گے۔ یہ افواہیں بھی سننے میں آ رہی تھیں کہ پر پانکا نے بچے لیا بھنسا لی کی کسی بھی فلم میں کام کرنے سے انکار کر دیا ہے۔ تاہم پر پانکا نے یہ غلط فہمی دور کر دی تھی اور اس خبر کو محض افواہ قرار دیا تھا۔ پر پانکا نے کہا کہ جب تک میری زندگی ہے اور جب تک مجھے سر چاہیں میں ان کے ساتھ کام کرنے کے لیے تیار ہوں۔



رجنی کانت کی فلم تاخیر کا شکار

بالی وڈ کے ایکشن ہیرو رجنی کانت اور بالی وڈ کھلاڑی اکشے کمار کی فلم ”شکرز 2.0“ نے دھوم مچا رکھی ہے۔ فلم کے ریلیز کرنے سے متعلق بتایا جا رہا تھا کہ رواں سال میں ہی ریلیز کر دی جائے گی مگر اس سال کے آخر میں گول مال اور عامر خان کی فلم ”بیکرٹ سپر سٹار“ بھی ریلیز ہونے جا رہی ہے۔ اس لیے اکشے کمار نے اپنی فلم رواں سال ریلیز کرنے کی بجائے 25 جنوری 2018 کو دیوالی سے قبل ریلیز کرنے کا پروگرام بنالیا ہے۔ فلم کو تاخیر سے ریلیز کرنے کے حوالے سے اکشے کمار کا خیال

پرتیتی جو پڑا کی نئی محبت

ہیں۔ تازہ ترین افواہوں سے پتا چلا ہے کہ پرتیتی اور ڈیانی کی ملاقات امریکہ میں ”ڈریم ٹور آف کرن جوہر“ کے دوران ہوئی تھی تب سے وہ ایک دوسرے کے ساتھ رابطے میں رہے۔ یہی رابطہ بعد میں دوستی اور اب محبت کی شکل اختیار کر چکا ہے۔ ڈیانی سے قبل پرتیتی منیش شرمہ کے ساتھ ملاقاتیں کر رہی تھی جس کے ساتھ اس کے تعلق کی بات شادی تک بھی چل رہی تھی۔ مگر پرتیتی نے منیش کے ساتھ تعلق کو بریک لگا لی اور ڈیانی کو اپنا ہمسر بنالیا۔ اب پرتیتی ڈیانی کے ساتھ پرتیتی کی محبت کا سفر جلدی اختتام پذیر ہو کر کوئی نیا ہمسر ملتا ہے یا پھر یہ تعلق شادی کے بندھن میں بندھ جانے میں کامیاب ہوتا ہے۔

پرتیتی بالی وڈ کی جونیئر ہیروز کی نمایاں اور خوب صورت ہیروز میں شمار ہوتی ہیں۔ اس وقت پرتیتی اپنی فلم ”میری پیاری بندہ“ میں مصروف ہیں جو کہ جلد ہی سینما گھروں کی زینت بنے گی۔ اس فلم میں پرتیتی کے مقابل لیش مین خانا کام کر رہے ہیں۔ اپنی اس فلم کو لے کر پرتیتی پرامید ہیں کہ اس کی یہ فلم شائقین کو بہت پسند آئے گی۔ بہر حال فلم کا کیا بنتا ہے یہ تو ریلیز ہونے کے بعد ہی پتا چلے گا لیکن ابھی پتا چلا ہے کہ پرتیتی اپنے نئے بوائے فرینڈ کے ساتھ خوب گھوم پھر رہی ہے۔ بالی وڈ کے مشہور پروڈیوسر کرن جوہر کے اسٹنٹ ڈائریکٹر چرت ڈیانی جنہوں نے ہریک روشن کی فلم ”انٹی پتہ“ میں بھی کام کیا تھا پرتیتی کے نئے عاشق



شاہ رخ خاں بری ہو گئے

کنگ آف بالی وڈ کی فلم ”ریس“ نے خوب میلہ جمایا اور باکس آفس پر دھوم مچادی۔ ”ریس“ شاہ رخ خاں کی پہلی فلم نہیں جس کو اتنی زیادہ پذیرائی ملی بلکہ گنگ خاں کی اب تک کی فلمیں باکس سٹریٹ ثابت ہوئی ہیں اور باکس آفس پر خوب لوٹ مچائی ہے۔ ”ریس“ نے توقع سے زیادہ بزنس کمایا اور بہت جلد سو کروڑ کلب میں بھی شامل ہوئی۔ ”ریس“ کی پروموشن کے دوران شاہ رخ خاں راجدھانی ایکسپریس ٹرین کے ذریعے شہر شہر گئے۔ ہریڈیو سٹیشن پر لوگوں کا ہم سفر بالی وڈ گنگ کو دیکھ کر شاہ رخ خاں انہیں فلم کے پوسٹر پھینکتے اور بعض جگہ اپنے چاہنے والوں سے ملاقاتیں بھی کرتے۔ پروموشن کا یہ یورو بے تو ٹھیک رہا مگر ایک بد مزاج واقعہ یوں پیش آیا کہ ٹور کے بعد راجستھان کے علاقے کوڈ میں وکرم سنگھ نامی ایک شخص نے بانی کورٹ میں شاہ رخ خاں کے خلاف رٹ دائر کر دی۔ رٹ میں وکرم نے یہ موقف اپنایا کہ فلم کی پروموشن کے دوران جب ٹرین کوڈ سٹیشن پہنچی تو شاہ رخ خاں نے عوام کی طرف کوئی چیز پھینکی۔ لوگ وہ چیز پکڑنے کے لیے آگے کی طرف بھاگے تو میری ریڑھی جس پر میں سامان بچا کرتا ہوں وہ اس ہجوم کی زد میں آگئی اور میرا نقصان ہو گیا لہذا یہ نقصان شاہ رخ خاں پر کر دیں۔ شاہ رخ خاں کے بورڈ نے کورٹ کو واضح کیا کہ پروموشن کے اس ٹور کے لیے ہم نے ہریڈیو کے گھمے سے اجازت لی ہوئی تھی اور ٹرین کی بنگلے کے لیے 1,89,850 روپے پیشگی جمع کرا دیے تھے۔ لہذا اس قسم کے نقصان کے ہم ذمہ دار نہیں ہیں اور دوسری بات یہ کہ ایسی کوئی بھی رٹ ریلوے محکمہ کو کرنی چاہیے تھی نہ کسی پرائیویٹ آڈیو کیونکہ وہ اس کا حق نہیں رکھتے کہ یہ ٹور محکمہ کی اجازت سے کیا گیا ہے۔ دلائل سننے کے بعد راجستھان ہائی کورٹ نے شاہ رخ خاں کے خلاف لگائے گئے الزامات کو جھٹا کر کیس خارج کر دیا۔



سلمان خان کے بینک ٹور پر ایولیا آؤٹ

چند دن پہلے سلمان خان اور اس کی نئی گرل فرینڈ ایولیا کے رومانس اور اسٹےٹ گھومنے پھرنے کی خبریں عروج پر تھیں۔ ایک خبر تو یہ بھی آئی تھی کہ سلمان نے اپنی گرل فرینڈ کو 5 کروڑ کا گھر اور گاڑی بھی گفٹ کی ہے۔ جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ سلمان خان اپنی نئی جوڑی کے ساتھ خوش ہیں اور اپنا سب کچھ اس پر بھروسہ کرنے کو تیار ہیں۔ جبکہ ایولیا نے بھی سلمان خان کی محبت میں گانا گار کرسب کو حیران کر دیا تھا۔ آج کل سلمان خان بالی وڈ کے کئی ستاروں کے ساتھ ورلڈ ٹور پر ہیں اور اب تک ہانگ کانگ، آک لینڈ، سڈنی اور میلبورن کی سیر کر چکے ہیں مگر اس سارے سفر میں سلمان خان کی پیاری ایولیا کہیں نظر نہیں آئی۔ جب اس خبر کی تحقیق کی گئی کہ ایولیا بینک ٹور کا حصہ کیوں نہیں ہے متعلق توقع کی جا رہی تھی کہ وہ پہلے نمبر پر اس ٹور کی ممبر ہوگی تو پتا چلا کہ سلمان خان کی اس کے ساتھ اچھی خاصی لڑائی ہوئی ہے جس وجہ سے اسے بینک ٹور کا حصہ نہیں بنایا گیا۔ درحقیقت ایولیا بینک ٹور کے فلور پر گانا گانا چاہتی تھی مگر بینک ٹور کی انتظامیہ نے اس کی یہ خواہش پوری کرنے سے انکار کر دیا۔ جب ایولیا نے سلمان خان کی طرف امید بھری نظروں سے دیکھا تو انہوں نے بھی معذرت کر لی کیونکہ ایولیا کے ساتھ جو معاہدہ کیا گیا تھا اس میں ایسی کوئی شرط نہیں تھی کہ وہ گانا بھی گائیں گی۔ لہذا ایولیا اپنی ضد پر اڑ گئی اور بینک ٹور کی انتظامیہ اپنے اصولوں پر، جس کے نتیجے میں ایولیا کو اپنا بینک ٹور مس کرنا پڑا۔ ذرا غصے کا کہنا ہے کہ گانے کی بات پر سلمان خان اور ایولیا کے درمیان اچھی خاصی بحث ہوئی جس پر سلمان خان نے ایولیا کو ڈانٹ بھی پلا دی۔



باجوبلی 2 اور ٹیوب لائٹ میں تصادم

جب سے ”باجوبلی 2“ کی شوٹنگ مکمل ہوئی ہے تب سے شائقین فلم دیکھنے کے لیے بے چین ہوئے جا رہے ہیں۔ باجو بلی 2 انڈیا کی اب تک کی سب سے مہنگی فلم ہے۔ اس سے قبل باجو بلی نے خوب بزنس کمایا تھا اور دنیا بھر میں فلم کو خوب سراہا گیا تھا۔ فلم کی پذیرائی دیکھتے ہوئے رانا دگوبتی نے فلم کا دوسرا پارٹ بنانے کی تیاری کی اور اس پر اپنا پیش لگا یا کہ وہ انڈیا کی اب تک کی مہنگی ترین فلم قرار پائی۔ باجو بلی 2 کی شہرت اور پسندیدگی کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکے کہ اسے مد نظر رکھتے ہوئے شاہ رخ خاں نے بھی کہا کہ میں اس فلم کی طرز پر انڈیا کی ”مہا بھارت“ بنانا چاہ رہا ہوں۔ ایک طرف باجو بلی 2 کی شہرت کا ڈنگ رہا ہے تو دوسری طرف بالی وڈ کے سلطان سلمان خان کی فلم ”ٹیوب لائٹ“ نے دھوم مچا رکھی ہے۔ سلمان خان خود تو اس وقت ورلڈ ٹور پر ہیں لیکن اس کی فلم ٹیوب لائٹ کی شوٹنگ مکمل ہو چکی ہے اور تیاری کے مراحل میں ہے۔ ٹیوب لائٹ سے متعلق شروع میں خبریں تھیں کہ اسے عید کے موقع پر ریلیز کیا جائے گا۔ تاہم فلم میکر نے فیصلہ کیا ہے کہ فلم کا ٹریلروں میں سے آخری دنوں میں جاری کر دیا جائے تاکہ شائقین کی دلچسپی کا اندازہ لگایا جاسکے۔ مزے کی بات یہ ہے کہ باجو بلی 2 کا ٹریلر بھی اس ماہ کی 28 تاریخ کو ریلیز ہو رہا ہے اور دوسرے ٹیوب لائٹ کا ٹریلر بھی انہی دنوں میں ریلیز کرنے کی بات کی جا رہی ہے۔ ناقدین کا کہنا ہے کہ اس طرح دونوں فلم کے ٹریلر ایک ساتھ ریلیز ہونے میں مسائل پیدا ہو سکتے ہیں اور کوئی ایک فلم مقبول جبکہ دوسری ناکام بھی ہو سکتی ہے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ فلموں کے ٹریلر کے حوالے سے تاریخ تبدیل کی جاتی ہے یا پھر دونوں کا تصادم کر کے کسی ایک فلم کو نقصان پہنچایا جاتا ہے۔

ہارن مت بجائیں سو نو ننگم سو رہے ہیں

یہ دلچسپ جملہ لکھا دہلی کے ایک رکنے والے نے۔ حالیہ دنوں سوشل میڈیا پر سو نو ننگم کے ایک ٹویٹ پر بہت بحث ہو رہی ہے اور انڈیا کے مشہور سنگر پر خوب لعن طعن ہو رہی ہے۔ واقعہ کچھ یوں ہے کہ کچھ دن قبل سو نو ننگم نے ٹویٹر پر پوسٹ کی کہ صبح کی اذان سے میری نیند خراب ہو گئی، اسے بند ہونا چاہیے اور یہ کھلی دہشت گردی ہے۔ سو نو ننگم کی اس ٹویٹ پر لوگوں نے اسے خوب تنقید کا نشانہ بنایا۔ نہ صرف مسلمان بلکہ ہندو دھرم کے لوگوں نے یہاں تک کہ بالی وڈ فلم انڈسٹری کے لوگوں نے بھی سو نو ننگم کو تنقید کا نشانہ بنایا۔

بنا یا۔ کنگنا رناوت، پوجا بھٹ، پریانکا چوپڑا، سلمان خان اور کئی بڑے ایکٹرز نے سو نو ننگم کے خلاف نہ صرف ٹویٹ کیا بلکہ اذان کے حق میں آواز بھی بلند کی۔ سو نو ننگم پر تنقید کی پوجا ٹورس اس قدر زیادہ تھی کہ انہیں میڈیا پر بیان دینا پڑا کہ میں نے تمام مذاہب سے متعلق یہ بات کہی ہے۔ کئی مسلمانوں نے سو نو ننگم سے معافی مانگنے کا مطالبہ کیا جبکہ کئی نے اسے مزاد دینے کی بات بھی کی۔ بنگلہ دیش کے ایک مولوی نے سو نو ننگم کی مزید تجویز کی کہ اس کے خوب صورت بال کاٹ کر انہیں گھجاکر دیا جائے۔ اس شخص کی یہ بات شاید سو نو ننگم کے دل کو جاگتی اور سو نو ننگم نے خود ہی ایک حجام کے پاس جا کر اپنے بال منڈوا دیے اور گتے ہو گئے۔ کئی مسلمان خواتین و حضرات نے سو نو ننگم کا بائیکاٹ کیا اور اسے معافی مانگنے کا کہا۔ ایک خاتون نے کہا کہ جب ہندو دھرم والے بزرگ ملی کا جشن مناتے ہیں، یا ہولی پر شور شرابا مچاتے ہیں تب ہم تو انہیں کچھ نہیں کہتے تو ہماری اذان سے انہیں کیوں تکلیف ہو رہی ہے۔ ایک صاحب نے خوب ٹویٹ کیا کہ جس علاقے میں سو نو ننگم رہتے ہیں وہاں تو اذان کی آواز جاتی بھی نہیں۔ پوجا بھٹ نے کہا کہ مجھے اذان کی آواز اچھی لگتی ہے اور صبح اسی سے میری آنکھ کھلتی ہے۔ جبکہ پریانکا چوپڑا نے کہا کہ اذان سننے سے مجھے بہت سکون ملتا ہے جب بھی اذان ہوتی ہے تو میں پرسکون ہو جاتی ہوں اور توجہ سے اذان سنتی ہوں۔ سو نو ننگم کی اس ٹویٹ پر سب سے اچھا جملہ دہلی کے اس رکنے والا نے اپنے رکنے کی پچھلی جانب لکھا کہ ”ہارن مت بجائیں سو نو ننگم سو رہے ہیں“۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ برہمن کے لوگوں نے سو نو ننگم کی اس ٹویٹ کو تنقید کا نشانہ بنایا ہے جس کا مطلب ہے کہ کسی کو بھی دوسرے کے مذہب سے متعلق غلط بات نہیں کرنی چاہیے۔



بالی وڈ سپرستارز کی نئی نسل انڈسٹری میں تہلکہ مچانے کو تیار

سپرستارز کے لٹل سٹارز۔۔۔ دیکھنے کو تیار

کیا ماڈرن نسل فلمی صنعت میں بھارتی روایات کو برقرار رکھ پائے گی؟

عالیہ بخت، شردھا کپور، سونم کپور، سونا کشی سنہا اور ٹائیگر شروف تو اب پرانے ہو گئے کیونکہ آدھ سال بالی وڈ میں ان سے بھی جونیئر چہرے سامنے آ رہے ہیں۔ بالی وڈ کے قریباً تمام سپرستارز نے اپنے بچوں کو انڈسٹری میں لانے کے لیے منصوبہ بندی کر لی ہے۔ ان میں سے اکثر تو اپنے بیٹے بیٹیوں کو مختلف پارٹیوں اور فنکشنز پر اپنے ساتھ ساتھ لیے گھومتے ہیں جبکہ چند ایک نے باقاعدہ فلموں کے اچھے سکرپٹ ڈھونڈنے کے لیے دوڑ دھوپ شروع کر دی ہے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ کس ہیرو کا شیڈوہ یا شیڈوہی سب سے پہلے انٹری دیتے ہیں اور شائقین ان کے ساتھ کیسا رد عمل ظاہر کرتے ہیں۔ آئیے آپ کو ان چند ستاروں سے متعلق بتاتے ہیں جنہوں نے ابھی فلمی ستارہ بننے کے لیے پرتول لیے ہیں۔



کرشنا شروف

بالی وڈ کے جنگی دادا نے اپنے بیٹے ٹائیگر کو تو خوب بریک تھرو کرایا اور اس کی فلمیں کافی ہٹ ہوئیں۔ اور اب ٹائیگر کی چھوٹی بہن کرشنا بھی میڈیا کی نظروں میں رہتی ہے۔ کرشنا ایک الٹرا ماڈرن لڑکی ہے اس کی تصویر جیسے ہی سوشل میڈیا پر اپ لوڈ ہوتی ہے تو اسے وائرل ہونے میں دیر نہیں لگتی۔ پچھلے دنوں کرشنا کی اپنے برازیلی بوائے فرینڈ سپنر جاسن کے ساتھ تصویر کافی وائرل رہی۔ آج کل کرشنا انڈیا میں ٹرانس جینڈر کے مسائل پر ایک ڈاکیومنٹری پر کام کر رہی ہیں تاہم یہ بھی کہا جا رہا ہے کہ بہت جلد کرشنا کی فلم ریلیز ہو گی۔ ٹائیگر شروف کی فلموں کی لائسنس پارٹنر میں کرشنا نے خوب انجوائے کیا اور پرموشن کے لیے خوب محنت کی تاہم اس کی اپنی فلم کب تک تیار ہوتی ہے اور وہ کس قسم کی فلم میں سامنے آئے گی اس متعلق کچھ نہیں کہا جاسکتا۔ کرشنا کی عمر اس وقت 20 سال کے لگ بھگ ہے سننے میں آ رہا ہے کہ کرشنا کو فلم اور ڈاکیومنٹریز کو ڈائریکٹ کرنا ایکٹنگ کی نسبت زیادہ پسند ہے مگر زیادہ تر لوگوں کی رائے یہی ہے کہ وہ جلد ہی کسی فلم کے ذریعے بڑی سکرین پر نظر آئے گی۔

کرن جوہر نے ہی اپنی خدمات پیش کی ہیں۔ کرن جوہر کو بالی وڈ کے ”نیوکمز“ کی لائسنس کے لیے پیشکش کیا جاتا ہے۔ سارہ کی پہلی فلم ”اسٹوڈنٹ آف دی ایئر“ بتائی جا رہی ہے جس کی شوٹنگ بہت جلد شروع ہو گی۔ یہ بھی خدشات ظاہر کیے جا رہے ہیں کہ ہوسکتا ہے کرن جوہر سارہ علی خان اور جہانوی کپور کو اس ایک فلم میں اکٹھے ہی کاسٹ کر لیں۔ سارہ ستمبر 1993 کو پیدا ہوئی اور اس وقت اس کی عمر 23 سال ہے۔ سارہ کا پہلا انٹرویو ہرپہریا کے ساتھ منظر عام پر آیا جبکہ کچھ دنوں شاید کپور کے بھائی ایشان خطار کے ساتھ بھی سارہ کے گھومنے پھرنے کی باتیں خبروں کی زینت بنی رہیں۔ کچھ عرصہ قبل سارہ نے رنویر سنگھ کے ساتھ اپنی ایک فوٹو سوشل میڈیا پر اپ لوڈ کی جو دیکھتے ہی دیکھتے جنگل کی آگ کی طرح سوشل میڈیا پر وائرل ہو گئی۔ شائقین اس بات پر بھی توجہ دے رہے ہیں کہ شاید سارہ کی فلم میں اس کے مقابل رنویر سنگھ کو کاسٹ کیا جائے تاہم اس سے متعلق کوئی خبر نہیں آئی۔



ایک اچھا بچہ ہے۔ آریان اپنے باپ کی طرح رومانٹک ہے اور لڑکیوں کے لیے چاکلیٹ سے۔ اس لیے جہاں بھی کہیں کسی پارٹی میں شرکت کے لیے جاتا ہے تو اسے لڑکیاں گھیر لیتی ہیں۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ آریان کی فلم کب آتی ہے اور وہ اپنے باپ کی طرح لوگوں کی امیدوں پر کیسے پورا اترتا ہے۔



سارہ علی خان

بالی وڈ کے خازن نے بھی فلم انڈسٹری پر بھرپور راج کیا۔ سوائے سلمان خان کے باقی خازن سے متعلق یہ توقع کی جاسکتی ہے کہ ان کے بچے فلمی دنیا میں قدم رکھیں گے۔ سلمان خان نے تو سرے سے اس قسم کا جنٹیل ہی

آریان خان

بالی وڈ کنگ شاہ رخ خان کا بیٹا آریان خان بھی اپنی گریجویٹیشن مکمل کر چکا ہے۔ آریان 1997 کو پیدا ہوا اور اس وقت 19 سال کا ہو چکا ہے۔ آریان نے فلم میکنگ کی ڈگری لاس اینجلس سے حاصل کی۔ آریان سے متعلق خبریں گردش کر رہی ہیں کہ وہ بہت جلد بالی وڈ فلم انڈسٹری میں انٹری دے گا۔ تاہم اس سے قبل آریان اپنے والد کی فلم ”کبھی خوشی کبھی غم“ میں چائلڈ سٹار کے طور پر کام کر چکا ہے اس کے علاوہ حال ہی میں آریان کو بچوں کے کارٹون کے لیے واکس دینے پر بیسٹ میل وائس ایوارڈ بھی ملا ہے۔ کرن جوہر کا کہنا ہے کہ وہ آریان کے لیے انتظار کر رہے ہیں کہ وہ اپنی پہلی فلم کے لیے کب راضی ہوتا ہیں اور کرن نے دعوے سے کہا کہ جب بھی آریان کی فلم آئے گی تو اس میں ڈائریکٹر کے طور پر میں ہی کام کروں گا۔ ڈائریکٹر نہ ہو سکا تو اسٹنٹ یا پھر آریان کے مددگار کے طور پر اس کی راہنمائی کروں گا۔ میں کسی نا کسی حوالے سے اس کی فلم میں حصہ ضرور ڈالوں گا کیونکہ آریان



جنید خان

راج کمار بھرائی کی فلم ”پنی کے“ میں بطور اسٹنٹ ڈائریکٹر کام کرنے والے جنید خان بالی وڈ فلم انڈسٹری کے مسٹر پرفیکٹ عامر خان کے بیٹے ہیں۔ جنید خان کی عمر اس وقت 23 سال کے لگ بھگ ہے اور وہ بالی وڈ میں انٹری دینے کے لیے پرتول رہے ہیں۔ جنید عامر خان کی پہلی بیوی رینا دتا کے بیٹے ہیں۔ جنید خان کی اپنی گرل فرینڈ سونم ورماس کے ساتھ تصاویر بھی سوشل میڈیا پر گھوم رہی ہیں جن کے ساتھ وہ پچھلے ایک سال سے پارٹیاں انجوائے کر رہے ہیں۔ عامر خان اپنے بیٹے کو لالچ کرنے کے حوالے سے بے چین ہیں تاہم وہ ابھی جنید کی تعلیم مکمل ہونے کا انتظار کر رہے ہیں۔



کرن دیول

بالی وڈ میں ایکشن اور فائٹ کے حوالے سے سنی دیول کے دو ڈائریکٹرز نے خوب شہرت پائی ”یہ ہاتھ نہیں ہتھوڑا ہے“ اور ”یہ ڈھائی ٹوکا کا ہاتھ ہے“۔ سنی دیول نے بالی وڈ میں ٹھیک ٹھاک شہرت پائی اور اس سے قبل ان کے والد دھرمندر نے بھی خوب راج کیا۔ اب اس خاندان کی تیسری نسل بھی بالی وڈ میں انٹری کے لیے تیار ہو چکی ہے۔ سنی دیول کا بڑا بیٹا کرن دیول 1997 میں پیدا ہوا اور 25 سال عمر ہو چکی اپنی پہلی فلم ”پہل پل دل کے پاس“ کے لیے خوب محنت کر رہا ہے۔ سنی دیول بذات خود اپنے بیٹے کے فلمی مستقبل کے لیے کافی پریشان ہیں اور فلم کو ہٹ کرنے کے لیے دن رات ایک کیے ہوئے ہیں۔ اپنی فلم سے قبل کرن نے اپنے والد کی فلم ”گھاس ٹو“ میں بھی ڈائریکٹر کے طور پر کام کیا تھا تاہم اسے فلم کے عملی کام سے متعلق کچھ سیکھنے کو مل سکے۔ ”گھاس ٹو“ کی مکمل شوٹنگ کے بعد ہی کرن نے اپنی فلم کو لالچ کرنے کے حوالے سے حامی بھری۔ کرن کی یہ فلم مکمل طور پر سنی دیول ہی تیار کر رہے ہیں اس کے سکرپٹ پر کام کرنے کے بعد اس کو ڈائریکٹ کرنے کے فرائض بھی سنی دیول کے ہی ہیں۔ یہ ایک لوسٹوری فلم ہے جس میں کسی حد تک ایکشن سین بھی فلمائے گئے ہیں۔



جیسے مجھے ہوئے ڈائریکٹر اس کے لیے اپنی ہائیں کھولے ہوئے ہیں۔ اس وقت آہان نے ساجد ناندیوالہ کی ایک فلم سائن کر لی ہے جس کی شوٹنگ پر جلد ہی کام شروع ہو جائے گا۔ سلمان خان کی خواہش تھی آتیہ کی طرح آہان کو بھی وہ فلم انڈسٹری میں متعارف کراتے تاہم آہان نے ساجد کی فلم سائن کی تو سلمان خان نے اس کے لیے ٹیک تھناؤں کا اظہار کیا اور انڈین فلم انڈسٹری میں خوش آمدید کہا۔ ایکٹنگ کے علاوہ آہان کو گانے اور گٹار بجانے کا بھی شوق ہے اس وقت وہ ممبئی کے ایک مشہور بینڈ کے ساتھ کام کر رہا ہے۔ آہان نے یو ایس اے کی یونیورسٹی سے ایکٹنگ اور فلم میکنگ کی ڈگری مکمل کی۔ ناقدین کا کہنا ہے کہ آہان کی شخصیت شاندار ہے اور اس کی آنے والی فلم ہٹ ثابت ہوگی۔



آہان شیٹی

20 سالہ آہان شیٹی انڈین فلم انڈسٹری میں قدم رکھنے کے لیے تیار ہے۔ آہان بالی وڈ ہیرو سٹیل شیٹی کا بیٹا ہے۔ آہان سے قبل اس کی بہن آتیہ شیٹی بھی سلمان خان کی فلم "ہیرو" سے بالی وڈ میں قدم رکھ چکی ہے۔ آہان کی خوش قسمتی دیکھیے کہ اسے تین تین لوگ فلم میں لینے کے لیے تیار ہیں۔ سلمان خان، ساجد ناندیوالہ اور کرن جوہر



نیا نویلی نندا

بالی وڈ نندا 6 دسمبر 1997 کو پیدا ہوئی۔ نیا نویلی بالی وڈ کے بک بنی ایتا بھ چچن کی نوای ہیں اور شوٹیا چچن نندا کی بیٹی ہیں۔ نویلی لندن سکول سے گریجوایشن کر رہی ہیں اور ناہ رخ خان کے بیٹے آریان خان کی کلاس فیلو ہیں۔ سوشل میڈیا پر نویلی کے فیوژر ایک بہت بڑی تعداد ہے جہاں ان کی کئی تصاویر وائرل ہو چکی ہیں۔ گزشتہ دنوں ایک لڑکے کے ساتھ بھی نویلی کی تصاویر کافی وائرل ہی ہیں۔ نویلی گٹار بہت اچھا بجاتی ہیں جو کہ ایتا بھ کو بہت پسند ہے اور اس نے اپنی نوای کی پیانو بجاتے ہوئے تصاویر بھی سوشل میڈیا پر اپ لوڈ کی ہیں۔ نویلی کی والدہ سے جب پوچھا گیا کہ کیا اس کی بیٹی مستقبل میں فلم کیسٹریس بنے گی تو اس نے کہا کہ میں ایسا ہرگز نہیں چاہوں گی۔ فلم میں کامیاب ہونے کے لیے آپ کو بہت محنت کرنا پڑتی ہے اگر کسی بھی خامی کی وجہ سے نویلی انڈسٹری میں کامیاب نہیں ہو پاتی تو بھ سے برداشت نہیں ہوگا۔ فلم انڈسٹری میں بہت سارے مسائل ہوتے ہیں اس لیے اس اپنی بیٹی کو اس میدان میں خود کو زمانے کے لیے کبھی نہیں کہوں گی۔ جبکہ شوٹیا کے برعکس بہت سارے لوگوں کا یہ ماننا ہے کہ نویلی دو ہی خاندانوں سے تعلق رکھتی ہے تو یہ ایسے ممکن ہے کہ وہ فلم انڈسٹری سے وابستہ نہ ہوں۔ ایتا بھ چچن کا فلمی خاندان نانا اور راج کپور کا خاندان بلی کا دادا ہے تو دونوں طرف سے ایکٹنگ کے جیونو ملی کو پیدا آئی طور پر ملے ہیں۔ اس لیے یہ امید کی جاسکتی ہے کہ آمدہ چند برسوں میں نویلی کی سکرین پر نظر آئے گی۔



یش وردھن آہوجا

بالی وڈ میں تھمے بکھیرنے والے گووندرا کا بیٹا ییش وردھن آہوجا بھی دیگر سپر سٹارز کے بچوں کی طرح بالی وڈ میں انٹری دینے کے لیے تیار ہے۔ 20 سالہ ییش نے فلم سے متعلق اپنی تعلیم لندن میں مکمل کی اور حال ہی میں ممبئی واپس آیا ہے۔ ییش اس وقت ساجد ناندیوالہ کے پروڈکشن ہاؤس میں عملی تربیت اور فلموں سے متعلق ٹیکنیکل کام سیکھنے کی کوشش کر رہا ہے۔ ییش کا کہنا ہے کہ مجھے ابھی بھی فلموں میں آفرز ہو رہی ہیں لیکن میں چاہتا ہوں کہ جب میں کمرے کے سامنے آؤں تو ہر حوالے سے پرفیکٹ ہوں۔ میرے والد نے انڈسٹری میں خاصی محنت کی اور خوب نام کمایا اب لوگ بھی مجھ سے ویسی ہی توقع کرتے ہیں

اپنے باپ کے جیسی زبردست اداکاری کروں اور ویسی ہی نام پاؤں۔ اس لیے میں لوگوں اور اپنے والدین کو مایوس نہیں کرنا چاہتا بلکہ بھرپور تیاری کے ساتھ میدان میں آنا چاہتا ہوں۔ کہا یہ جارہا ہے کہ ییش جلد ہی ایک فلم کی شوٹنگ شروع کرنے والے ہیں جو کہ ایک کامیڈی فلم ہو گی۔ ییش کا کہنا ہے کہ وہ اپنے والد کی طرح مزاحیہ ہندی فلموں میں بھی کام کرنے کے خواہشمند ہیں لیکن ان کے علاوہ بھی مختلف کریکٹرز ضرور کریں گے۔



آراو کمار

بالی وڈ کے کھلاڑی اور ایکشن ہیرو اکشے کمار کا بیٹا آراو 15 ستمبر 2002 کو پیدا ہوا۔ آراو بہت گڈ لکنگ اور ہینڈم لڑکا ہے۔ اگرچہ اس وقت اس کی عمر کسی ہیرو کی نہیں کہ فلم میں کام کرے تاہم وہ کرائے میں بلیک باٹ لے چکا ہے۔ چار سال کی عمر میں آراو نے کرائے کی ٹریننگ لینا شروع کی تھی۔ ایکٹنگ چونکہ اس کی وراثت میں ہے تاہم آراو سپورٹس میں خوب دلچسپی لیتا ہے۔ جوڈو کی میٹل چیمپئن شپ میں آراو نے گولڈ میڈل بھی جیتا ہے۔ چند دن پہلے سکول کے ایک پروگرام میں بھارتی وزیراعظم نے آراو کی سرگرمیوں کو سراہتے ہوئے اسے اچھا لڑکا کہا اور پیار سے اس کا کان بھی کھینچا۔ یہ تصویر سوشل میڈیا پر وائرل ہو گئی۔ اکشے کمار نے کہا کہ ایک باپ کے لیے اس سے بڑھ کر اعزاز کیا ہو سکتا ہے کہ ملک کا پرائم منسٹر آپ کے بیٹے کی تعریف کرے۔ اکشے کمار نے کہا کہ میں آراو سے بہت پیار کرتا ہوں اور میری خوشی اسی میں ہے کہ وہ اپنے خواب پورے کرے۔ آراو کی جو مرضی ہے وہ کرے میں کبھی بھی اسے فورس نہیں کروں گا کہ یہ کرو وہ کرو۔ آراو اچھا لڑکا ہے اور مجھے اس پر فخر ہے میں ہر موقع پر اس کے ساتھ کھڑا ہوں۔ تاہم انڈسٹری کے لوگ یہ توقع کر رہے ہیں کہ آراو بہت جلد سکرین پر نمودار ہوگا۔

جھانوی کپور

جھانوی کپور 7 مارچ 1997 کو پیدا ہوئی اور اس وقت اس کی عمر 19 سال ہے۔ جھانوی بالی وڈ کی بیوٹی کوئین شری دیوی اور پروڈیوسر بونی کپور کی بیٹی ہے۔ یہ دو بہنیں ہیں جھانوی بڑی جبکہ خوشی ابھی چھوٹی ہے۔ شری دیوی اور بونی کپور آج کل مختلف پارٹیز میں جھانوی کو اپنے ساتھ لے کر جا رہے ہیں تاکہ اس کا چہرہ میڈیا میں آسکے اور فلمسٹاروں اور پروڈیوسروں سے بھی اس کی جان پہچان میں اضافہ ہو۔ میڈیا میں یہ خبریں گردش کر رہی ہیں کہ جھانوی کی پہلی فلم جلد ہی ریلیز ہوگی۔ خبروں میں یہ بھی دعویٰ کیا گیا ہے کہ جھانوی کپور کو کرن جوہر لانچ کرنے جارہے ہیں۔ ناقدین کا کہنا ہے کہ جس طرح عالیہ بھٹ کو کرن جوہر نے متعارف کرایا تھا اور وہ ہٹ ہو گئی اسی طرح جھانوی کی خوش قسمتی کیسے کہ وہ کرن جوہر کی فلم سے بریک ٹھرو کرنے جاری ہے۔ جس طرح سے شری دیوی کا بالی وڈ میں راج رہا اور وہ اپنے دور کی کامیاب ہیروئین میں شمار ہوتی تھیں امید کی جاسکتی ہے کہ جھانوی کا فلمی مستقبل بھی اپنی والدہ کے جیسا ہی ہو گا۔ جھانوی اپنے بوائے فرینڈ کے حوالے سے بھی خبروں میں آنا شروع ہو چکی ہے۔ کچھ دن پہلے جھانوی کی اپنے بوائے فرینڈ کے ساتھ تصاویر سوشل میڈیا پر وائرل کر گئیں جب کہ اس کے چند دن بعد ایک ٹی پارٹی میں دونوں کا ڈانس سوشل میڈیا پر موضوع گفتگو بنا ہوا تھا۔ اب معلوم نہیں کہ جھانوی فلموں میں اپنے مستقبل پر فوکس کرتی ہے یا پھر بوائے فرینڈ کے ساتھ زندگی انجوائے کرتی ہے۔



عبدالستار ہاشمی

ہر وہ عمل جو قانونی، سماجی، معاشرتی، اخلاقی اور مذہبی قوانین و ضوابط سے ہٹ کر ہو، کرپشن کے زمرے میں آتا ہے۔ یوں تو دنیا کرپشن اور بدعنوانیوں سے بھری پڑی ہے لیکن پانامہ لیکس نے کرپشن کے میگا سیکنڈز کی داستانیں سامنے لا کر بڑے بڑے مقبول لیڈرز کے پول کھول کے رکھ دیئے۔ یہ بریکنگ نیوز دنیا بھر میں سنی گئی اور جیسے ہی اس کی تفصیلات منظر عام پر آئیں ایک تہلکہ مچ گیا۔ پاکستان میں لوگ حیران تھے کہ وزیراعظم پاکستان میاں نواز شریف کے بیٹوں بچے اچانک ناک شوز میں کیسے نمودار ہوئے اور اپنی جائیدادوں کے ہونے یا نہ ہونے پر قسمیں کھانے لگے۔ کسی کو سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ ایسا کیوں ہے۔ کہیں مریم نواز وضاحتیں دیتی پائی گئیں تو کہیں حسن و حسین نواز احمدمحمد کہہ کر اپنے اچانکوں کو قانونی ثابت کرتے پائے گئے۔ پھر تین ماہ بعد پانامہ لیکس آئیں تو لوگوں کو سمجھ آئی کہ کرپشن کی یہ زندہ حقیقتیں سامنے آنے سے قبل وزیراعظم کی اولاد معصوم بننے کا ڈرامہ کر کے عوام کو قبل از وقت اعتماد میں لینے کی کوشش کر رہی تھی۔

خدا جانے یہ کیا منطق ہے کہ جو بھی سپر اقتدار پر بیٹھا ہے، وہ اپنے ذاتی خزانے کیوں بھرنے لگتا ہے۔ دولت جمع کرنے کی ہوس میں یہ لوگ اپنے منشور کو بھول جاتے ہیں۔ لوگ تعلیم، صحت اور روزگار کی سہولتیں تلاش کرتے مارے مارے پھرتے نظر آتے ہیں لیکن یہ ”قاندرین“ بیرون ممالک اپنے بینکوں کا پیسہ بھرتے نہیں جھٹتے۔ پانامہ کیس نے تو سب کے پول کھول کے رکھ دیئے۔ آف شور کمپنیوں کی بازگشت نے نکتوں کی بدعنوانی سے جمع کرنے والی دولت کی پولیوں کو کھول کے رکھ دیا ہے اور غضب خدا کا یہ بدعنوان لیڈر اپنی پارسی کا شور مچا کر عوام کی نظروں میں ایک بار پھر وصول جھونکتے نظر آتے ہیں۔ کرپشن صرف ہمارے ہی ملک کا مسئلہ نہیں ہے بلکہ یہ تو کل عالم میں تیزی سے پھیلنے والی بیماری ہے۔ برازیل کی مثال لے لیں۔ آج کرپشن سیکنڈز میں گھرے برازیل کے نئے صدر مائیکل میمر کے لئے قحط حکومت چلانا مشکل ہو گیا، سپریم کورٹ نے ان کی کابینہ کے ایک تہائی ارکان 29 سینیٹروں 42 وفاقی نائبین، 12 گورنروں، دونوں سپیکرز، صدر کے چیف آف سٹاف اور پانچ سابق صدور کے خلاف تحقیقات کی منظوری دے دی۔ فہرست میں ریو شہر کے سابق میئر کا نام بھی شامل ہے جس پر 2016 کے الپیکس کے دوران رشوت وصول کرنے کے الزامات ہیں۔ سیاسی تجزیہ کار پروفیسر کلاؤ کوکوٹو کے مطابق عدالتی انکشافات اس بات کی

حکمرانوں نے دل کھل کر لوٹا اور اپنا پیسہ بھرا۔ آئیے آپ کو دنیا کے ان مقبول رہنماؤں سے ملواتے ہیں جنہیں عوام نے اپنے اعتماد کا ووٹ اس لیے دیا کہ ان کے حقوق کا تحفظ کریں گے، لیکن ان سب کا ایجنڈا تو دولت لوٹنا اور لوٹی دولت کو بیرون ممالک بینکوں کی تجویروں کی زینت بنانا رہا جس میں یہ لوگ سو فیصد کامیاب رہے۔ بھوک، تنگ افلاس، تنگ ناچ ناچے، ان کی بلا سے، انہیں تو دولت کے انبار لگانے سے غرض ہے اور وہ یہ کام اپنی عوام کی قیمت پر کرتے آئے ہیں۔



کو 64 ارب ڈالر مالیت کے فنڈز دیئے۔ فوجی امدادی پروگرام کے تحت 4 ہزار فوجی افسروں کی ٹریننگ کی گئی اور سویکارنو کی حکومت کا تختہ الٹنے اور کیونسٹ پارٹی کا صفایا کرنے کا منصوبہ بنایا گیا جسے عملی جامہ پہنانے کے لیے جرنل سہارو کا انتخاب کیا گیا۔



مقدمہ درج کیا گیا، لیکن اس کیس کی کبھی سماعت نہ ہوئی۔

انشاؤں کی واپسی

2010 میں انڈونیشیا کی سول گورنمنٹ نے سوہارتو کے خاندان سے 3074 ملین ڈالر واپسی کی کامیاب کوشش کی۔ اس کے علاوہ ابھی 50.4 ملین ڈالر کی ریکوری باقی ہے۔ انڈونیشیا کی سپریم عدالت نے اس صدر کو 15 سال کی سزا سنائی ہے۔

2: مارکوس..... فلپائن کا صدر



مسند اقتدار پر بیٹھ کر حکمران اپنے ذاتی خزانے کیوں بھرنے لگتے ہیں؟

کرپشن کے بادشاہ

ان لوگوں کی کتھاجن کا ایجنڈا دولت لوٹنا اور لوٹی دولت کو بیرون ممالک بینکوں کی تجویروں کی زینت بنانا رہا

1: محمد سہارو

انڈونیشیا کے صدر کرپشن کی رقم: 15 سے 35 ملین ڈالر

اقتدار کی مدت: 31 برس

کرپشن کی میگا داستانوں میں محمد سہارو کا نام سرفہرست ہے۔ یہ انڈونیشیا کے دوسرے صدر ہیں۔ انہوں نے 1967 میں اقتدار

سنبھالا اور 31 برس تک اس کے مزے اڑاتے رہے۔ سہارو کی ”نیوڈر“ پالیسی دراصل ان کے فوجی پس منظر کی وجہ سے مقبول ہوئی۔ ان کے دور میں انڈونیشیا کی جی این پی 7% سالانہ شرح تک پہنچی۔ 800 ڈالر سے بڑھ کر 4114 امریکی ڈالر تک جا پہنچی۔ 1997ء میں انڈونیشیا میں غربت کی شرح 11 فیصد کم ہوئی۔ اس قدر ترقی میں جو بُرا ہوا وہ یہ تھا کہ یہ صدر کرپشن کی لت سے آلودہ

مارکوس کے انتقال کے بعد فلپائن کی حکومت کی کوششوں کے نتیجے میں بلیک منی کا بڑا حصہ واپس لایا گیا

تصدیق کرتے ہیں کہ سرکاری اور نجی شعبوں میں کرپشن کے معاملات کسی ایک پارٹی تک محدود نہیں بلکہ برازیل کے سیاسی نظام کا ایک جزو ہیں۔ فہرست جس کرپشن کی سطح کی نشاندہی کرتی ہے، اس میں پانچ منتخب صدور کے نام شامل ہیں۔ دنیا بھر میں ایسی کئی اور مثالیں اور بھی ہیں جہاں

پائے گئے اور 31 سالہ اقتدار میں 35 ملین ڈالر کی کرپشن کے مرتکب ٹھہرے۔ سہارو کے ہاتھوں انڈونیشیا میں کیونسٹوں کا قتل عام ہوا اور ایسا امریکہ کی آشیر باد سے ہوا۔ محققین کے مطابق 1959 سے 1965 کے دوران امریکہ نے انڈونیشی فوج

کرپشن کی رقم: 5 ملین سے 10 ملین ڈالر تک

اقتدار کی مدت: 21 سال

عجیب حقیقت ہے کہ فلپائن کے صدر مارکوس نے خود ہی دوسری جنگ عظیم میں اپنے کارنامے بیان کئے اور اپنے لیے میڈلز کا اعلان کر دیا اور پھر یہ انعامات وصول بھی کئے۔ مارکوس کو 1965 میں فلپائن کا صدر چنا گیا۔ ستمبر 1972 میں فلپائن کی کانگریس کو معطل کر کے مارشل لا نافذ کر کے دوسری مدت کے لیے خود کو اپنے ملک کا صدر بنا لیا۔ اس طرح مزید دس برس اقتدار کے مزے لوٹے۔ آخر 1986 میں عوامی انقلاب نے اسے سپر اقتدار سے اتارا تو وہ امریکا بھاگ گیا۔ فلپائن کے سابق ڈائریکٹر مارکوس نے اپنی بقیہ زندگی انتہائی کمپری کی حالت میں امریکہ کے جزیرہ ہوائی میں گزاری۔ مارکوس کی موت کے بعد ان کی بڑی بیٹی ایکی نے اپنے شوہر نامی کے ہمراہ امریکا میں جلا وطنی اختیار کر لی جہاں وہ کئی سالوں تک مراکش کے بادشاہ حسن دوم

کی مہمان رہیں۔ کچھ سال بعد یہ فیملی فلپائن منتقل ہو گئی جہاں ایکی نے شوہر سے علیحدگی اختیار کر لی۔ ایکی مارکوس آج کل فلپائن کی سینیٹر ہیں جبکہ ان کا بھائی اپنے آبائی صوبے کا گورنر ہے۔ مارکوس کے 21 برس کے اقتدار میں فلپائن ایشیا کا سب سے زیادہ مقررہ ملک بنا۔ 1986 تک اس کے غیر ملکی

قرضوں کا حجم 360 ملین ڈالر کا تھا۔ ان 21 برسوں میں مارکوس نے 10 ملین ڈالر کی دیہاڑی لگائی۔ مارکوس کی عیاشی کا اندازہ اس بات سے لگا سکتے ہیں کہ ملک چھوڑنے کے بعد اس کے گھر سے اس کی بیگم کے ہزاروں قیمتی جوتے، 888 ہینڈ بیگ، 71 سن گلاسز برآمد ہوئے۔ فلپائن کے ڈائریکٹر مارکوس کے بارے میں یہ مشہور تھا کہ انہوں نے اربوں ڈالر بیرون ملک بالخصوص سویٹزرلینڈ کے بینکوں میں منتقل کئے تاہم مارکوس کے انتقال کے بعد فلپائن کی حکومت نے کالے دھن کی واپسی کیلئے بھرپور کوششیں کیں جس کے نتیجے میں کالے دھن کا بڑا حصہ وطن واپس لایا گیا۔ امریکی حکام نے مارکوس کے انٹریپورٹ پر اتارنے پر 21 ملین کا سونا ضبط کیا جو فلپائن کی حکومت کو واپس کیا گیا۔



انشاؤں کی واپسی

2004ء میں سوئس بینک نے مارکوس کے اکاؤنٹ سے 688 ملین ڈالر فلپائن کی حکومت کو واپس کئے۔ 4.2 ملین ڈالر واپس لانے کی حکومتی کوشش کامیابی کے قریب ہے۔

3: پاپو نیو گنی

یوکران کا وزیراعظم (1996-97) نمین کی گئی رقم: (114 سے 200 ملین ڈالر تک)

اقتدار کی مدت: ایک برس

یوکران کی خفیہ ایجنسی کی تحقیقات کے مطابق یوکران کے پانچویں وزیراعظم پاپو نیو گنی کے اپنے ایک برس کے دور اقتدار میں 200 ملین ڈالر کی کرپشن کی۔ اگر حساب لگایا جائے تو وہ اقتدار کے ان 365 دنوں میں وہ روزانہ نصف ملین ڈالر کی بدعنوانی کے مرتکب پایا گیا۔ یہ رقم یو لینڈ، سویٹزرلینڈ اور ایٹنی گوا کے مختلف بینکوں میں رکھوائی گئی تھیں۔ اس کے علاوہ امریکا میں مہنگی جائیدادیں بھی خریدی گئیں۔

دسمبر 2008ء میں لازارو کوکوسکس حکام نے منی لانڈرنگ

سہارو تو جاتے جاتے اپنا نام سفاک آمر، کرپٹ لیڈر اور انسانیت کے مجرم کے طور پر تاریخ کے کچرے دان میں ڈال گیا

کے جرم میں گرفتار کیا۔ گرفتاری کے وقت وہ فرانس کا بارڈر کراس کر رہے تھے۔ لیکن 3 ملین ڈالر کی رقم کا جرم بھر کر وہ یہاں سے رہا ہو گئے۔ کچھ ماہ یوکران میں قیام کر کے موصوف وزیراعظم امریکا بھاگ گئے۔ تحقیقات پر ان کے خلاف فراڈ، منی لانڈرنگ، غیر قانونی جائیدادیں اور راجاٹے بنانے کے 53 مقدمات درج ہوئے۔ 2009ء میں انہی

دیئے۔ ابھی بھی آئرلینڈ، برطانیہ اور امریکی ہنگاموں میں ان کے نام کی خطرہ نہیں محفوظ ہیں جو ناٹو کے عوام کے کام کی نہیں۔

8۔ موبوٹو

کانگو کے صدر 1965.....1997

کرپشن کی رقم: 4 سے 5 ملین ڈالر

اقتدار کی مدت: 32 برس

مشرقی سکول سے تعلیم پھیلانے والے موبوٹو نے اپنی ساری ٹیک نامی کرپشن کی آگ میں جھونک کر جلا دی۔ 1960 میں کانگو کے بحران میں موبوٹو نے منتخب رہنما کو سنٹرل کیا تو انعام میں انہیں ملک کی مسلح افواج کا کمانڈر انچیف بنا دیا گیا۔ پانچ برس بعد کمانڈر انچیف نے دوبارہ موبوٹو کی اور صدر کو اقتدار سے ہٹا کر خود قابض ہو گئے۔

اقتدار کا نشہ جانے کیسے سب کو مست کر دیتا ہے اور وہ کرپشن کی ایسی دہلی میں چھپتے ہیں کہ ان کا لکھنا ہی محال ہو جاتا ہے۔ یہی حال موبوٹو کا ہوا۔ اس نے 4 سے 5 ملین ڈالر کی کرپشن کی۔ یہ کرپشن کانگو کے صدر کے کسی کام نہ آئی اور وہ کیفر کی بیماری سے موت کا شکار ہوا۔

اناثوں کی واپسی

2009 میں سوئزر لینڈ کے بینک نے منجمد 6.88 ملین ڈالر کی خطیر رقم کانگو سرکار کو واپس کی۔ حیرت انگیز بات یہ ہے کہ یہ رقم جس حکومت نے وصول کی اس میں موبوٹو کا بیٹاؤ پتی وزیر اعظم کے عہدے پر فائز ہے۔

دنیا میں کرپشن کو بیماری سمجھ کر اس کا علاج کیا جاتا ہے تاکہ ناصرف اس بیماری کا علاج ہو سکے بلکہ آئندہ کیلئے اس بیماری سے بچاؤ بھی ممکن ہو سکے۔ کرپشن صرف عام سی بیماری ہی نہیں ہے بلکہ یہ ایک قسم کی چھوٹی بیماری ہے، جو ایک سے دوسرے کو لگتی ہے، دوسرے سے تیسرے کو اور یوں ایک مسلسل عمل کے ذریعے پورے معاشرے میں پھیلتی چلی جاتی ہے اور پھر پورے معاشرے کو نگل لیتی ہے۔ اس موذی بیماری نے ہماری سماجی، سیاسی اور روحانی زندگی کو بھی تباہی کے دہانے پر لا کھڑا کیا ہے اور آج ہماری سوچوں کو اپنے اپنے مفادات کی نیل میں قید کر کے رکھ دیا ہے۔ کرپشن کی لعنت آکاس بتلی کی صورت اگر ایک بار کسی معاشرے پر آن کرے تو ایک شاخ سے اگلی شاخ کو جکڑتی چلی جاتی ہے حتیٰ کہ ایمانداری کا سبز ختم ہو جاتا ہے اور ہر جانب زرد ویریانی چھا جاتی ہے۔ یہاں تک کہ معاشرے کی اخلاقی صحت کے محافظ مذہبی اور تعلیمی ادارے بھی اس کا شکار ہو جاتے ہیں کیونکہ کرپشن محض بد عنوانی، رشوت ستانی، گھپلوں، ہیرا پھیری اور زمین کا نام ہی نہیں ہے بلکہ اپنے عہد اور اعتماد کو توڑنا اور مالی یا مادی معاملات کے ضابطوں کی خلاف ورزی کرنا بھی تو بد عنوانی کی ہی شکلیں ہیں۔ ذاتی یا دنیاوی مطلب نکالنے کے لئے کسی مقدس نام کو استعمال کرنا کیا کرپشن نہیں ہے؟ اپنے عہدے اور ریک کے زور پر قانون اور آئین کے پرچے اڑا کر رکھ دینا کیا کرپشن نہیں ہے؟ جب تک کرپشن کے بادشاہوں کا علاج نہیں کیا جاتا، ایسا ہوتا رہے گا اور یہ علاج صرف عوام کے پاس ہے۔

☆☆☆

ذریعے سے کاروبار کرنے کی اپنی ہی کوشش کی۔ ناکامی پر دہرہ داشت ہو کر 17 دسمبر کو سر بازار خود کو آگ لگا کر دنیا کے دکھوں سے جان چھڑائی۔ اس کے بعد مشتعل لوگ احتجاج کے لئے سڑکوں پر نکلے تو صدر نے پولیس کو سیدھا فائر کرنے کے احکامات جاری کر دیئے۔ تین سائرس تین ہفتوں میں پولیس نے 60 انسان موت کے گھاٹ اتار دیئے۔ اس پر صدر کی انسانیت جاگ اٹھی ان کے ساتھیوں کی حکومت کے لئے عوامی جذبات کے سامنے بند باندھنا ناممکن ہوا تو صدر نے حکومت توڑ دی۔ اس پر عوام مزید بھڑکے تو 14 جنوری کو صدر زین العابدین ملک سے فرار ہو کر سعودی عرب چلے گئے۔



اناثوں کی واپسی

زین العابدین کے بینک اکاؤنٹس سے لبنان سے 28.8 ملین اور سوئس بینکوں سے 40 ملین ڈالر کی واپسی ہوئی۔ ابھی بھی ان کے 28.5 ملین سوئزر لینڈ اور کینیڈا میں 2.6 ملین ڈالر پڑے ہوئے ہیں۔

7۔ ثانی اباچا

نائیجیریا کے صدر (1993-1998)

کرپشن کی رقم: 5 ملین

اقتدار کی مدت: 5 برس

نائیجیریا کے پہلے سپاہی جنہوں نے جنرل کے عہدے تک پہنچنے کے لیے ہر رینک کو حاصل کیا، وہ نائیجیریا کی آزادی سے اب تک ہونے والی 9 ویں فوجی بغاوت کے نتیجے میں نائیجیریا کے صدر بنے۔ اباچا کا یہ اعلان تھا کہ وہ ملک میں حالات بہتر کر کے جمہوریت کو بحال کریں گے، لیکن یہ جنرل اپنے ایجنڈے سے ہٹ کر لوٹ کھسوٹ میں جت گیا۔ اس دوران اس نے انسانی حقوق کی پامالی کی اور اپنے پانچ برس کے اقتدار میں 3 سے 5 ملین کی بد عنوانی کی۔ ورلڈ بینک کی رپورٹ کے مطابق نائیجیریا میں بیرونی ممالک کے سرمایہ کاروں کی رقوم براہ راست بینکوں سے چوری کر لی گئیں اور اباچا نے اپنے اور اپنے خاندان کے افراد کے نام دنیا کے بڑے بینکوں میں جمع کروائیں۔

اناثوں کی واپسی

اگست 2014ء میں امریکی عدالت کے حکم پر اباچا کے 4.80 ملین ڈالر کے اکاؤنٹس کو منجمد کر لیا گیا، جبکہ اس کے ایک برس بعد سوئس بینک نے 380 ملین ڈالر واپس کر

6۔ زین العابدین..... تیونس کا صدر

کرپشن کی رقم: 1.0 ملین سے 2.6 ملین

اقتدار کی مدت: 23 برس

تیونس کے دوسرے صدر زین العابدین بن علی نے نومبر 1987ء میں مسند اقتدار سنبھالا تھا۔ ان کے پیش رو صیب بورگوہیا کو ایک خونی انقلاب میں موت کے گھاٹ اتار دیا گیا تھا۔ 1987ء سے اقتدار سے چھپنے انہیں 23 برس گزر



گئے۔ ان کو جوان صدر کے دور اقتدار میں تیونس کی حیثیت کو چھپے دیکھتے ہوئے گئی ہو۔ ہر طرف غربت، بد امنی اور بے روزگاری کی لہر چلی ہوئی تھی۔

2015ء میں ورلڈ بینک کی ایک رپورٹ میں انکشاف ہوا کہ گزشتہ سات برسوں میں تیونس کے صدر نے 2.6 ملین ڈالر ملک سے باہر بھجوائے ہیں۔ یہ خطیر رقم اس ملک کے پرائیویٹ سیکٹر کے منافع کا 21 فیصد بنتا ہے۔ ان پر تحقیقاتی اداروں نے ان کی 550 جائیدادوں، 48 یوٹس حصص

تیونس کے صدر نے 2.6 ملین ڈالر کی کرپشن کی، یہ خطیر رقم ملک کے

پرائیویٹ سیکٹر کے منافع کا 21 فیصد بنتا ہے

یوکرین کے پانچویں وزیر اعظم پاولو لازارنیکو نے اپنے ایک برس

کے دور اقتدار میں 200 ملین ڈالر کی کرپشن کی

کینیڈا اور 367 بینک اکاؤنٹس کا سراغ لگا کر انہیں منجمد کر دیا۔ ان تمام اثاثوں کی ملکیت 13 ملین امریکی ڈالر بنتی ہے۔ جون 2011ء میں تو نیکیا کی عدالت نے صدر اور ان کی بیوی کو 35 برس کی سزا سنائی۔ یہ سزا اس جوڑے کی غیر موجودگی میں سنائی گئی۔ اس پر انٹرنیشنل وارنٹ گرفتاری جاری کئے گئے۔

تیونس میں ہوا کیا تھا؟ زین العابدین نے امریکہ کی پشت پناہی میں ماحول اس قدر خوفناک بنا دیا تھا کہ لاوا پکڑا رہا اسے کبھی نہ بھلی تو چھٹا تھا۔ بالآخر زین کا بھی یوم حساب آ گیا۔ جس طرح ہر آمر کا آتا ہے۔ اس کے مشیر بھی سب اچھا کی رپورٹیں دیتے رہے۔ ملک میں مہنگائی کا مغربیت عوام کو ڈر رہا تھا۔ سرکاری اداروں میں خواتین کے حجاب پر پابندی بھی نادر شاہی فرمان کے تحت لگائی گئی۔ صدر زین کے زوال کا آغاز دسمبر میں اس وقت شروع ہوا جب دارالحکومت تیونس شہر میں پولیس نے 26 سالہ گریجویٹ محمد باؤزیز کو لاسٹنس کے بغیر فروخت فروخت کرنے سے روک دیا۔ نو جوان نے اپنے خاندان کی کفالت کے لئے جائز

5: البرٹو فیو جی موری پیرو کا صدر

کرپشن کی رقم: 600 ملین ڈالر کی

اقتدار کی مدت: 10 برس

جاپانی امیگرٹ البرٹو فیو جی موری کا یہ بیٹا پیرو کا 45 واں صدر تھا۔ ان صاحب نے اپنے دس سالہ اقتدار میں پیرو پیسے غریب ملک کو 600 ملین ڈالر کا ٹیکہ لگا دیا۔ اپنے اقتدار کے پورے ایک عشرے میں عوامی خزانے پر جو ڈاک مارا، اس پر غریب لوگ اٹھ کھڑے ہوئے۔ وہ



تیسری مدت کے لیے صدر کے عہدے کے لیے انتخاب لڑنے کی تیاری میں تھے کہ عوامی غم و غصے کا سامنا کرنا پڑ گیا۔ کرپشن کا یہ بادشاہ اپریل 2001ء میں جاپان فرار ہو گیا۔ یہاں سے اس نے صدارت کے عہدے سے استعفیٰ پذیر یہ فیکس بھجوانے کی کوشش کی لیکن پیرو کی کانگریس نے اسے نامنظور کر دیا۔ کانگریس صدر کا موخہ اہ کرنا

تیونس کے صدر نے 2.6 ملین ڈالر کی کرپشن کی، یہ خطیر رقم ملک کے

پرائیویٹ سیکٹر کے منافع کا 21 فیصد بنتا ہے

یوکرین کے پانچویں وزیر اعظم پاولو لازارنیکو نے اپنے ایک برس

کے دور اقتدار میں 200 ملین ڈالر کی کرپشن کی

چاہتی تھی۔ ساڑھے چار برس کی خود ساختہ جلاوطنی کے بعد وہ جاپان سے چلی آئے اور گرفتار ہوئے۔ انہیں فوری طور پر پیرو منتقل کر دیا گیا۔ جہاں انہوں نے تقریباً 15 ملین ڈالر کی بد عنوانی کا اعتراف کیا۔ جولائی 2009ء میں پیرو کی اعلیٰ عدالت نے انہیں ساڑھے سات برس کی سزا سنائی۔ اسی دوران ایک اور کیس میں انہیں چھ برس سزا سنائی گئی۔ غالباً یہ پہلی نظیر ہے کہ ایک منتخب صدر کو اس طرح سزا سنائی گئی۔ اس کے باوجود پیرو کے موجودہ انتخابات میں البرٹو کی بیٹی صدارتی انتخاب تھوڑے سے ووٹوں سے ہار گئی۔

اناثوں کی واپسی

ایروٹ کے اثاثوں اور بینکوں میں جمع شدہ رقم سے سوئس بینکوں سے 93 ملین ی مین جزیرے سے 44 ملین، امریکا سے 35.5 ملین واپس لے گئی۔ موصوف صدر کو ابھی بھی پانامہ، میکسیکو اور امریکا میں کئی مقدمات کا سامنا ہے۔

الزامات کی روشنی میں کیلی فورنیا کی ایک عدالت نے انہیں 97 ماہ کی سزا سنائی اور حکم دیا گیا کہ 9 ملین ڈالر بطور جرمانہ فوراً جمع کروائیں۔ لازارنیکو نومبر 2012ء میں امریکا کی فیڈرل جیل سے رہائی ملی۔

اناثوں کی واپسی

سوئس اتھارٹیز نے 2001ء میں ان کے جمع کرائے گئے ڈالرز یوکرین گورنمنٹ کو واپس کئے تاہم ڈالرز کی تعداد بتانے سے گریز کیا گیا۔ ابھی بھی اس وقت ابھی گوا اور باربادوس سے 87.1 ملین، امریکا سے 27.1 ملین، کورن سے 150 ملین Lithuania سے 29 ملین اور سوئس بینکوں سے 5.4 ملین ڈالر کی رقم کی واپسی باقی ہے۔

4: آرٹوڈو وائلیسمین نکاراگوا کا صدر

نہیں کی گئی رقم: (100 ملین ڈالر)



اقتدار کی مدت: ایک برس

2002ء میں نکاراگوا کا صدر ایوان صدر سے پانچ برس صدارت کے مزے لوٹ کر باہر آیا تو 100 ملین ڈالر کی بد عنوانی کے الزام میں دھر لیا گیا۔ ان کے خلاف جرائم کی جو چارج ٹیمٹ عائد کی گئی اس میں مینی لائٹرنگ، فراڈ، بد عنوانی اور قومی اثاثوں کو ذاتی اثاثوں میں تبدیل کرنے کے الزامات درج تھے۔ اس جرم میں صدر صاحب کے 14 قریبی ساتھیوں کو بھی گرفتار کیا گیا جن میں سے کچھ تو قریبی عزیز بنائے جاتے ہیں۔ صدر آرٹوڈو نے ریاستی کریڈٹ کارڈ کو اپنی ذات کے لیے بے دریغ استعمال کیا اور ملٹی میں اپنے بیٹی مون پر 25955 ڈالر خرچ کر ڈالے۔ ہوٹل کے اخراجات میں 68500 ڈالر کی خطیر رقم اڑادی اور اپنی بیوی کے ساتھ بھارت میں سیر کرتے ہوئے کارڈ سے 13755 ڈالر ادا کیے۔ اس طرح موصوف بد عنوانی سے 100 ملین ڈالر کی رقم خرچ کر کے قومی جرم کے مرتکب پائے گئے۔ اس پر انہیں 20 برس کی سزا سنائی گئی۔ تاہم 2009ء میں انکاراگوین سپریم کورٹ نے صدر کو سنائی جانے والی سزا کو کالعدم قرار دے کر رہا کر دیا۔

اناثوں کی واپسی

فلپائن، سنگاپور اور امریکی عہدیداروں کے اثاثوں کی ریاست کو واپسی کے مقدمات ابھی جوں کے توں چل رہے ہیں، لیکن انکاراگوین صدر کے اثاثوں سے 2.7 ملین ڈالر کی رقم خزانے میں واپس جمع کر دی گئی۔ یہ رقم امریکا کے اس بینک نے 2004ء میں واپس کی، جس میں صدر آرٹوڈو کا اکاؤنٹ تھا۔

شفیع منصور

دولت اسلامیہ فی العراق والاشام (ISIS) نامی دہشت گرد تنظیم عرف عام میں داعش کہلاتی ہے۔ یہ تنظیم عراق اور شام میں زیادہ فعال ہے، جس سے وابستہ افراد اپنے زیر کنٹرول علاقوں کو اسلامی ریاست سے تعبیر کرتے ہوئے اسے دولت اسلامیہ قرار دیتے ہیں۔ اس نام نہاد ریاست کا سربراہ شیخ ابوبکر البغدادی خود کو امیر المومنین اور خلیفہ کہلاتا ہے۔ اس تنظیم کا دعویٰ ہے کہ مستقبل قریب میں عراق و شام کے تمام علاقے ان کی خود ساختہ اسلامی ریاست میں ضم ہو جائیں گے۔ تاہم حقیقت اس کے برعکس نظر آتی ہے۔ عراق و شام میں داعش کے پاؤں اکھڑ رہے ہیں۔ سیکورٹی فورسز نے بہت سے علاقے داعش سے خالی کروا لیے ہیں۔ داعش کے جنگ جوں

قدیم آثار تباہ و برباد کر دیے، جن میں دیوار نینوا (Nineveh Wall) کے آثار بھی شامل ہیں۔ یہ دیوار قدیم شہر کی فصیل کے طور پر 2500 قبل مسیح تعمیر کی گئی تھی۔ جنوری 2015 میں داعش نے یہاں قبضہ کرتے ہی دیوار کے زیادہ تر حصے مسمار کر دیے۔ لاکھوں سالوں بعد داعش کے جنگجوؤں نے موصل عجائب گھر کا رخ کیا، جہاں اشوری قوم کی حفاظت کی دیوی 'لاماسو' (Lamassu) کے مجسمے رکھے تھے۔ فروری میں داعش نے ایک ویڈیو جاری کی، جس میں اس کے جنگ جوں ان مجسموں میں ڈرل سے سوراخ کرتے اور بھاری ہتھیاروں

پالمیرا کی تباہی سے قبل لیا گیا فوٹو، جسے کچھ عالمی ورثے کو بچانے والے نقصان کا اندازہ پتا سانی لگا یا جاسکتا ہے

داعش نے قدیم شہر ہاترا کے آثار کو اسلامی اقدار کے خلاف قرار دے کر اینٹ سے اینٹ بجا دی

نے عراق اور شام پر قبضے کے دوران نہ صرف بے گناہ انسانوں کے خون سے اپنے ہاتھ رنگے، بل کہ قدیم آثار یاتی مقامات کو شدید نقصان پہنچا کر انسانی تہذیب کی نشانیوں کو تباہ و برباد کر ڈالا۔ آجے داعش کے اس وحشیانہ اور جاہلانہ اقدام پر ایک نظر ڈالتے ہیں۔

پالمیرا کی تباہی کو اقوام متحدہ نے جنگی جرم قرار دیا

رواں برس 2 مارچ کو شامی فوجی دستے داعش کے زیر قبضہ پالمیر (Palmyra) میں داخل ہوئے، لیکن اس وقت تک عالمی ورثہ تباہ و برباد ہو چکا تھا۔ شام کے صوبے حمص میں واقع پالمیرا کے قدیم آثار کا شمار نینوا (Neolithic Period) میں ہوتا ہے۔ یہ دور زمانہ ہے، جب انسان پتھر کے دور سے نکل کر اولین ٹیکنالوجی کے استعمال کا طریقہ سیکھنے لگا تھا۔ اس دور کی ابتداء 10,200 سال قبل مسیح سے ہوئی۔ پالمیرا کے آثار اس بات کا ثبوت ہیں، جب انسان پہلے پہل اس خطے میں آباد ہونا شروع ہوا تھا۔ اس سلسلے میں پہلا قدیم تاریخی ریکارڈ 4000 سال قبل مسیح تحریر میں لایا گیا تھا۔ پالمیرا میں جن چند عمارتوں کے آثار محفوظ تھے، ان میں تیل کا معبد (Temple of Bel)، عظیم ستون (Great Colonnade)، فتح کی کمان (Arch of Triumph) اور بالاشامن معبد (Baalshamin) قابل ذکر ہیں۔ داعش نے ان تمام تہذیبی ورثے اور پالمیرا شہر کی دیواروں کے آثار کو مسمار کر ڈالا۔ اقوام متحدہ کے ادارے یونیسکو نے عالمی ورثے کی تباہی کو جنگی جرم قرار دیا ہے۔

داعش نے یہاں تک بس نہیں کیا، بل کہ پالمیرا عجائب گھر میں رکھی تمام مورتیاں ہتھیاروں سے ٹکڑے ٹکڑے کر دیں۔

دیوار نینوا، شہر نمرود اور دیوی لاموسو کی تباہی

عراق کا علاقہ بابل و نینوا قدیم تہذیب کا گہوارا رہا ہے، یہاں 8000 سال پرانی تہذیب کے آثار موجود ہیں۔ داعش نے شہر پر قبضہ کرنے کے بعد

داعش نے قدیم قلعہ تل عفری دیواریں توڑ کر سرنگیں کھودیں

بلند و زبر چلا کر قدیم تہذیبی ورثہ ملیا میٹ کر دیا۔ جن آثار یاتی مقامات کو داعش نے تباہ و برباد کیا، ان میں شہر نمرود کا وہ شاہی منارہ بھی شامل ہے، جس کا شمار بیسویں صدی کی اہم آثار یاتی دریافتوں میں ہوتا تھا۔

☆ مسجد یونس علیہ

برباد کر دیے، خاص طور پر موصل کے مرکزی کتب خانے کو جلا کر رکھ ڈالا۔ اس کتب خانے میں سات ہزار سال پرانے خطوط محفوظ کیے گئے تھے، جو داعش کی

یالمیرا کی تباہی سے قبل لیا گیا فوٹو، جسے کچھ عالمی ورثے کو بچانے والے نقصان کا اندازہ پتا سانی لگا یا جاسکتا ہے

موصل کے کتب خانے کی تباہی میں 8000 نایاب کتابیں اور قدیم قلمی نسخے بھی ضائع ہوئے

جہالت کی پیچیدہ چڑھ گئے۔ کتب خانے کی تباہی کے وقت چند بزرگوں نے ہمت کر کے داعش کو اس قلعہ فعل سے باز رکھنے کی کوشش کی، جس کے جواب میں ایک جنگ جوں چھپنے لگا کہ یہ کتابیں اسلام کے خلاف اور کفر پھیلائے کے لیے لکھی گئی ہیں، انھیں پڑھ کر مسلمان خدا کے نافرمان بن رہے ہیں، اس لیے انھیں غلا دینا ہی بہتر ہے۔ ان کتب خانوں کی تباہی میں 8000 ایسی نایاب کتابیں اور قلمی نسخے بھی ضائع ہوئے، جن کی نقول تیار نہیں کی گئی تھیں۔

قلعہ باش تاپیا کی تباہی کا انوکھا جواز

قلعہ باش تاپیا (Bash Tapia) ان سات قلعوں میں سے ایک ہے، جنہیں بارہویں صدی عیسوی میں موصل میں تعمیر کیا گیا تھا۔ اپریل 2015 کو موصل داعش کے قبضہ میں چلا گیا۔ اس قلعہ میں مورتیاں یا ایسی کوئی نشانی نہ تھی، جسے 'الجادو' یا کفر کا نام دے کر تباہ کر دیا جاتا۔ اس کے باوجود تہذیب کے دشمنوں نے قدیم قلعہ کے بہت سے حصے دھماکے سے اڑا دیے۔ قلعہ کی تباہی کے لیے یہ بہانہ گھڑا گیا کہ اس کی طرز تعمیر اسلامی اصولوں سے مطابقت نہیں رکھتی تھی۔ واضح رہے کہ 2003 میں امریکی افواج کی آمد سے پہلے

اسلام بھی نہ بچ سکا

یونس علیہ السلام کا ذکر بائبل میں Jonah کے نام سے ہے، جنہیں مچھلی نے نگل لیا تھا اور وہ چالیس روز تک مچھلی کے پیٹ میں رہے تھے۔ یہ مسجد موصل میں واقع ہے۔ داعش نے موصل پر قبضہ کرنے کے بعد 24 جولائی 2014 کو مسجد یونس پر قبضہ کر کے دھماکے سے شہید کر دی کہ یہ مسجد نماز کے لیے نہیں بل کہ ارتداد پھیلانے کے لیے استعمال ہو رہی ہے۔ اس مسجد کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ یہاں یونس علیہ السلام کا مقبرہ بھی ہے۔ مسجد یونس 1226 عیسوی میں تعمیر ہوئی تھی۔ اس جگہ پہلے نینوا کے کھنڈرات تھے، جس پر چرچ تعمیر ہوا، بعد ازاں یہاں مسجد بنائی گئی۔ کہا جاتا ہے کہ مسجد میں بہت سی قدیم اشیاء رکھی ہوئی تھیں، جن میں اس مچھلی کا دانت بھی تھا، جس نے یونس علیہ السلام کو نگلا تھا۔ یہ جگہ مسلمان، عیسائی اور یہودیوں کے نزدیک معتبر تصور کی جاتی ہے۔

موصل کا مرکزی کتب خانہ رکھ ڈالا ڈھیر بن گیا

موصل کے آثار قدیمہ کی بربادی کے علاوہ داعش نے کتب خانوں کو بھی نہیں بخشا۔ داعش کے جنگ جوں کتب خانوں کی تمام قیمتی اور قدیم کتابیں ٹکڑوں میں بھر کر اپنے ساتھ لے گئے۔ داعش نے موصل کے تمام کتب خانے

قلعہ باش تاپیا کو نقصان اس لیے تباہ کر دیا گیا کہ اس کی تعمیر اسلامی اصولوں سے مطابقت نہیں رکھتی تھی

موصل اپنے ان ہی قدیم قلعوں کی وجہ سے دنیا بھر کے سیاحوں کے لیے کشش رکھتا تھا۔

قلعہ تل عفری دیواریں توڑ کر سرنگیں کھودیں

عراق کے صوبے نینوا کے صوبائی دارالحکومت موصل سے 50 کلومیٹر دور تل عفر (Tal Afar) نامی شہر آباد ہے، جہاں اسی نام سے سلطنت عثمانیہ کے دور کا تعمیر کردہ قلعہ موجود ہے۔

امریکی افواج نے 2005 میں لڑی جانے والی جنگ تل عفر میں اسی قلعہ کو اپنا مرکزی ٹھکانہ بنالیا تھا۔ پہاڑی چوٹی پر بنے اس قلعہ سے تاحہ نگاہ دیکھا جاسکتا ہے، اس لیے عثمانی افواج اس قلعہ سے اطراف پر نظر رکھا کرتی تھیں۔

2014 میں یہاں داعش قابض ہوئی۔ قلعہ میں عراقی خواتین قید رکھی جاتیں، جن کا نکاح زبردستی داعش کے جنگ جوں سے پڑھایا جاتا۔ جو عورت نکاح سے انکار کرتی، وہ قتل کر دی جاتی یا لوٹری بنا کر فروخت کر دی جاتی۔ داعش نے قلعہ میں قریباً 150 ایسی خواتین کو قتل کیا، جنہوں نے نکاح سے انکار کیا تھا۔ 31 دسمبر 2014 کو داعش نے قلعہ کی شمالی اور مغربی دیواروں کے بہت سے حصے دھماکے سے اڑا دیے اور قلعہ کے اندر سرنگیں کھود ڈالیں۔ قلعہ میں موجود نادر اشیاء ڈی گئیں، جو غیر اسلامی اشیاء تھیں، انھیں تباہ و برباد کر دیا گیا۔

قدیم شہر ہاترا کے آثار پر دھاوا

شہر ہاترا (Hatra) کی تعمیر دوسری یا تیسری صدی قبل مسیح یونانی خاندان سلوکس (Seleucid) نے کی تھی، جن کے اقتدار کا زمانہ 312 سے 63 قبل مسیح ہے۔ اس شہر کو اقوام متحدہ کے ادارے یونیسکو نے عالمی ورثہ قرار دیا ہے۔ 1400 سال کے دوران مختلف مسلمان بادشاہوں نے شہر کے کھنڈرات کا تحفظ کیا۔ لیکن داعش نے فتویٰ صادر کیا کہ شہر کے آثار اسلامی اقدار کے خلاف ہیں، چنانچہ تہذیب کے دشمنوں نے شہر کی اینٹ سے اینٹ بجا دی۔ دیکھتے ہی دیکھتے انسان کا عظیم عالمی ورثہ خاک کے ڈھیر میں تبدیل ہو گیا۔ دولت اسلامیہ نے دعویٰ کیا کہ یہاں واقع لاقعدا مقبرے اور مورتیاں 'جھوٹے خداؤں' کی نمائندگی کرتی ہیں، ان سے خدا کی زمین پاک و صاف رکھنا ضروری ہے۔ توڑے جانے والے مجسموں کا صرف اتنا قصور تھا کہ یہ قدیم اقوام کے خداؤں کی نمائندگی کرتے تھے، مثلاً اس میں اپولو (Apollo) اور پوسیدون (Poseidon) کے مجسمے بھی تھے، جو تباہ کر دیے گئے۔ شہر ہاترا کی تباہی کو بھی یونیسکو نے جنگی جرم قرار دیا۔

قدیم مسجد یونس کو داعش نے محض اس لیے شہید کر دیا کہ اس کے بقول اسے ارتداد کے طور پر استعمال کیا جا رہا تھا

itsurdu.blogspot.com

اپنے وزن میں واضح فرق محسوس کرتا ہے۔
۶۔ اس آپریشن کے بعد مریض کو ریکورڈ کرنا چاہیے اور خوراک میں ایسی غذائیں استعمال نہ کرنے کا مشورہ دیا جاتا ہے جن سے دوبارہ وزن بڑھنے کا خطرہ ہو۔ ایسی بے احتیاطی کی صورت میں جسم میں موجود باقی ماندہ چربی پھر سے بڑھنا شروع ہو جاتی ہے۔ بے شک یہ آپریشن ایک مشکل طریقہ کار لگتا ہے لیکن اس سے موٹاپا فوری طور پر کم ہوتے ہوئے ختم ہو جاتا ہے۔ تاہم کامیابی کا انحصار بہترین ڈاکٹر/سرجن کے انتخاب پر ہے۔
لاپٹوسکشن میں بہترین تکنیک ٹی سینٹ لاپٹوسکشن کو سمجھا جاتا ہے۔ اس طریقہ کار میں ہلکا ہوا لیڈو کین کا انجکشن چربی کے اندر لگایا جاتا ہے۔ جس سے اس حصے کے چربی کے سیلز پھول جاتے ہیں۔ یہ ایک دیر پا اثر پیدا کرتے ہیں۔
یہ ایک ایسا طریقہ کار ہے جس میں بغیر بے ہوش کیے متاثرہ حصے کو کٹ کر دیا جاتا ہے۔ یہ کام ایک مرکب کا انجکشن لگانے سے ہوتا ہے اس انجکشن سے متاثرہ حصے میں موجود چربی کے سیلز پھول جاتے ہیں جس کی وجہ سے آپریشن لمبے دوران تک سرانجام دیا جاسکتا ہے۔ اس انجکشن سے خون بہنے کا خطرہ کم ہو جاتا ہے۔



لاپٹوسکشن موٹاپے سے نجات دلا سکتا ہے؟

حاضہ بخوڑی کا نچلا حصہ۔
لاپٹوسکشن کے بعد کب تک حساسیت رہے گی؟
۱۔ یہ اس بات پر منحصر ہے کہ جسم کے کس حصے سے چربی نکالی گئی ہے اور کتنی چربی نکالی گئی ہے۔
۲۔ عمومی طور پر مریض دو دنوں سے دو ہفتوں کے درمیان عرصے تک مکمل طور پر اس قابل ہو جاتے ہیں کہ اپنا روزمرہ کام سرانجام دے سکیں۔ ایک سو فی مریض کو دو ہفتوں تک پہنایا جاتا جو مریض خود بھی اتار اور چہن سکتا ہے۔ کپڑا ایسا ہونا چاہیے جو نرم ہو اور آسانی سے اتارا اور پہنا جاسکے۔ اگر آپریشن کی جگہ پر ٹانگے لگے ہوں تو وہ 5-10 دنوں کے اندر مکمل دیئے جاتے ہیں۔
۳۔ اگر مریض کو درد محسوس ہو تو درد کی دوائی دی جاتی ہے جس سے درد کی شدت کم ہوتے ہوئے دو ہفتوں میں مکمل طور پر ختم ہو جاتی ہے۔
۴۔ اگر نیلا ہٹ بھی موجود ہے تو وہ بھی زیادہ سے زیادہ دو ہفتے تک ختم ہو جاتی ہے۔ سو جن ایک ہفتے میں کم ہو جاتی ہے۔
۵۔ روزمرہ کے کام دو ہفتے میں اپنے روٹین پر آ جاتے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ مریض دو ہفتوں کے اندر اندر

موٹاپا ایک ایسی بیماری ہے جو بہت سی بیماریوں کی وجہ بنتا ہے۔ مثال کے طور پر شوگر، بلڈ پریشر اور جگر کی بیماریاں۔ یہ سب بیماریاں موٹاپے کے ساتھ ساتھ بڑھتی ہیں۔ آج کل کے دور میں موٹاپا کم کرنے کے لیے بہت سے جدید طریقے موجود ہیں۔ جن میں سے ایک لاپٹوسکشن ہے۔
یہ ایک ایسا آپریشن ہے جس میں جسم کے مختلف حصوں سے چربی کو کم کیا جاتا ہے۔ جسم کے جن حصوں سے چربی نکالی جاتی ہے۔ ان میں پیٹ، بازو (Thighs) اور کولہے (Buttocks) شامل ہیں۔ کتنی چربی نکالی جائے، اس کا فیصلہ سرجن اور مریض باہمی مشورے سے کرتے ہیں۔ بہت زیادہ چربی نکالنے کے لیے 5-6 لیٹر نکالنا خطرہ سے پاک ہے لیکن اس کے منفی اثرات بھی پڑ سکتے ہیں۔ جتنی زیادہ چربی نکالی جاتی ہے۔ اتنا ہی سرجری کے دوران خطرہ بڑھ جاتا ہے۔ یہ آپریشن مکمل بے ہوشی کے دوران بھی کیا جاسکتا ہے۔ اس کے علاوہ متاثرہ حصے کو سن کر کے بھی کیا جاسکتا ہے۔ اس آپریشن کے کامیاب ہونے کا انحصار اس بات پر ہوتا ہے کہ مریض کی صحت کیسی ہے؟ اس کی خوراک کیسی ہے؟ ڈاکٹر اس آپریشن کو کس طریقہ کار سے سرانجام دیتا ہے۔ یہ بھی ضروری ہے کہ مریض اس آپریشن سے پہلے کئی ماہ پہلے سگریٹ نوشی چھوڑ دے۔ اس طریقہ کار کے متعلق ہمارے ہاں عوامی شعور نہیں پایا جاتا اس لئے کچھ ایسے سوالات جو شاید آپ کے ذہن میں بھی ہوں ان کے متعلق تفصیل سے آپ کو بتاتی ہوں۔ جیسا کہ لاپٹوسکشن کے لیے جسم کے کون کون سے حصے منتخب ہوتے ہیں؟
پیٹ، چھاتی، کولہے، گھٹنے کی اندرونی جگہ، بازوؤں کا اوپری



ڈاکٹر ذرقا تیمور ماہر جلد ہیں۔ اگر آپ کو کبھی لیڈو سرجری یا جلد کے دیگر مسائل کے متعلق کسی قسم کی رہنمائی درکار ہے تو آج ہی ہمیں پرائی میل کیجئے۔

جمرات افغانی کباب ان سرانجام



اجزاء:
قیمہ 1/2 کلو، اورک لہسن ایک کھانے کا چمچ، نمک ایک چائے کا چمچ، کئی پیاز ایک عدد، کالی مرچ ایک چائے کا چمچ، گرم مصالحہ 1/2 چائے کا چمچ، لٹا زبرد 1/2 چائے کا چمچ، ہرا دھنیا اور ہری مرچ حسب ضرورت، بریلہ سلاخیں ایک عدد، نمک ایک عدد، سوس کے لیے اجزاء: تیل 1/4 کپ، ٹیمنو بیوری 1/2 کپ، پیسی لال مرچ ایک چائے کا چمچ، لٹا ہوا دھنیا ایک چائے کا چمچ، لٹا زبرد ایک چائے کا چمچ، کالی مرچ 1/2 چائے کا چمچ، نمک 1/2 چائے کا چمچ، گرم مصالحہ 1/2 چائے کا چمچ، سبزی اویک ایک کھانے کا چمچ، سرشاخوں دو کھانے کے چمچ، کریم (گارنش کے لیے) دو کھانے کے چمچ
ترکیب:
کباب بنانے کے لیے چوپر میں تمام اجزاء ڈال کر گریڈ کریں اور آدھ پیسٹ بنالیں۔ اب ان کے کباب بنا کر ایک طرف رکھیں۔ سوس بنانے کے لیے تیل گرم کر کے اس میں سوس کے تمام اجزاء کو آدھ کپ پانی کے ساتھ ڈالیں اور پانچ منٹ پکائیں۔ اب اس میں کباب ڈال کر دس منٹ پکائیں۔

اوکھائی پننے بدھ



اجزاء:
کالے پننے 1/2 کلو، سوڈا ایک چائے کا چمچ، تیل 1/2 کپ، سفید زیرہ ایک چائے کا چمچ، کڑی پتے مٹھی بھر، اورک لہسن کا پیسٹ دو کھانے کے چمچ، پیسی لال مرچ تین چائے کے چمچ، املی کا گودا ایک کھانے کا چمچ، سبزی اویک ایک کھانے کا چمچ، نمک ایک چائے کا چمچ، چینی دو کھانے کے چمچ، چاٹ مصالحہ دو کھانے کے چمچ، ابلے اور کٹے آلود عدد، کٹا ہرا دھنیا 1/2 کپ
ترکیب:
کالے پننوں کو سوڈے کے ساتھ رات بھر کے لیے بھگو دیں۔ اگلی صبح انہیں ابال لیں، یہاں تک کہ وہ گل جائیں اور پانی خشک ہو جائے۔ اب تیل گرم کر کے سفید زیرہ، کڑی پتے اور اورک لہسن کا پیسٹ اچھی طرح فرانی کر لیں، پھر پیسی لال مرچ، نمک، سبزی اویک اور پتے شامل کر کے اچھی طرح فرانی کریں۔ اس کے بعد املی کا گودا، چینی، چاٹ مصالحہ اور ابلے آلود ڈال کر اچھی طرح بھجھیں اور نکال لیں۔ آخر میں کٹا ہرا دھنیا کے ساتھ

منگل چکن بھنڈی مصالحہ



اجزاء:
چکن 1/2 کلو، درمیان پیاز سلاخیں ایک عدد، اورک لہسن کا پیسٹ ایک کھانے کا چمچ، بھنڈی 1/2 کلو، تیل 1/4 کپ، کٹا زیرہ ایک چائے کا چمچ، بھنڈی ایک چائے کا چمچ، پیسی لال مرچ ایک کھانے کا چمچ، پسا دھنیا ایک کھانے کا چمچ، نمک حسب ذائقہ، پسا گرم مصالحہ 1/2 چائے کا چمچ، لیمنوں کا رس دو کھانے کے چمچ، دہی 1/2 پاؤ، تیل تلنے کے لیے
ترکیب:
1/2 کلو بھنڈی لیں۔ اب ایک عدد پیاز کو باریک کٹ کر 1/4 کپ تیل میں گولڈن ہونے تک فرانی کریں۔ پھر اس میں ایک کھانے کا چمچ اورک لہسن کا پیسٹ اور 1/2 کلو چکن شامل کر کے اتنا بھجھیں۔ اب آٹے تیز کر کے ایک کھانے کا چمچ پیسی لال مرچ، ایک کھانے کا چمچ پسا دھنیا، ایک چائے کا چمچ بھنڈی اور ایک چائے کا چمچ لٹا زبرد شامل کر کے ایک سے دو منٹ تک فرانی کریں۔ پھر اس میں حسب ذائقہ نمک اور 1/2 پاؤ دہی کو آدھ کپ پانی کے ساتھ پیسٹ کر شامل کر لیں۔ اب چکن کو ڈھک کر پکھنے کے لیے چھوڑ دیں۔ 8 سے 10 منٹ بعد دھن کو بنا کر آٹے تیز کر کے بھنڈی بھی شامل کر کے اچھی طرح بھجھیں، جب گرم ہو گا زردی ہو جائے تو دس منٹ میں نکال کر

پیر آلوی پیاز پٹھا



اجزاء:
ابلے آلود 1/2 کلو، چٹا بریلہ آٹھ عدد، گئی لال مرچ ایک کھانے کا چمچ، بریک کٹی ہری مرچ چار عدد، کدو کش کا چمچ چیز ایک پکٹ، لیمنوں دو عدد، باریک کٹا ہرا دھنیا ایک گھنٹی، نمک حسب ذائقہ، تیل حسب ضرورت، میدہ ایک کھانے کا چمچ، پانی تھوڑا سا
ترکیب:
پیلے تھوڑے سے پانی میں میدہ گھول کر رکھ دیں۔ اب آلودوں کو اچھی طرح دھو کر ابالیں اور چھلکے اتار کر کانٹے کی مدد سے بھرتہ بنالیں، پھر اس میں گئی لال مرچ، گئی کالی مرچ، باریک کٹی ہری مرچ، باریک کٹا ہرا دھنیا، لیمنوں کا رس، کدو کش کا چمچ چیز اور نمک اچھی طرح ملا دیں۔ اب ایک چٹا بریلہ لے کر اس پر تیار آمیزہ پھیلا دیں اور کنارے چھوڑ کر گیلیا میدہ لگا لیں۔ اس کے بعد دوسری چٹا بریلہ رکھ کر دبا کر کنارے بند کر دیں۔ اب اسے گرم تھوڑے سے پراچھی طرح سینک لیں اور ہلکا سا تیل لگا کر گولڈن براؤن سینک لیں۔ چلی ساس کے ساتھ

اتوار وائٹ مکھنی بانڈی



اجزاء:
بون لیس چکن کیوبز آدھ کلو، پیاز دو عدد، پانی دو کپ، ہری مرچ تین عدد، نمک ایک چائے کا چمچ، سفید مرچ آدھ چائے کا چمچ، گئی کالی مرچ ایک چائے کا چمچ، اورک لہسن ایک کھانے کا چمچ، نمک ایک کھانے کا چمچ، لٹا ہوا زبرد ایک کھانے کا چمچ، کریم آدھ کپ، تیل ایک چوتھائی کپ، بھن دو اونس، گرم مصالحہ آدھ چائے کا چمچ، کٹی ہری مرچ چار عدد، پٹے کا جو پندرہ عدد، چار مغز ایک کھانے کا چمچ، دہی ایک کپ
ترکیب:
پیلے پانی میں پیاز کو ہری مرچ، نمک، سفید مرچ کے ساتھ ابال لیں۔ اب ان تمام اجزاء کو لینڈ کریں۔ ایک بانڈی میں تیل گرم کر کے اس میں لینڈ کی ہوئی پیاز کا پیسٹ دس منٹ کے لیے فرانی کریں۔ اب اس میں آدھ کلو چکن کیوبز کو کالی مرچ، اورک لہسن، نمک، زیرہ، گرم مصالحہ اور دہی کے ساتھ ڈال کر ڈھکیں اور اتنا پکائیں کہ چکن گل جائے۔ آخر میں پٹے کا جو، مغز، کریم، بھن اور ہری مرچ

فیشن ڈائری

کھسے

اب روایتی نہیں رہے



ایک زمانہ تھا جب روایتی کھسے گھروں میں عورتیں بنی اور ان پر تلے دیکے سے بھول بولے بھی بناتیں۔ اسی لئے یہ محض دینی علاقوں تک محدود رہے۔ پھر ہندی کے فنکاروں نے رنگ برنگ کھسے پہن لیتیں۔ زمانہ بدلا ہے تو اب کوئی چیز آؤٹ آف فیشن نہیں رہی۔ جہاں چھوٹی لمبی قیصوں کی بحث اختتام پذیر ہوتی ہے کہ ہر کوئی اپنی مرضی سے قیص کی لمبائی پہن رہا ہے، اسی طرح جوتوں کے رجحان بھی بدلے ہیں۔ کھسے، کھڑیاں نہ صرف شلواریں بلکہ جینز، ٹیولپ، پینٹ وغیرہ کے ساتھ بھی پہنے جا رہے ہیں۔ اگر آپ بھی گرمیوں میں کھسے پہننے کا سوچ رہی ہیں تو مارکیٹ جا کر ڈیزائنز کی بہتات دیکھ کر پریشان ہو جائیں گی۔ تو لیجئے اس پریشانی کا حل ہم نکال دیتے ہیں۔ کس لباس کے ساتھ کس قسم کا کھسہ پہنا جائے کچھ نہیں پیش خدمت ہیں!

پرنٹڈ کھسے

پرنٹڈ، ڈیجیٹل پرنٹڈ کھسے مارکیٹ میں عام دستیاب ہیں، یہ بے حد خوبصورت اور سٹائلش لگ دیتے ہیں۔ انہیں میکی یا ہپ سوٹ کے ساتھ پہنا جاسکتا ہے۔ جیومیٹری ڈیزائنز کو ورکنگ ویمن بھی اپنے سادہ کپڑوں کے ساتھ پہن سکتی ہیں۔



گھنگروں سائل

وہ کھسے جن کے اندرونی کناروں پر گھنگروں لگے ہوتے ہیں۔ اگر آپ پائل پہننے کا ارادہ رکھتی ہیں تو گھنگروں سائل والا کھسہ لے لیجئے پائل پہننے کی ضرورت نہیں پڑے گی۔ عموماً گھنگروں کے ساتھ شیشے کا کام یا کڑھائی بھی ہوتی ہوتی ہے۔



ڈوری والے کھسے

اگر آپ کپڑے پہننا پسند کرتی ہیں تو یہ آپ کیلئے ایک بہترین انتخاب ہو سکتا ہے۔ کیونکہ ان کھسوں پر کئی ڈوری آپ ٹخنوں پر جب باندھیں گی تو سب سے الگ نظر آئیں گی۔



شیشے والے کھسے

اگر آپ جینز پہنتی ہیں تو شیشے والے کھسے ایک سٹائلش فیوژن بنا دیں گے۔ لیکن ایسے جوتوں کو صاف کرتے ہوئے احتیاط برتیں کیونکہ شیشے جلد ہی نکل جاتے ہیں۔ انہیں دھونے کی بجائے ڈرائی کلین کروائیں اور عمومی صفائی کے دوران بھی کپڑا سختی سے رگڑنے سے گریز کریں۔ اس کے علاوہ بھاری کام والے کھسوں کو کسی شادی کے موقع کیلئے سنبھال کر رکھیے کیونکہ اگر آپ ہیل پہن کر آرام دہ محسوس نہیں کرتیں تو کھسے ان کا ایک بہترین نعم البدل ہو سکتے ہیں۔



دھاگوں کے پھندوں والے کھسے

پوم پوم یا دھاگوں کا پھندہ کھسوں کی آرائش میں ہمیشہ متاثر رہے ہیں۔ انہیں چھڑی، یا فلورل پرنٹوں کے ساتھ پہنا جاسکتا ہے۔



فوڈ الریجی کی صورت میں متبادل غذا ایس ضروری ہیں

ALLERGY

غذائیات

دودھ، انڈوں کی سفیدی اور کیکٹیم کی گولیاں وغیرہ۔ اب آتے ہیں آپ کے سوالات کی جانب راہدہ فیصل آباد سے لکھتی ہیں میرا وزن 95 کلو گرام ہے۔ میرا قد پانچ فٹ ہے۔ میں غیر شادی شدہ ہوں۔ میری عمر 29 سال ہے۔ میری شادی کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ میرا بڑا بھائی ہے۔ پہلے میں نے بھی اپنے وزن کو سنجیدہ نہیں لیا تھا لیکن اب اپنے ماں باپ کی پریشانی کو دیکھتی ہوں تو شرم آ جاتی ہے۔

اس لئے اب میں نے فیصلہ کر لیا ہے کہ وزن کم کروں گی۔ میں صبح چائے پراٹھا چا رہی ہوں دوپہر میں دو یا ڈیڑھ روٹی سناں ساتھ اور رات کو زیادہ تر چاول ہمارے گھر میں کھتے ہیں تو وہ لپٹی ہوں میرا کام صرف کوٹنگ کا ہے۔ اس کے علاوہ مجھ سے چلنے بھرنے کا کام نہیں ہوتا ہے۔ سانس پھول جاتا ہے برائے مہربانی وزن کم کرنے میں میری رہنمائی کریں۔

جواب۔
راشدہ! آپ ناشتے سے پہلے دو جوئے لہن اور پانی میں سیب کے سرکے کے دو چمچ استعمال کریں۔
8am ناشتہ۔ دو چمچ اسپنول کا چھلکا + آدھی پیالی بالائی اتر دودھ + تین بادام

نوٹیشن: نازماہر غذائیات ہیں وہ ہر ہفتے آپ کو غذا کی افادیت اور وزن کم کرنے کے مشورے دیا کریں گی۔ اگر آپ کو کسی رہنمائی دیکار ہے تو آج ہی ہمیں اپنا وزن غذائی عادات اور مسئلہ لکھ کر بھیجیے



اجزاء:
ایلا پاستا دو کپ، گھبرا چوکور کٹا ایک کپ، بکنی بیاز 1/2 کپ، شملہ مرچ (کیوبز) ایک عدد، کالے زیتون 1/2 کپ، گوڈا چیز 1/2 کپ، پامزان چیز 1/2 کپ، سیلیڈ ڈرینگ انالین 1/2 کپ، اور لیگا 1/2 چائے کا چمچ، نمک 1/2 چائے کا چمچ، کالی مرچ 1/2 چائے کا چمچ، شہد دو کھانے کے چمچ، چلی سوس دو چائے کے چمچ، کسے پھوڑا ایک کپ

انالین ڈرینگ کے لیے: زیتون کا تیل 1/2 کپ، سفید سرکہ 1/4 کپ، اور لیگا ٹولیوز ایک چائے کا چمچ، ڈرائیڈ پارسلے ایک چائے کا چمچ، گٹی لال مرچ 1/2 چائے کا چمچ، نمک 1/2 چائے کا چمچ، لہسن کا پیسٹ ایک چائے کا چمچ، انین پاؤڈر ایک چائے کا چمچ، کاسٹر شوگر ایک چائے کا چمچ، پسلی کالی مرچ 1/2 چائے کا چمچ، پامزان چیز پاؤڈر ایک کھانے کا چمچ

تشریح:
تمام اجزاء کو سلاڈ کے پتوں پر پھیلا کر کس کریں۔ انالین ڈرینگ کے لیے پہلے چار میں تمام اجزاء ڈال کر انہیں اچھی طرح شیک کریں۔ اب اسے فرق میں رکھ دیں اور پاستا سیلیڈ کے اوپر ڈال کر سرور کریں۔

بہمیں بزیوں، پھلوں اور دودھ گوشت سے غذائیت ملتی ہے جو ہمارے جسم میں خون بنانے، نئے سیل بنانے، ہڈیوں کی ترمیم اور سارے جسم کی مشینری کو ٹھیک کام کرنے میں مدد دیتے ہیں۔ یہ معدنیات ہمارے جسم کے بہتر نظام کے لئے اور صحت کے لئے بے حد اہم ہیں۔ اگر ان معدنیات میں سے ہم کسی ایک کی کمی مٹا بھی کرتے ہیں تو ہمارے جسم کی نشوونما رک جاتی ہے۔ بہت سے لوگوں کو بہت طرح کی فوڈ الریجی ہوتی ہیں۔ اگر آپ الریجی فوڈز کو اپنے کھانوں میں سے نکال چکے ہیں تو آپ کو چاہئے کہ ان غذاؤں کے متبادل فوڈز کا استعمال کریں۔ تاکہ آپ کو کسی قسم کی غذائی کمی کا شکار نہ ہونا پڑے اور آپ بہتر صحت کے ساتھ زندگی گزار سکیں۔ فرض کیجئے کسی کو دودھ سے الریجی ہو اور دودھ پینے سے اس کے بارموز عدم توازن کا شکار ہو جاتے ہوں۔ اب اگر اسے ڈاکٹر دودھ پینے سے منع کر دے تو ظاہر ہے بارموز تو شاید توازن میں آجائیں لیکن دودھ نہ پینے سے جسم کیکٹیم کی کمی کا شکار ضرور ہو جائے گا۔ اس کی کو دور کرنے کیلئے ان تمام غذاؤں کا استعمال کرنا ضروری ہو جائے گا جن میں کیکٹیم وافر مقدار میں پایا جاتا ہو۔ جیسا کہ بادام کا

اجزاء: چکن (16 ٹکڑے) ایک سے ڈیڑھ کلو، کٹی پیاز ایک عدد، پسلی اورک ایک کھانے کا چمچ، کٹا لہسن ایک کھانے کا چمچ، سونف ایک کھانے کا چمچ، دھنیا ایک کھانے کا چمچ، نمک ایک چائے کا چمچ، پانی تین کپ، چاول 3/4 کلو

مزید اجزاء: تیل 3/4 کپ، دہی (پانی نکالا) 1/2 کپ، نمک ایک سے ڈیڑھ چائے کا چمچ، اورک لہسن ایک کھانے کا چمچ، پادھنیا ایک سے ڈیڑھ چائے کا چمچ، گرم مصالحہ ایک چائے کا چمچ، کاجل 1/4 چائے کا چمچ، جاوڑی 1/4 چائے کا چمچ، پسلی لال مرچ ایک کھانے کا چمچ، سوکھے آلو بخارے آٹھ سے دس عدد، کٹی پیاز ایک عدد، ہر ادھیا چند پتے، پودینے کے پتے چند عدد، ہری مرچ چند عدد، پیلا رنگ ایک چنگی، کیوڑا چند قطرے، لیموں کا رس دو کھانے کے چمچ

تشریح:
کپڑے کی ایک چھوٹی پٹی بنا کر کٹی پیاز، پسلی اورک، پادھنیا، سونف اور دھنیا ڈال دیں۔ اب چکن کو تین کپ پانی میں تیار مصالحے کی پٹی کے ساتھ تیس منٹ ابال لیں کہ وہ گل جائے۔ اب تیل گرم کر کے اس میں پیاز، اورک لہسن کا پیسٹ، دہی، نمک، پادھنیا، گرم مصالحہ، کاجل، جاوڑی، لال مرچ، لیموں کا رس، چند پتے ہر ادھیا، پودینے کے پتے اور چند ہری مرچ ڈال کر فرنی کریں پھر اس میں ابلے چکن شامل کر کے پکائیں، یہاں تک کہ تیل اوپر آجائے۔ اب اس میں سوکھے آلو بخارے ڈال دیں۔ اس کے بعد چاولوں کو نمک کے ساتھ ابالیں، یہاں تک کہ وہ تقریباً تیار ہو جائیں۔ اب پکی ہوئی چکن کے کچھر کو ایک بڑے چین میں ڈالیں اور کٹا ہر ادھیا پھیلا دیں۔ اب اس کے اوپر ابلے چاول ڈالیں، اوپر چند قطرے کیوڑا اورک ایک چنگی پیلا رنگ کا کچر ڈال دیں۔ اس کے بعد اوپر کٹی پیاز ڈال کر دم پر چھوڑ دیں۔

اجزاء:
ایلا پاستا دو کپ، گھبرا چوکور کٹا ایک کپ، بکنی بیاز 1/2 کپ، شملہ مرچ (کیوبز) ایک عدد، کالے زیتون 1/2 کپ، گوڈا چیز 1/2 کپ، پامزان چیز 1/2 کپ، سیلیڈ ڈرینگ انالین 1/2 کپ، اور لیگا 1/2 چائے کا چمچ، نمک 1/2 چائے کا چمچ، کالی مرچ 1/2 چائے کا چمچ، شہد دو کھانے کے چمچ، چلی سوس دو چائے کے چمچ، کسے پھوڑا ایک کپ

انالین ڈرینگ کے لیے: زیتون کا تیل 1/2 کپ، سفید سرکہ 1/4 کپ، اور لیگا ٹولیوز ایک چائے کا چمچ، ڈرائیڈ پارسلے ایک چائے کا چمچ، گٹی لال مرچ 1/2 چائے کا چمچ، نمک 1/2 چائے کا چمچ، لہسن کا پیسٹ ایک چائے کا چمچ، انین پاؤڈر ایک چائے کا چمچ، کاسٹر شوگر ایک چائے کا چمچ، پسلی کالی مرچ 1/2 چائے کا چمچ، پامزان چیز پاؤڈر ایک کھانے کا چمچ

تشریح:
تمام اجزاء کو سلاڈ کے پتوں پر پھیلا کر کس کریں۔ انالین ڈرینگ کے لیے پہلے چار میں تمام اجزاء ڈال کر انہیں اچھی طرح شیک کریں۔ اب اسے فرق میں رکھ دیں اور پاستا سیلیڈ کے اوپر ڈال کر سرور کریں۔

مرغ بارہ مصالحہ بریانی



اجزاء: چکن (16 ٹکڑے) ایک سے ڈیڑھ کلو، کٹی پیاز ایک عدد، پسلی اورک ایک کھانے کا چمچ، کٹا لہسن ایک کھانے کا چمچ، سونف ایک کھانے کا چمچ، دھنیا ایک کھانے کا چمچ، نمک ایک چائے کا چمچ، پانی تین کپ، چاول 3/4 کلو

مزید اجزاء: تیل 3/4 کپ، دہی (پانی نکالا) 1/2 کپ، نمک ایک سے ڈیڑھ چائے کا چمچ، اورک لہسن ایک کھانے کا چمچ، پادھنیا ایک سے ڈیڑھ چائے کا چمچ، گرم مصالحہ ایک چائے کا چمچ، کاجل 1/4 چائے کا چمچ، جاوڑی 1/4 چائے کا چمچ، پسلی لال مرچ ایک کھانے کا چمچ، سوکھے آلو بخارے آٹھ سے دس عدد، کٹی پیاز ایک عدد، ہر ادھیا چند پتے، پودینے کے پتے چند عدد، ہری مرچ چند عدد، پیلا رنگ ایک چنگی، کیوڑا چند قطرے، لیموں کا رس دو کھانے کے چمچ

تشریح:
کپڑے کی ایک چھوٹی پٹی بنا کر کٹی پیاز، پسلی اورک، پادھنیا، سونف اور دھنیا ڈال دیں۔ اب چکن کو تین کپ پانی میں تیار مصالحے کی پٹی کے ساتھ تیس منٹ ابال لیں کہ وہ گل جائے۔ اب تیل گرم کر کے اس میں پیاز، اورک لہسن کا پیسٹ، دہی، نمک، پادھنیا، گرم مصالحہ، کاجل، جاوڑی، لال مرچ، لیموں کا رس، چند پتے ہر ادھیا، پودینے کے پتے اور چند ہری مرچ ڈال کر فرنی کریں پھر اس میں ابلے چکن شامل کر کے پکائیں، یہاں تک کہ تیل اوپر آجائے۔ اب اس میں سوکھے آلو بخارے ڈال دیں۔ اس کے بعد چاولوں کو نمک کے ساتھ ابالیں، یہاں تک کہ وہ تقریباً تیار ہو جائیں۔ اب پکی ہوئی چکن کے کچھر کو ایک بڑے چین میں ڈالیں اور کٹا ہر ادھیا پھیلا دیں۔ اب اس کے اوپر ابلے چاول ڈالیں، اوپر چند قطرے کیوڑا اورک ایک چنگی پیلا رنگ کا کچر ڈال دیں۔ اس کے بعد اوپر کٹی پیاز ڈال کر دم پر چھوڑ دیں۔

شمالی منگولیا چونکہ جدید دنیا سے دور افتادہ خطہ ہے، اس لیے یہاں کے کاہنوں کو ابھی تک جدید دنیا کی چالاکیاں، تیزی طراری اور دھوکہ بازی نہیں آتی۔ وہ اپنے اس ”روحانی ورثے“ کو خالص صورت میں برقرار رکھے ہوئے ہیں۔ ان کے اس علاقے تک پہنچنے کے لیے اولان باتار سے ایک پرانے طیارے میں ہیکلوں سے بھر پور کئی گھنٹوں کی فلائٹ لینا پڑتی ہے۔ اس کے بعد سوویت یونین کی یادگار، آثار قدیمہ سے نکلی ہوئی مٹی بس میں تقریباً دن بھر برف بنے دریاؤں کے سینے پر سفر کرنا پڑتا ہے کہ وہاں تک کوئی عام راستہ اب تک نہیں بنایا جا سکا۔ برف دریا کے اوپر بنا ہوا یہ راستہ پہاڑوں کے دڑوں سے گزر کر میدانوں میں پہنچتا ہے تب جا کر کاہنوں کا یہ علاقہ آتا ہے۔

ادھر بزرگوں کی شامیں اپنے کائنات پر نظر ڈالتا ہے، انہیں امید دلانے والی مسکراہٹ سے نوازتا ہے اور پھر میز پر ایستادہ مہم ہتی روشن کر کے کمرے میں جلنے والے بلب آف کر دیتا ہے۔ وہ مہم ہتی کی محدود روشنی میں کھڑا ہو کر بڑا شہر شروع کرتا ہے۔ بعض جملے پورے ہونے پر ڈگڈگی کو بجاتا ہے۔ پھر قفس کرنے کے انداز میں گھومتا اور جھومنا شروع کرتا ہے۔ اس کا گنگن لہاؤ قفس کے باعث رنگوں کی بیٹیوں کی طرح نظر آنے لگتا ہے۔ اس پر اسرار ماحول میں صرف بزرگوں کے منتر پڑھنے کی آواز گونج رہی ہے۔ ذرا ان جھاری کی کپٹیں سنکے سے تیر خوشبو کے مرغولے ہر جانب پھیل رہے تھے۔ کاہن بتاتے ہیں کہ اس خوشبو سے مروحیوں کی روحیں متوجہ ہو کر جلد حاضری دیتی ہیں۔ کمرے کے کونے میں طلسماتی سامان جمع کر کے روح کیلئے الگ گوتہ تیار کیا گیا ہے۔

ایک بزرگوں کی خود کوفرش پر گرا دیتا ہے۔ اس کے دو تاہین آگے بڑھ کر اسے پکڑ کر اٹھانے کی کوشش کرتے ہیں مگر کاہن ان کے ہاتھوں سے اٹکا اٹکا جاتا ہے اور وہ اپنے حلقے سے بھڑپے کے ٹرانے جیسی آوازیں نکالتا ہے۔ اس کے بعد وہ آہستہ آہستہ خود ہی کھڑا ہو جاتا ہے۔ اس کی آنکھیں نیم وا ہوتی ہیں اور پر اسرار الفاظ کی بڑ بڑاہٹ بڑھ جاتی ہے۔

”روح، استوا کے جسم میں حلول کر چکی ہے“۔ اس کے پہلے ز میں سے ایک زلیلا اولدوف رازداران انداز میں حاضرین کو آگاہ کرتا ہے تو سب لوگ جیسے سہم جاتے ہیں۔ دونوں تاہین، بزرگوں کو بازوؤں سے پکڑ کر اس کونے میں لاکر بٹھاتے ہیں جو خاص طور پر سجایا ہوا ہے۔ اس کی آنکھیں اب بھی مندی ہوئی ہیں اور وہ مسلسل بڑ بڑا رہا ہے۔ اب تاہین کمرے میں بیٹھے لوگوں کو اشارہ کرتے ہیں اور وہ ایک ایک کر کے کاہن بزرگوں کے قریب آ بیٹھتے ہیں اور اسے اپنا مسئلہ بتاتے ہیں۔ بزرگوں ان کے مسئلے پر اظہار خیال کرنے کے بجائے، ہر ایک کو اس کے ماضی کے واقعات بتا کر یہ ان کرتا جاتا ہے اور اسے ملکی بڑ بڑاہٹ میں ان کے مستقبل کی پیش گوئیاں بھی کرتا ہے۔ ساتھ ہی انہیں نصیحتیں بھی کرتا جاتا ہے کہ کن کاموں سے پرہیز کرتا ہے اور کون سے کام لازماً کرنا ہیں۔ ان لوگوں میں سے جو بیڑا پڑھا لکھا اور امیر کا کٹ نظر آتا ہے، منگول کاہن اس پر خاص توجہ مرکوز کرتا ہے اور اسے بتاتا ہے: ”تم ایک مہربان شخص ہو جو اپنی چیزیں، رقم اور سامان ضرورت مند لوگوں کو عطا کر کے خوش ہوتے ہو۔ اس طرح لوگوں میں خوشیاں بانٹ کر تم دراصل خود کو خوش کرتے ہو۔“



منگولیائی کاہنوں کی پراسرار دنیا

خوانخوار جنگو چنگیز خان کی قوم جسمانی، روحانی علاج کے لئے اپنے ”بنگالی بابوں“ کی محتاج ہو گئی
روس، منگولیا اور وسط ایشیا کے لوگ ”شامن“ کے مشورے اور ہدایت کے بغیر کوئی قدم نہیں اٹھاتے

شیر سومرو

ٹو نے زیادہ متاثر کن ثابت ہوتے ہیں۔ صرف مرد ہی اس پیشے میں نہیں ہیں بلکہ خواتین بھی اچھی خاصی تعداد میں یہ وحدہ درہر ہیں۔ خاص طور پر سائبریا میں تو کاہنہ خواتین ہی چھائی ہوئی ہیں۔ ویسے کاہن مرد ہویا عورت، ان کا لباس خاص ہوتا ہے، جس سے ان کی شخصیت بارعب اور برگزیدہ لگتی ہے۔ بڑے سے ریشمی لہاؤ پر کمرے کے گرد پکا بندھا ہوتا ہے جو کسی جانور کی پیلی کھال سے کٹ کر بیٹل کی صورت بنایا جاتا ہے۔ گلے پر بھی اسی رنگ کا بیٹل مٹھر کی طرح لپیٹا جاتا ہے۔ جو تے قطعی ہرن (Reindeer) کی کھال سے بنے ہوتے ہیں۔ جنہیں Shaman Boot کہا جاتا ہے۔

منگولیا چونکہ روسی علاقے سائبریا سے قریب ہے، اس لیے ان دونوں علاقوں میں جو شامن برسر کار ہیں، وہ ایک ہی کمیونٹی اور باڈے تعلق رکھتے ہیں۔ یہ زیادہ تر شمالی منگولیا میں رہتے ہیں۔ ان کی تعداد محض 20 ہزار ہے جو اپنی صدیوں پرانی روایات اور خانہ بدوش رہن کن کو سینے سے لگائے ہوئے ہیں۔ اس برادری کے کاہن محض جادوؤں، طلسم وغیرہ سے اپنا گزارہ نہیں کرتے بلکہ دن کے فارغ وقت میں اپنے موشیوں کے لئے چارہ وغیرہ کاٹنے لگے، بکریوں، گھوڑوں، بھیڑوں اورری انڈیز کو نگل لے کر چارے کا کام بھی انجام دیتے ہیں۔

سے چوٹی کیمن کی دیواروں سے ٹپک لگائے، بہت ساری امیدوں کے چراغ آنکھوں میں روشن کیے بیٹھے تھے۔ شامن بزرگوں کا یہ ”آفس“ پرانی قلموں میں دکھائے جانے والے جادو گروں کے ٹھکانے کی طرح سجا ہوا تھا۔ ڈگڈگی، بڑا گول دف، ہڈیوں کے ہار، دو تین کھوپڑیاں، پاک پازو جیسے کسی جانور کا تازہ نکالا ہوا دل اور اسی طرح کا علم سامان ورک امیریا کی واحد میز پر رکھا تھا۔ برابری میں تیز مصالحہ ذرا ن سگ رہا تھا، جس کا دھواں اور بو ہر طرف پھیلی ہوئی تھی۔۔۔ اور ہاں، انسانی سراپے جیسی ایک مہم ہتی بھی میز کے چچ میں کھڑی کی گئی تھی، جسے ابھی روشن نہیں کیا گیا تھا۔

یہ سارا ماحول کاروبار پکانے کے لیے یا ایک طرح سے Marketing Gimmic کے طور پر تخلیق کیا گیا تھا۔ یہ شام کا وقت تھا جو کہ شامن ازم کے لحاظ سے Rituals کی ادائیگی کے لیے مناسب ترین ہوتا ہے۔ شامن یا کاہن کسی بھی Assignment کو مکمل کرنے کے لیے معج کو ویرانے میں جا کر مرقا، دعا، نیس اور دیگر رسومات ادا کرتے ہیں اور شام کو اپنے کیمن میں آ کر اپنے گاہکوں کے سامنے دیگر ضروری ٹوٹے اور ٹوٹے آزماتے ہیں۔ چینی دیو مالا کے مطابق شام کے وقت ایک گھوڑا - گھڑی یا Horse Hour ہوتا ہے، جس کے دوران کیے جانے والے تمام جادو

الاعتقادی میں پھنس گئے ہیں۔ وہ بھوت پریت، راجوں، جادو ٹوٹے اور سحر و فسلوں میں بہت یقین رکھتے ہیں۔ انہیں اس جانب دیکھنے میں بزرگوں کی جیسے شامن یعنی ان کے ”روحانی عامل“ دن رات سرگرم رہتے ہیں۔

اولان باتار کے معروف ترین کاہن ”بزرگوں“ کا وحدہ آج کل خوب چل رہا ہے کیوں کہ فصلوں کی کٹائی کا موسم آرہا ہے، بہار کی آمد ہے، اس لیے وہ بھان معاشرے میں شادیوں اور خوشیوں کا سیزن بھی شروع ہو چکا ہے۔ تقریب خوشی کی ہو یا موقع غم کا ہو۔۔۔ کاہنوں کی کمائی بہر حال جاری رہتی ہے۔ وسط ایشیائی ریاستوں کے باشندے اپنے کاروبار میں ”برکت“ اور بیماریوں سے نجات کے لئے ان کے محتاج ہوتے ہیں۔ روس بلکہ دنیا کے سرد ترین علاقے سائبریا کے سخت کوش و بھان اور شکاری بھی خندے موسم کی فصلوں اور وافر شکاری دعاؤں اور ٹوٹوں کیلئے شامن کی خدمات حاصل کرتے ہیں اور منگولیا تو ویسے ہی کاہنوں کا ”ہوم گراؤنڈ“ ہے، جہاں وہ کھل کھیلتے ہیں۔

تو قصہ تھا منگولیائی دار الحکومت اولان باتار (یعنی سرخ ہیرو) کے مضافاتی ویرانے کا، جہاں کاہن بزرگوں کیلئے جادوئی آسمان سے دعائیں مانگ مانگ کر، اب شہر میں اپنے ”روحانی کیمن“ میں واپس آ چکے ہیں، جہاں ان کے آٹھ گاہک چھوٹے

”اونیلے جادوئی آسمان! میرے مریض پر رحم فرما۔۔۔ ارے اونیلے جادوئی آسمان! جلدی سے نیچے اتر آ۔۔۔ اے ہماری جائے پناہ! آ اور ہم پر اپنی مہربانیوں سے چھا جا۔“
بزرگوں کی شہری حدود سے باہر ویرانے میں کھڑا، ڈگڈگی، بھابھا کرعرش عظیم کو پکار رہا تھا۔ اس کا چہرہ لا پر تھا اور سرخو سرخو آنکھیں جیسے آسمان کی پٹھانوں میں گھمتی جاری تھیں۔ اس کی دائیں ہتھیلی اوپری رخ پر کھلی ہوئی تھی، جیسے تری کے رقصاں درویش، رب کی رحمت مانگتے ہوئے ایک ہاتھ عرش کی جانب کھولے رکھتے ہیں۔ اولان باتار شہر کے اس مشہور شامن (کاہن) بزرگوں کے بائیں ہاتھ میں مداروں والی ڈگڈگی تھی، جسے وہ مسلسل بجاتا جا رہا تھا۔ منگولیا کے دار الحکومت اولان باتار سے لے کر روسی سائبریا اور وسط ایشیائی ریاستوں میں سیکڑوں چھوٹے بڑے مقامی ”بنگالی بابے“ سرگرم عمل ہیں اور ان کا کاروبار خوب پھول رہا ہے۔ کیوں کہ دنیا کے عالم ترین حملہ آور چنگیز خان کی قوم ہی نہیں بلکہ سابقہ کمیونسٹ سوویت یونین میں دنیا کے سرد ترین خطے سائبریا اور وسط ایشیائی ریاستوں کے باشندے کمیونزم سے آزاد ہو کر، ضعیف





ضرورت مندوں سے معاوضہ مانگ کر لے لیتی ہیں۔“
اولیک ڈور ہائیڈ شاموں کی ایک اور منگولیائی برادری Buryat سے تعلق رکھتے ہیں۔ یہ کیونٹی بدھ مت اور عیسائیت میں بھی یقین رکھتی ہے۔ یہ لوگ پیٹھے پانیوں کے سب سے بڑے عالمی ذخیرے جمیل پیکل کے کنارے پر آباد ہیں۔
ایک اور کاہن Peter Azhunov دراصل ملبر عمرانیات ہیں۔ وہ بتاتے ہیں کہ مسلم، بدھ اور عیسائی کاہنوں کو حکومتیں کنٹرول کر سکتی ہیں۔ مگر اصل شام جو ہیں، انھیں قابو کر کے روحانی علاج اور مشق سے دور رکھنا کسی حکومت کے بس کی بات نہیں۔ وہ اس بات کے بھی حامی نہیں کہ کوئی خاتون یہ کام کرے، یعنی کاہن بن سکے۔ لیکن Lyudmila Lozovn a Lavrentiyeva ایک معروف کاہن ہیں۔ وہ اس بات پر بہت متستی ہیں کہ کسی عورت کو شام نہیں ہونا چاہیے۔
وہ کہتی ہیں کہ اولیک ڈور ہائیڈ Buryat برادری کے لیے کہتی ہیں کہ انھوں نے صدیاں پہلے کسی حاملہ عورت کو درخت کے سائے میں آرام کرتے دیکھ لیا تھا، جس کے پیٹ سے آگے چل کر ایک بزرگ بدھ کاہن نے جنم لیا تھا۔ کیا اس کا مطلب یہ نہیں کہ پہلی کاہنہ وہ خاتون ہی تھی؟ تو پھر عورتیں کیوں شام یا کاہن نہیں ہو سکتیں؟
کاہن لوگ فطرت سے بہت محبت کرتے ہیں۔ ماضی سے خود بھی جڑ سے رہنا چاہتے ہیں اور لوگوں کو بھی ماضی، آباؤ اجداد کی روحوں اور ثقافتی ورثے سے جوڑے رکھتے ہیں۔ کچھ کاہن اپنی روحانی صلاحیتوں سے کی موڈی امراض حتیٰ کہ سرطان کا علاج کرنے کا بھی دعوٰی کرتے ہیں۔
ایک دلچسپ بات یہ ہے کہ وسط ایشیائی آزاد مسلم ریاستوں کرغزستان اور قزاقستان میں جو مسلمان افراد بطور کاہن کام کرتے ہیں، وہ خود کو حامل بابا یا ولی کے طور پر متعارف کراتے ہیں۔ ان کی مشقیں بھی صوفیانہ قسم کے ذکر و اذکار اور کام پاک کی آیات کی تلاوت پر مشتمل ہوتی ہیں لیکن لوگ انھیں مقامی طور پر کاہن یا شام ہی کہتے یا سمجھتے ہیں۔ سانسیر یا اور منگولیا میں شام ازم اور بدھ مت آپس میں اس طرح غلط ملط ہو گئے ہیں کہ ایک کو دوسرے سے الگ کرنا ناممکن نہیں رہا۔

انگلیاں اپنی پیشانی سے چومھی جاتی ہیں۔ کاہن جب ٹرائس میں ہوتے ہیں تو ضروری نہیں کہ وہ اپنی قدرتی آواز ہی میں باتیں کریں۔ یہ ان کے بقول اس روح یا منگل پر ہے کہ وہ اگر مرد ہے تو شام کے منہ سے مردانہ آواز نکلے گی اور اگر عورت ہے تو پھر خاتون کی آواز ہی میں باتیں کرے گا۔ کاہن، عام طور پر یہ بھی باور کراتے ہیں کہ کوئی شخص اپنی خواہش، مرضی یا مشقوں سے شام نہیں بن سکتا بلکہ یہ روحانی قوتیں ہوتی ہیں جو کسی فرد کو شام بنانے کا طے کر کے اس کی مدد کرتی ہیں۔ اس کے بعد یہ سلسلہ نسل در نسل چلتا چلا جاتا ہے۔ اس کے لیے کوئی کاہن اپنے باصلاحیت بیٹے یا بیٹی کو اپنی شاگردی میں لے کر اسے رسول تک سخت تربیت سے گزارتا ہے۔ ہر شام کے پاس ری انڈیز کی کھال سے تیار کی ہوئی ڈگڈگی، جو تھے، دف، چنگ اور کپڑے کے رنگین ٹکڑے ہر وقت موجود رہتے ہیں۔ یہ اس کے ”گول آف ٹریڈ“ ہیں۔ سویت دور میں دوسرے مذاہب کی طرح شام ازم پر بھی سخت پابندی تھی۔ ایسے میں بھی کچھ کاہن چھپ چھپا کر پناہوں میں یا کسی گھر کے خفیہ تہ خانے میں اپنی مشقیں جاری رکھتے تھے۔ سانسیر یا اور منگولیا میں شام اتنا زیادہ کماتے ہیں کہ کئی اچھی بھلی ملازمتوں والے افراد بھی نوکری کو لات مار کر شام بن چکے ہیں۔ شام اولیک ڈور ہائیڈز ایسے ہی شام ہیں جو وکالت کی بہت اچھی پریکٹس کرتے تھے۔ وہ شام کیوں اور کیسے بن گئے؟ بیان کی زبانی سنئے:
”میں وکالت سے بہت اچھا کما رہا تھا مگر پھر میں مختلف جسمانی، ذہنی اور ایک طرح سے روحانی عوارض میں مبتلا ہو گیا۔ جب ایک شام سے علاج کر رہا تھا تو اس وقت مجھے یہ خیال آیا کہ میں خود بھی تو کاہن بن کر لوگوں کے اس طرح کے مسائل حل کرنے میں مددگار ہو سکتا ہوں۔ تب میں نے ایک معروف کاہن کی شاگردی اختیار کر لی اور کئی ماہ کی سخت مشقوں اور پابندیوں سے میں بھی شام بن گیا۔ اس کام کی ایک اچھی بات یہ ہے کہ کوئی شام کسی بھی ضرورت مند سے کبھی اپنی خدمات کی نقد اجرت نہیں مانگتا۔ لوگ اپنی مرضی سے جو دینا چاہیں، ایک کاہن کو صبر شکر کر کے لے لیتا رہتا ہے۔ مگر اب اس عام بھلائی کے شعبے میں بھی کالی بھیڑیں آگئی ہیں جو منہ پھاڑ کر

نسل میں بھی یہ کاہن بننے کی خواہش پیدا ہو رہی ہے۔ اپنے ماضی سے متعلق جاننا، اپنے آباء اور بزرگوں کی روجوں کو کانٹوں کے ذریعے بلوا کر لانا اور ان سے اپنی زندگی کے لیے نصیحتیں پوچھنا انسانوں کے لیے ہمیشہ پرکشش رہا ہے۔ یہ ایسے ملکوں اور معاشروں میں ہمیشہ قابل توجہ چیز رہی ہے جو ٹیٹن، پابندیوں اور جبر کا شکار رہے ہیں اور وہاں آزادی اظہار پر قدغن رہی ہے اور میڈیا، لائبریریوں، عجائب گھروں، یادگاروں اور مزاروں قبرستانوں تک پر پابندی رہی ہے۔ ایسے ساجوں کو جب ایک دم شتر ہے مہار کی طرح چھوڑ دیا جاتا ہے تو پھر وہاں کاہنوں، جادوگروں، مداریوں اور نوسر یا زوں کے دھندے عروج پر پہنچ جاتے ہیں۔ اسی طرح سوویت یونین کے زوال سے کاہن لوگ برساتی کیمبیوں کی طرح آگ آئے۔ یہ قسمت کا حال بتانے والے، ماہرین فلکیات، ماہر علم نجوم، جادوگر اور دینی حکیم و حاذق کے طور پر سامنے آئے۔ کیونکہ یہ سوشلزم دور میں لوگوں سے جو ماضی اور ان کا مذہبی سماجی موروث چھین لیا گیا تھا، انھیں اس سے دوبارہ جوڑنے والوں کے طور پر سامنے آئے۔ کم از کم وہ ایسے دعوے تو کرتے ہیں۔ بیشتر کاہن انفرادی طور پر کام کرتے ہیں مگر مولان باتار جیسے بڑے شہروں میں شام مراکز بھی قائم ہیں، جہاں درجنوں بلکہ سیکڑوں کاہن کام کرتے ہیں۔ ایسی ہی ایک شام تنظیم the Golomt Center for Shamanic Studies ہے، جس کا دعویٰ ہے کہ ان کے ہاں 10 ہزار کاہن ممبر ہیں۔“
منگولیائی شام ایک روحانی سفر سے جب واپس آتے ہیں تو وہ کسی گاہک کی بطور تھکا لائی ہوئی نشہ آور مشروب کی بوتل کھولتے ہیں اور تمام حاضرین میں تھوڑی تھوڑی بانٹ کر خوشی و مسرت کا ایک دور چلاتے ہیں۔ ایسے موقع پر یہ لازمی ہوتا ہے کہ کاہن کی جانب سے بڑھایا جانے والا جام دائیں ہاتھ سے لیا جائے۔ اگر کوئی شخص بائیں ہاتھ سے پیالے لے لے تو اسے کاہن اپنی توہین سمجھتا ہے۔ ہر فرد دو جام لے کر کمرے کے تین اطراف کی جانب اس سے اشارہ کرتا ہے تاکہ موجودہ روجوں کو بھی خوش کیا جاسکے۔ پھر مشروب میں اپنی انگلیاں ڈبو کر، دو قطرے چاروں کونوں کی جانب اچھالے جاتے ہیں اور آخر میں وہ

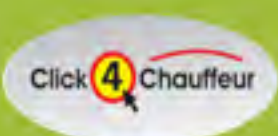
بیوی اس کے شانے پر نرئی سے ہاتھ رکھ کر پوچھتی ہے:
”ڈیز! تہا را روحانی سفر اچھا گزرا؟“
”ہوں۔۔۔۔۔“ ترگوئی لمبی ہنکری لیکر رہ جاتا ہے۔
کاہن کا ہم معنی منگولیائی لفظ ”شام“ اصلاً سانسیر یا کی قبیلے ’ہوگی‘ کی عام بولی کا لفظ ہے مگر اب یہ دنیا کے ہر کچر میں سمجھا اور استعمال بھی کیا جاتا ہے۔ آج کل لندن، بوٹن، شنگھائی جیسے میگا پولیس (شہروں) کے ساتھ ساتھ دنیا کے کئی دوسرے علاقوں میں شام مراکز قائم ہیں، جہاں یہ کاہن قدیم منگولیائی طریقوں سے لوگوں کی جسمانی، ذہنی، روحانی عوارض کا علاج کرنے کے ساتھ ساتھ ان کے کام کاج، کاروبار، خواہشوں اور تمناؤں کی تکمیل کیلئے مراقبہ کرتے، مंत्र پڑھتے اور جادوئی مشقیں کرتے رہتے ہیں کہ پر اسرار وجود، روحیں، بھوت پریت اور حاضرات اس دنیا میں ہر جگہ پائے جاتے ہیں جو لوگوں کے معاملات کو بناتے بگاڑتے یا ان پر اثر انداز ہوتے رہتے ہیں۔ ان کی مرضی سے کافی معاملات طے ہو سکتے ہیں۔ اس لیے لوگوں کو کاہنوں کی خدمات سے استفادہ کرتے رہنا چاہئے۔
1990 میں سوویت یونین کے ٹوٹنے پر منگولیا ایک آزاد ملک کی حیثیت سے سامنے آیا۔ سوشلزم کو دھس نکال لیا گیا اور وہاں بدھ ازم، شام ازم اور دیگر لوک مذاہب ایک بار پھر مروج ہو گئے۔ اور کاہن لوگ بھی ایک بار پھر منگولیائی، سانسیر یا اور وسط ایشیائی معاشروں کی ”ضرورت“ بن گئے۔ انھوں نے عوام میں ضعیف الاعتقادی پھیلانا اپنے جادو ٹوٹنے کا دھندہ شروع کر دیا۔ اس حوالے سے میا چونسٹس اسٹی ٹیوٹ آف ٹیکنالوجی کی ماہر عمرانیات Manduhai Buyandelger اپنی کتاب ”Tragic Spirits“ میں کہتے ہیں:
”شام ازم کے احیاء، منگولیائی معاشرے میں گذشتہ دو عشروں میں بہت حیرت انگیز تبدیلیاں آئی ہیں۔ الان باتار کے سپر مارکیٹوں سے لے کر دیہات میں موجود چھوٹی چھوٹی دکانوں اور کیبنوں میں کاہنوں کی صنعت کے فروغ کے شواہد ملتے ہیں۔ کاہنوں پر نہ صرف عام لوگوں کا اعتماد بڑھتا ہو چکا ہے بلکہ نئی

یہ بیان سب ہی لوگوں کیلئے ہو سکتا تھا اور عام طور پر لوگ اپنے لیے ایسی باتیں سن کر تردید نہیں کرتے۔ سو یہ کاہن انسانی نفسیات سے کھیل کر گاہکوں کو مطمئن کر رہا تھا۔ جب ترگوئی نے اس شخص کو اس کے جسم کے کسی خاص حصے پر تھل ہونے کی بات بتائی تو وہ چونک اٹھا اور اثبات میں سر ہلاتے ہوئے، تاکید کرنے لگا۔
ترگوئی ان سب لوگوں کو تسلی دیتا ہے کہ آج کے بعد وہ (یعنی روح جو وہاں اس وقت نیلے جاودانی آسمان سے اتر کر آئی تھی) آئندہ زندگی میں ان کی اور ان کے قریبی عزیزوں کی حفاظت کرتی رہے گی، ان کو خوشیاں دینے کیلئے تیار رہے گی اور ان کی کامیابیوں کی راہ ہموار کرے گی۔ اس نے ذرا ان کی جھانپوں کے سروں پر انکے خشک پیٹھے توڑ کر سب کے حوالے کیے اور انہیں نصیحت کی کہ وہ اپنے گھروں میں یہ پیٹھے لگا لیں تاکہ ان کے خاندان خیر و عافیت سے زندگی گزار سکیں۔ اس کے بعد وہ کونے میں رکھے ہڈیوں کے ڈھیر میں سے چھانٹ چھانٹ کر خاص قسم کی ہڈیاں اٹھاتا ہے اور اپنے گاہکوں کو ایک ایک ہڈی دیتا ہے اور انہیں کہتا جاتا ہے:
”یہ مادہ لومڑی کے ٹخنے کی ہڈیاں ہیں۔ اسے بائیں جیب میں رکھا کریں۔ یہ آپ کو بھوتوں کی شرارتوں اور نقصان سے بچائے گی۔“
یہ بتا کر کاہن ترگوئی اپنے مراقبے میں سے نکل کر ہوش میں آنے کا تاثر دینے لگتا ہے۔ اس خاص موقع پر کیبن کی ایک دیوار میں ایک چھوٹا سا دروازہ کھلتا ہے۔ وہاں سے ترگوئی کی بیوی شملگی برآمد ہوتی ہے۔ وہ آگے بڑھ کر شوہر کے گال چھتہ پاتی ہے، جس پر وہ آنکھیں کھول دیتا ہے۔ بیوی ایک سگریٹ سلاک کر شوہر کے ہونٹوں میں دھاتی ہے تو وہ چند گہرے گہرے کس لے کر کچھ بڑبڑانے لگتا ہے اور سگریٹ منہ سے نکال کر اُسے دیکھتا ہے اور پھر اس کا روشن حصہ منہ میں ڈال کر اسے چباتا ہے اور نگل جاتا ہے۔ اس کے گاہک حیرت اور خوف سے لاشعری آوازیں نکال کر رہ جاتے ہیں۔ شملگی ایک اور سگریٹ سلاک کر شوہر کو دیتی ہے۔ لوگ سناتے ہیں آج آتے ہیں کہ شاید پھر وہ جلا ہو سگریٹ نکل لے گا مگر اس بار ترگوئی آرام سے سگریٹ پیتا رہتا ہے۔ اس کی



FREE TAXI WEBSITE

TOP 10 POSITION IN Google with 1 keyword **PayPal** TAXI



Platinum
Taxi website and Payment gateway
£299.00

Bronze
Taxi website and Control Panel
£6.25

Silver
Taxi website and Payment gateway
£14.99

Gold
Taxi website and Payment gateway
£99.00



Keep all the
MONEY
you work so hard to
earn-cut out the
middleman!

EARN
100%
OF THE BOOKING
FARE GUARANTEED

PAY
JUST FROM
6.25***
A MONTH (T&C APPLIES)
FOR HOSTING AND
LICENSE FEE.

- 1 Free Website
- 2 Free Domain
- 3 Free Setup
- 4 Free Email ID
- 5 Free Call Diversion
- 6 Free 24/7 Support
- 7 Free Logo Design
- 8 For Your Website



01753 570 260



Sales@click-4-cab.co.uk
www.click-4-cab.co.uk